شبِ برأت کی فضیلت
اور
شرعی حیثیت

(حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمولات و
تصریحاتِ ائمہ مع مسنون اذکار)

تصنیف

حافظ ظہیر احمد الاسنادی

پی ایچ ڈی
ریسرچ اسکالر
فریدِ ملت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

منہاج القرآن پبلیکیشنز

کلماتِ تحسین از شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزم حافظ ظہیر احمد الاسنادی، میرے علمی و روحانی فرزند اور فاضل منہاج یونیورسٹی نے نہایت محنت سے یہ کتاب تصنیف کی ہے۔

بہت شاندار کتاب ہے۔ تمام مسلمانوں کیلئے بہت مفید اور ہدایت کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں مزید تحقیق اور تصنیف و تالیف میں ملکہ اور برکات و عنایات سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(دعاگو) محمد طاہر القادری

۱۷ رمضان المبارک، ۱۴۳۶ھ / 05 جولائی، 2015ء

منہاج القرآن پبلیکیشنز

365-M, Model Town, Lahore- Pakistan
Ph. [+92-42] 111-140-140 Fax. [+92-42] 3516 8184
www.minhaj.org tehreek@minhaj.org
www.peaceprogram.net
TahirulQadri TahirulQadri

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شب برأت کی فضیلت
اور شرعی حیثیّت

شبِ برأت کی فضیلت
اور
شرعی حیثیت

(حضور ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کے معمولات و
تصریحاتِ ائمہ مع مسنون اذکار)

تصنیف

حافظ ظہیر احمد الاسنادی

پی ایچ ڈی
ریسرچ اسکالر
فریدِ ملت رِیسرچ اِنسٹیٹیوٹ

منہاج القرآن پبلیکیشنز

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : **شبِ برأت کی فضیلت اور شرعی حیثیت**

(حضور ﷺ اور صحابہ کرام ﷡ کے معمولات و تصریحاتِ ائمہ مع مسنون اَذکار)

تصنیف : حافظ ظہیر اَحمد الاسنادی (پی ایچ ڈی)

(Email: alisnadi@gmail.com)

مطبع : منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعتِ اوّل : مئی 2015ء (1,100)

اِشاعتِ دوم : مئی 2016ء

تعداد : 1,100

قیمت: :

❁❁❁

نوٹ: اِس کتاب کی آمدنی **تحریک منہاج القرآن** کے لیے وقف ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

یَا رَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا

وَاغْفِرْلَنَا مَامَضٰی یَا وَاسِعَ الْکَرَمِ

﴿ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ ﴾

اِنتساب!

مقدس راتوں میں رحمتِ الٰہی کی ان خاص ساعتوں کے نام!

جن میں رحمٰن و رحیم اپنی پوری شانِ کریمی کے ساتھ آسمانِ دنیا پر نزولِ اِجلال فرماتا ہے اور عاصی بندوں کو بخشش و مغفرت کی خلعت سے نوازتا ہے۔

فہرست

صفحہ	عنوانات
۱۹	کلماتِ تحسین از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۲۱	پیش لفظ (اِشاعتِ اوّل)
۲۷	ہدیہ تشکر (اِشاعتِ دوم)
۲۹	حافظ ظہیر اَحمد الاِسنادی ایک کامیاب محقق اور مصنف (مفتی عبد القیوم خان ہزاروی)
۳۱	'شبِ برأت کی فضیلت اور شرعی حیثیت' ایک محققانہ کاوش (صاحبزادہ مسکین فیض الرحمان درانی)
۳۵	ہدیہ تہنیت (علامہ حبیب اَحمد الحسینی، بنگلور انڈیا)
۳۷	'حافظ ظہیر اَحمد الاِسنادی' کی علمی و تحقیقی کاوش (علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی)
۳۹	تہنیت نامہ (ڈاکٹر رحیق اَحمد عباسی)
۴۱	کتاب اور صاحبِ کتاب کے بارے میں (شیخ عبد العزیز دباغ)
۴۵	حرفِ تبریک (ڈاکٹر طاہر حمید تنولی)

عنوانات	صفحہ
❁ **باب اَوّل:**	
فضیلتِ ماہِ شعبان اور معمولاتِ نبوی	۴۷
۱۔ شعبان کی وجہ تسمیہ	۵۰
۲۔ شعبان کے الفاظ میں پوشیدہ حکمت	۵۰
۳۔ آیت درود و سلام کا شانِ نزول	۵۱
۴۔ ماہِ شعبان کی فضیلت اور حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک	۵۱
(۱) شعبان حضور ﷺ کا مہینہ ہے	۵۱
(۲) ماہِ شعبان کا اِستقبال اور دعاءِ شعبان	۵۲
(۳) ماہِ شعبان میں حضور ﷺ کثرت سے روزے رکھتے	۵۲
(۴) ماہِ شعبان میں بندوں کے اَعمال کا بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جانا	۵۶
(۵) ماہِ شعبان میں زندگی و موت اور اَہم اُمورِ حیات کے فیصلے کیے جانا	۵۷
(۶) ماہِ شعبان میں کثرت سے لوگوں کی بخشش و مغفرت ہونا	۵۸
(۷) ماہِ شعبان میں ہی 'لیلۃ مبارکۃ' یعنی شبِ برأت کا پایا جانا	۵۹

عنوانات	صفحہ
باب دوم:	
فضیلتِ شبِ برأت اور معمولاتِ نبوی	۶۱
۱۔ شبِ برأت کی وجہ تسمیہ	۶۳
۲۔ 'لیلۃ مبارکۃ' سے مراد شبِ قدر ہے یا شبِ برأت؟	۶۴
دونوں آراء میں تطبیق	۶۶
۳۔ شبِ برأت اور شبِ قدر فرشتوں کی دو عیدیں	۷۰
۴۔ شبِ برأت کو ظاہر کر دینے کی حکمت	۷۰
۵۔ شبِ برأت کے پانچ خصائص	۷۱
(۱) پہلی خاصیت: اس شب میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے	۷۱
(۲) دوسری خاصیت: اس رات میں عبادت کی فضیلت	۷۲
(۳) تیسری خاصیت: کثرت سے رحمتِ الٰہی کا نزول ہونا	۷۲
(۴) چوتھی خاصیت: گناہوں کی بخشش اور معافی کا حصول	۷۲
(۵) پانچویں خاصیت: اس رات رسول اللہ ﷺ کو مکمل شفاعت کا عطا کیا جانا	۷۳

عنوانات	صفحہ
۶۔ شبِ برأت میں اللہ تعالیٰ کا غروب آفتاب کے وقت سے آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرمانا	۷۴
۷۔ شبِ برأت میں زندگی، موت، حج، رزق اور اولاد کے فیصلے ہونا	۷۸
۸۔ شبِ برأت مغفرت وبخشش اور دوزخ سے نجات کی رات	۸۱
۹۔ شبِ برأت میں دعا کی قبولیت اور مغفرت سے محروم لوگ	۸۴
(۱) شرک کرنے والا	۸۴
(۲) بغض وکینہ رکھنے اور حسد کرنے والا	۸۶
(۳) کسی کو ناحق قتل کرنے والا	۹۰
(۴) شراب نوشی کرنے والا	۹۳
(۵) والدین کا نافرمان	۹۴
(۶) عادی زانی	۹۶
(۷) قطع رحمی کرنے والا	۹۷
(۸) مجسمہ سازی کرنے یا پرستش اور احترام کے لیے تصویریں بنانے والا	۹۸
(۹) چغلی کھانے والا	۹۹
۱۰۔ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے	۱۰۰
۱۱۔ شبِ برأت میں حضور نبی اکرم ﷺ کے معمولاتِ مبارکہ	۱۰۱

عنوانات	صفحہ
(۱) بارگاہِ الٰہی میں کثرتِ دعا کرنا اور گریہ کناں ہونا ایک عظیم سنت	۱۰۱
(۲) شبِ برأت میں جاگنے اور دن میں روزہ رکھنے کا عمل سنتِ مصطفیٰ ﷺ	۱۰۵
(۳) پندرہویں شعبان کی رات قبرستان جانا سنتِ مصطفیٰ ﷺ	۱۰۷
(۴) اس رات والدین، رشتہ داروں اور تمام مسلمانوں کے لیے اِستغفار اور بخشش کی دعا کرنا	۱۰۸
۱۲۔ شبِ برأت میں ہونے والی بدعات وخرافات	۱۱۴
(۱) آتش بازی کرنا	۱۱۵
(۲) قبروں کے اُوپر چراغ، موم بتیاں اور اگربتیاں جلانا	۱۱۵
(۳) محافل واجتماعات میں اختلاطِ مرد وزن کی ممانعت	۱۱۶
باب سوم:	
شبِ برأت کی شرعی حیثیت	۱۱۷
(تعامل صحابہ وتابعین اور اَقوال ائمہ کی روشنی میں)	
۱۔ ائمہ حدیث کے ہاں شب برأت کا تذکرہ	۱۱۹
۲۔ شبِ برأت کے حوالے سے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات کا تحقیقی جائزہ	۱۲۴

عنوانات	صفحہ
(۱) حضرت عبد اللہ بن عمرو ﷺ سے مروی حدیث	۱۲۴
(۲) حضرت معاذ بن جبل ﷺ سے مروی حدیث	۱۲۵
(۳) حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی حدیث	۱۲۶
(۴) حضرت ابو ثعلبہ الخشنی ﷺ سے مروی حدیث	۱۲۷
(۵) حضرت عوف بن مالک ﷺ سے مروی حدیث	۱۲۸
(۶) حضرت ابوبکر صدیق ﷺ سے مروی حدیث	۱۲۸
(۷) حضرت ابو موسیٰ اَشعری ﷺ سے مروی حدیث	۱۲۹
(۸) اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ سے مروی حدیث	۱۳۰
(۹) حضرت علی بن ابی طالب ﷺ سے مروی حدیث	۱۳۱
(۱۰) حضرت عثمان بن ابی العاص ﷺ سے مروی حدیث	۱۳۲
۳۔ شبِ برأت میں صحابہ کرام ﷺ کے معمولات	۱۳۴
۴۔ شبِ برأت میں تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام کے معمولات و آراء	۱۳۷
۵۔ شبِ برأت اور ائمہ فقہاء کی آراء	۱۴۸
• خلاصۂ کلام	۱۵۰

صفحہ	عنوانات
	باب چہارم:
۱۵۱	شبِ برأت کے نوافل و اَذکار اور ماثورہ دعائیں
۱۵۳	۱۔ مساجد میں اِہتمامِ عبادت اور باجماعت نوافل کی ادائیگی کا حکم
۱۵۶	۲۔ آج کے دور میں کس رائے پر عمل کرنا چاہیے؟
۱۵۷	۳۔ شبِ برأت میں شب بیداری کیسے کی جائے؟
۱۵۸	۴۔ کیا عبادت کے لیے پوری رات جاگنا ضروری ہے؟
۱۵۹	۵۔ فرائض کی قضاء کو نوافل کی ادائیگی پر ترجیح دی جائے
۱۶۰	۶۔ ماہِ شعبان کے مستحب نوافل و اَذکار اور دعائیں
۱۶۱	۷۔ شبِ برأت کے مسنون اعمال اور دعائیں
۱۶۳	• فراخی رزق کے لیے دعائے نصف شعبان المعظم
۱۶۵	• صلاۃ الخیر (شب برأت کی نماز)
۱۶۸	• حضرت اِمام حسن علیہ السلام کا عمل مبارک
۱۷۱	• نمازِ اوّابین (اس رات غروب آفتاب کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر نزولِ الٰہی)
۱۷۲	• نمازِ توبہ

عنوانات	صفحہ
• نمازِ تسبیح	۱۷۲
• نمازِ حاجت	۱۷۳
• نمازِ تہجد	۱۷۵
• پندرہ شعبان کے دن روزہ رکھنا اور نمازِ اِشراق و چاشت ادا کرنا	۱۷۷
☆ نمازِ اِشراق کا وقت اور طریقہ	۱۷۷
☆ نمازِ چاشت کا وقت اور طریقہ	۱۷۸
• نماز تحیۃ الوضوء	۱۷۹
• نماز تحیۃ المسجد	۱۷۹
باب پنجم:	
دورِ فتن میں تحریکِ منہاج القرآن کا تجدیدی کردار	۱۸۱
۱۔ ترجمہ عرفان القرآن	۱۸۴
۲۔ عصری تقاضوں کے مطابق ذخیرہ حدیث کی تدوینِ نو	۱۸۵
۳۔ دہشت گردی اور فتنۂ خوارج کے خلاف جرأت مندانہ تاریخی فتویٰ	۱۸۶
۴۔ عقیدۂ عشقِ رسول ﷺ کا فروغ	۱۸۷

عنوانات	صفحہ
۵۔ عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت کا اِثبات	۱۸۷
۶۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ	۱۸۸
۷۔ دفاعِ شانِ علی علیہ السلام وشانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۱۸۸
۸۔ آمدِ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں فتنے کی سرکوبی	۱۸۹
۹۔ امام ابو حنیفہؒ اور علم حدیث	۱۸۹
۱۰۔ گھر گھر محافلِ نعت کا فروغ	۱۸۹
۱۱۔ گوشۂ درود وفکر کا قیام	۱۹۰
۱۲۔ دنیا بھر میں حلقہ ہائے درود کا قیام	۱۹۰
۱۳۔ ماہانہ مجلسِ ختم الصلاۃ علی النبی ﷺ	۱۹۱
• اب تک بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیے گئے درود پاک کی تعداد	۱۹۱
۱۴۔ عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد	۱۹۱
۱۵۔ اِحیائے تصوّف	۱۹۲
۱۶۔ مسنون اِجتماعی اعتکاف	۱۹۲
۱۷۔ ایک ہزار سے زائد کتب کی تصنیف و تالیف اور ڈاکٹر طاہر القادری کا علمی وفکری اعزاز	۱۹۲
۱۸۔ چھ ہزار سے زائد موضوعات پر لیکچرز کا عالمی ریکارڈ	۱۹۳

عنوانات	صفحہ
۱۹۔ بین المسالک ہم آہنگی، بین المذاہب رواداری اور انسانی حقوق کا فروغ	۱۹۴
۲۰۔ دنیا بھر میں اسلام کی ترویج و اِشاعت اور پیغام اَمن کا فروغ	۱۹۴
۲۱۔ فروغِ اَمن اور انسدادِ دہشت گردی کا پہلا اسلامی نصاب	۱۹۵
۲۲۔ انٹرنیشنل صوفی کانفرنس (ورلڈ صوفی فورم، نئی دہلی)	۱۹۸
۲۳۔ گستاخانہ خاکوں کی اِشاعت روکنے میں شیخ الاسلام کا کردار	۱۹۸
۲۴۔ سُود کا متبادل معاشی نظام	۱۹۹
۲۵۔ عالمِ اسلام کی سب سے بڑی تحریک	۱۹۹
۲۶۔ اِشاعت اِسلام کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا اِستعمال	۱۹۹
۲۷۔ دینی و دنیاوی تعلیم کی یکجائی	۲۰۰
۲۸۔ سیاسی، فکری اور شعوری تحریک کا آغاز	۲۰۱
۲۹۔ شبِ برأت کے حوالے سے تحریک منہاج القرآن کا پیغام	۲۰۲
❁ ماہِ شعبان اور شبِ برأت سے متعلقہ شیخ الاسلام مدظلہ العالی کے اَہم خطابات	۲۰۵
❁ مصادر تخریج	۲۰۹

کلماتِ تحسین از شیخ الاسلام الدکتور محمدؐ طاہرالقادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزم حافظ ظہیر احمد الاسنادی، میرے علمی و روحانی فرزند اور فاضل منہاج یونیورسٹی نے نہایت محنت سے یہ کتاب تصنیف کی ہے۔

بہت شاندار کتاب ہے۔ تمام مسلمانوں کیلئے بہت مفید اور ہدایت کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں مزید تحقیق اور تصنیف و تالیف میں ملکہ اور ہر کات و عنایات سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(دعاگو) محمد طاہر القادری

۱۷ رمضان المبارک، ۱۴۳۶ھ/ 05 جولائی، 2015ء

پیش لفظ

(اشاعتِ اوّل)

اللہ جل مجدہ کی توفیق اور اس کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوبِ کریم سرورِ دو عالم ﷺ کے اُمتی ہونے کا شرف بخشا اور اس عظیم نسبت کے طفیل اُن بے شمار فضیلتوں اور انعامات سے نوازا جو سابقہ امتوں کو عطا نہیں فرمائے گئے تھے۔ خالقِ دو جہاں نے سابقہ امتوں کو طویل عمریں عطا فرمائی تھیں جن میں وہ کثرت سے نیک اعمال بجا لاتے اور اپنے نامۂ اعمال میں بیش بہا اضافہ کرتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی خوشی اور رضا کے لیے امتِ محمدیہ پر اپنا خصوصی فضل و کرم فرماتے ہوئے اسے عمریں تو مختصر دیں مگر بدلے میں ایسی مقدس راتیں عطا فرما دیں جن میں سے ایک ایک رات فضیلت اور برکت میں ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ (القدر، ۹۷/۱-۵)

’’بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا ہے○ اور آپ کیا سمجھے ہیں (کہ) شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر (فضیلت و برکت اور اَجر و ثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے○ اس (رات) میں فرشتے اور روح الامین (جبرائیل) اپنے رب کے حکم سے (خیر و برکت کے) ہر اَمر کے ساتھ اُترتے ہیں○ یہ (رات) طلوعِ فجر تک (سراسر) سلامتی ہے○‘‘

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ بیان فرماتی ہیں:

''اللہ تعالیٰ چار راتوں میں (خصوصی طور پر) بھلائیوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ ا۔عید الاضحیٰ کی رات، ۲۔عید الفطر کی رات، ۳۔ شعبان کی پندرہویں رات کہ اس رات میں مرنے والوں کے نام اور لوگوں کا رزق اور (اس سال) حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔۴۔عرَفہ (نو ذوالحجہ) کی رات اذانِ فجر تک۔''

(الدر المنثور)

یعنی بہت سی راتوں میں سے صرف ایک شبِ قدر ہی کو دیکھا جائے تو فضیلت و برکت کے اعتبار سے وہی ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ایسی ہی بابرکت راتوں میں سے ایک رات، پندرہ شعبان المعظم کی شب ہے۔عرفِ عام میں اسے شبِ برأت یعنی دوزخ سے نجات اور آزادی کی رات بھی کہتے ہیں، کیوں کہ سرورِ دوجہاں حبیبِ کبریا ﷺ کے فرمان عالیشان کے مطابق اس رات رحمتِ خداوندی کے طفیل لاتعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش فرماتا ہے۔'' **(شعب الایمان)**

اللہ تعالیٰ نے شب برأت کو ظاہر کیا اور شبِ قدر کو پوشیدہ رکھا۔ اس لیے کہ شبِ قدر رحمت، بخشش اور جہنم سے آزادی کی رات ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے مخفی رکھا تاکہ لوگ اس پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں اور شب برأت کو ظاہر کیا کیوں کہ وہ فیصلے، قضا، قہر و رضا، قبول و ردّ، نزدیکی و دوری، سعادت و شقاوت اور پرہیزگاری کی رات ہے۔ کتنے ہی لوگوں کا کفن بُنا جا رہا ہے اور وہ بازاروں میں مشغول ہیں، کتنی قبریں کھودی جارہی ہیں لیکن قبر میں دفن ہونے والا اپنی بے خبری کے باعث خوشی اور غرور میں ڈوبا ہوا ہے، کتنے ہی چہرے کھلکھلا رہے ہیں حالانکہ وہ ہلاکت کے قریب ہیں، کتنے مکانوں کی تعمیر مکمل ہوگئی لیکن ان کا مالک موت کے قریب پہنچ چکا ہے۔

لہٰذا ان مقدس راتوں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجتماعی طور پر مغفرت طلب کرنی چاہیے اور ایسی راتوں کو شبِ توبہ اور شبِ دعا کے طور پر منایا جانا چاہیے تاکہ اللہ رب العزت ہمارے حال پر خصوصی فضل و کرم فرمائے اوراپنے اعمال کے سبب آج ہم انفرادی و اجتماعی طور پر جس ذلت و رسوائی، بے حسی، بدامنی، خوف و دہشت گردی اور بے برکتی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس سے ہمیں چھٹکارا اور نجات عطا فرمائے۔

شعبان کی پندرہویں شب کے بارے میں وارد ہونے والی اَحادیث مبارکہ کے مطالعہ سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ اس مقدس رات قبرستان جانا، کثرت سے اِستغفار کرنا، شب بیداری اور کثرت سے نوافل ادا کرنا اور اس دن روزہ رکھنا حضور نبی اکرم ﷺ کے معمولاتِ مبارکہ میں سے تھا۔ آپ ﷺ کی سنت مبارکہ کی اتباع میں یہی معمولات صحابہ کرام ﷡، تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ سلف کے بھی ہمیشہ سے رہے ہیں اور آج تک تسلسل سے چلے آ رہے ہیں۔

صدرِ اوّل سے ہی ائمہ و اَسلاف نہ صرف اس پر عمل کرتے آئے ہیں بلکہ اپنی تصنیفات و تالیفات میں اس کا ذکر بھی کرتے آئے ہیں۔

ان میں سے چند اہم کتابیں درج ذیل ہیں:

☆ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد القرشی ابن ابی الدنیا (۲۰۸-۲۸۱ھ) نے ’کتاب التہجد وقیام اللیل‘ کے نام سے کتاب لکھی۔

☆ امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (۲۱۵-۳۰۳ھ) نے ’عمل الیوم واللیلۃ‘ کے نام سے کتاب تالیف کی اور جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں انہوں نے شب و روز کے مسنون اعمال و اذکار اور ان کے فضائل کا بیان کیا۔

☆ امام احمد بن محمد الدینوری ابن السنی (۲۸۴-۳۶۴ھ) نے ’عمل الیوم واللیلۃ‘ عنوان سے کتاب لکھی۔

☆ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (٣٨٤-٤٥٨ھ) نے 'فضائل الأوقات' اور 'شعب الإیمان' وغیرہ تالیف فرمائیں۔

☆ الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی (م ٥٦١ھ) نے 'غنیۃ الطالبین' تالیف فرمائی۔

☆ امام محمد بن عبد الواحد ضیاء مقدسی (٥٦٩-٦٤٣ھ) نے 'فضائل الأعمال' تالیف کی۔

☆ امام ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی منذری (٥٨١-٦٥٦ھ) نے 'الترغیب والترھیب' لکھی۔

☆ امام ابو زکریا یحیٰی بن شرف النووی (٦٣١-٦٧٧ھ) 'الأذکار من کلام سید الأبرار' کے عنوان سے معروف زمانہ کتاب تالیف فرمائی۔

☆ ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد ابن رجب حنبلی (٧٣٦-٧٩٥ھ) نے 'لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف' کے نام سے کتاب لکھی۔

☆ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ (م۱۰۵۲ھ) نے 'ما ثبت بالسنۃ في أیام السنۃ' لکھی۔

☆ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی (۱۳۶۲ھ) نے 'زوال السِنۃ عن أعمال السَنۃ' مرتب کی۔

اس حوالے سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی چند اہم کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حسنِ اَعمال (۲) اَلْفُیُوضَاتُ الْمُحَمَّدِیَّۃ

(۳) اَلْکَشَّاف فِي فَضْلِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَالْاِعْتِکَاف (شبِ قدر اور اِعتکاف کے فضائل)

(۴) الإِنْعَام فِي فَضْلِ الصِّیَامِ وَالْقِیَام (روزہ اور قیام اللیل کی فضیلت پر منتخب آیات واحادیث)

(۵) اَلْإِکْرَام فِي فَضْلِ شَهْرِ الصِّیَامِ (ماہِ رمضان کے فضائل)

الغرض قرون اولیٰ سے عصر حاضر تک اکابرین امت، مجددین ملت اور علماء حق امت کی اعتقادی، فکری اور روحانی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے آئے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ انہوں نے اس مقصد کے لیے یہ ذخائر علمیہ مہیا فرمائے۔ ہماری یہ ادنیٰ سی کاوش بھی ہماری تخلیق یا ذاتی اختراع نہیں ہے بلکہ انہی ائمہ ومحدثین کی کتابوں اور ذخیرہ علم سے فقط خوشہ چینی ہے۔ ان اکابرین امت کے حدائق علمیہ میں سے (جن تک عوام الناس کی رسائی نہیں) چند کلیاں منتخب کرکے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ لہٰذا اس میں اگر کوئی حسن و رعنائی ہے تو یہ ان ہی کی عطا و خیرات ہے، اور اگر نقص اور خامیاں رہ گئی ہوں جو کہ یقیناً ہوں گئی تو یہ میری ہی کم مائیگی اور تہی علمی کی وجہ سے ہیں، لہٰذا ان کی اِصلاح فرما دیں۔

اس حوالے سے یہ عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس کتاب کی تالیف و تدوین میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری (اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت اور عمر خضر عطا فرمائے، مفسدین و حاسدین کے شر سے محفوظ رکھے اور حضور ﷺ کی ساری اُمت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین) کی کتب ہمارے بنیادی مصادر میں شامل رہی ہیں۔ بالخصوص 'مَعَارِجُ السُّنَنِ لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ' جو کہ عقائد وعبادات، فضائلِ اَعمال، حقوق و فرائض، اَخلاق و آداب، اَذکار و دَعوات اور معاملات و عمرانیات جیسے اَہم موضوعات پر مشتمل اٹھارہ ضخیم جلدوں کا تاریخی مجموعہ عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق ایک نادِر علمی کاوش ہے۔

علاوہ ازیں اپنے تمام اَساتذہ کرام کا بھی صمیم قلب سے شکر گزار ہوں اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ ان کی وجہ سے میں آج یہ سعادت حاصل کرنے کے قابل ہوا۔ بالخصوص استاذی المکرّم شیخ الفقہ والتفسیر مفتی عبد القیوم خان ہزاروی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے انتہائی مصروفیات کے باوجود خصوصی کلمات سے نوازا۔

شیخ الاسلام کی خصوصی توجہات کے مرکز، فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے تمام احباب، بالخصوص اپنے سینئر اِسکالرز کے لیے بھی صمیم قلب سے علم وعمل میں برکت اور خدمت دین میں استقامت کے لیے دعا گو ہوں کہ ہمیشہ سے نہ صرف جن کی فکری وعملی رہنمائی حاصل

رہی بلکہ ہر گھڑی عملی معاونت بھی حاصل رہی، جس کے بغیر اتنے کم وقت میں یہ کام مکمل کرنا میری بساط و استطاعت سے بڑھ کر تھا۔

محترم زاہد علی شمسی (صدر تحریک منہاج القرآن لیاری ٹاؤن UC-8) اور ان کے رفقاءِ کار کے لیے بھی خصوصی دعا گو ہوں، (جنہیں اسلام آباد دھرنے میں لازوال قربانیاں دینے پر 'عظیم انقلابی ورکر' کا ٹائٹل بھی دیا گیا۔) اور جن کے پیہم اِصرار کے باعث میں نے اس کام کو کرنے کا بیڑہ اُٹھایا۔

آخر میں ان تمام لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کارِ خیر میں کسی بھی طرح سے اور کتنا ہی معمولی حصہ کیوں نہ ڈالا ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس پر اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ہماری اس ادنیٰ سی مشترکہ کاوش کو اپنی بارگاہِ بیکس پناہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔

اللہ تعالیٰ اس کے تصدق سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو صحت و عافیت اور عمر خضر عطا فرمائے، انہیں اور ان کی آل اولاد کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ہمارے لیے، ہمارے والدین، اہلِ خانہ، بہنوں، بھائیوں، اَساتذہ کرام اور جمیع اُمت مسلمہ کے لیے دنیوی و اُخروی فوز و فلاح کا باعث بنائے۔ بالخصوص میرے والدِ محترم مولانا محمد امین مرحوم (سابقہ خطیب و امام جامع ہزارہ مسجد لیاری ٹاؤن، کراچی) کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں، جنہوں نے ساری زندگی انتہائی سادگی سے خدمت دین کو اپنا شعار بنائے رکھا اور بے لوث ہوکر محراب و منبر کی خدمت کی اور والدہ محترمہ کو اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے جنہوں نے خود بھی عمر بھر خدمتِ دین کی سعادت حاصل کی اور اس بزرگی میں بھی اپنے حقوق سے دست بردار ہو کر مجھے خدمت دین کے لیے وقف کیا۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

حافظ ظہیر اَحمد الاِسنادی
رِیسرچ اسکالر، فریدِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ
۷ شعبان ۱۴۳۶ھ/ 26 مئی 2015ء

ہدیہ تشکر (اِشاعتِ دوم)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلینِ مبارک کے تصدق سے اس کاوش ''شبِ برأت کی فضیلت اور شرعی حیثیت'' کے پہلے ایڈیشن کو خواص اور عوام الناس دونوں میں قبولیت نصیب ہوئی۔ بفضل اللہ مہینوں، ہفتوں میں نہیں بلکہ دنوں میں ہی پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ ختم ہوگیا۔ ماہِ شعبان اور شبِ برأت گزر جانے کے کافی عرصہ بعد تک علماءِ کرام اور عوام الناس دونوں کا ہی اس کتاب کے لیے تقاضا اور اصرار رہا لیکن کتاب ناپید تھی۔ وقت کی قلت، بے شمار مصروفیات اور دیگر کئی اُمور کی وجہ سے اِشاعتِ ثانی بھی مؤخر ہوتی چلی گئی۔

نظامِ گردشِ ماہ و سال کے تحت دوبارہ ماہِ شعبان کا آغاز ہوچکا ہے۔ احباب کے بڑھتے ہوئے دباؤ اور اصرار کے تحت اشاعتِ ثانی کے لیے کام شروع کیا اور محترم حاجی منظور حسین مشہدی (ڈائریکٹر منہاج القرآن پبلی کیشنز) نے اس کتاب کی اشاعت اور آپ تک پہنچانے کا بیڑا اٹھایا جو کہ میرے لیے اعزاز سے کم نہیں ہے۔

اِشاعتِ ثانی اس حوالے سے بھی خصوصی اہمیت کی حامل ہے کہ یہ میرے مربی و شیخ، مفکرِ اسلام، قائدِ انقلاب، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری حفظہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی کلمات سے مزین و آراستہ ہے۔ آپ نے اس ادنیٰ سی کاوش کو دیکھ کر، جس مسرت و انبساط کی کیفیت کا اظہار فرمایا، اُسے حیطۂ تحریر میں لانا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء کی سحری کے ان لمحات کو بھلا پانا میرے لیے کبھی ممکن نہیں ہوگا جب آپ اس کتاب کو ہاتھوں میں تھامے بار بار شروع سے آخر تک ورق پلٹ پلٹ کے دیکھ رہے تھے اور آپ کا چہرہ خوشی سے اس طرح جگمگا رہا تھا جیسے کسی باپ کے ہاتھ میں کوئی بیٹا اپنی پہلی کمائی لا کر رکھتا ہے تو باپ کا چہرہ خوشی سے گلنار اور دل گلاب کی طرح کھل اُٹھتا ہے۔

بلاشبہ اس امر میں بھی کوئی دو آراء نہیں ہیں کہ یہ سب اسی مصطفوی قائد اور مصطفوی

تحریک کا چشمۂ فیض ہے۔ میں صاحبزادہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور صاحبزادہ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری صاحبان کا بھی صمیمِ قلب سے ممنون ہوں جنہوں نے اس حقیر کاوش پر حوصلہ افزائی فرمائی۔ اُن تمام جلیل القدر علماء کرام اور معزز ہستیوں کا بھی سپاس گزار ہوں جنہوں نے اپنی لامحدود مصروفیات میں سے قیمتی وقت نکال کر اپنے خصوصی کلمات سے نوازا؛ بالخصوص صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی (مرکزی امیر تحریک)، شیخ الفقہ و التفسیر مفتی عبد القیوم خان ہزاروی، علامہ مولانا حبیب اَحمد الحسینی (بنگلور، انڈیا)، علامہ محمد شہزاد احمد مجددی سیفی (ڈائریکٹر دار الاخلاص، لاہور)، ڈاکٹر رحیق احمد عباسی (مرکزی صدر PAT)، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی (ڈپٹی ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی، لاہور) کا صمیم قلب سے احسان مند ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے علم و عمل اور عمر میں اضافہ فرمائے اور اپنی دینی و دنیاوی نعمتوں سے تا ابد نوازتا رہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ان تمام احباب کا بھی تہہِ دل سے شکر گذار ہوں جنہوں نے کسی بھی طرح سے اس کارِ خیر میں حصہ ڈالا اور جن سب کا نام یہاں بیان کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ فریدِ ملّتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (FMRi) کے تمام احباب کا بھی بارِ دگر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کا تعاون اور حوصلہ افزائی ہر لحظہ، ہر پل اور ہر قدم میرے شاملِ حال رہی ہے۔ بالخصوص محترم شیخ عبد العزیز دباغ (نائب ناظم اعلیٰ ریسرچ)، محترم محمد فاروق رانا (ڈپٹی ڈائریکٹر فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ)، محترم ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی (ہیڈ آف عریبک ڈیپارٹمنٹ)، محترم محمد یامین (انچارج کمپوزنگ سیکشن) اور ان کی ٹیم، محترم محمد اکرم (انچارج شعبۂ خطاطی) اور محترم سبطِ جمال کا سپاس گزار ہوں کہ ہمہ وقت ان کی معاونت حاصل رہی۔ منہاج القرآن پرنٹنگ پریس اور شعبۂ ڈیزائنگ کے احباب کے لیے بھی دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کارِ خیر میں شمولیت پر اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ہماری اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہِ بیکس پناہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

حافظ ظہیر اَحمد الاِسنادی

رِیسرچ اسکالر، فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

۲ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ/ ۱۰ مئی 2016ء

حافظ ظہیر اَحمد الاِسنادی

ایک کامیاب محقق اور مصنف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہِ شعبان کی پندرہویں شب کو ''شب براَت'' یعنی خلاصی، چھٹکارا اور نجات والی رات کہا جاتا ہے۔ اہل سنت ہمیشہ اس رات کو خاص حیثیت دیتے ہیں اور اس میں مرد، عورتیں، نوجوان و بچے سبھی جوش و جذبہ سے شب بیداری کرتے ہیں۔ فرائض و واجبات اور سُنن کے ساتھ ساتھ نوافل بھی ادا کرتے ہیں۔ صدقہ وخیرات کرتے اور ذکر و درود وسلام کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ علمائے کرام اس کے فضائل اور ادا کی جانے والی عبادات کی ترغیب دیتے ہیں۔ یوں خوابِ غفلت میں پڑے مردہ دلوں کو تازہ زندگی اور بامقصد مثبت مصروفیات و مشاغل کے ذریعے لغویات و بیہودہ مجالس ومحافل سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کے حضور باعزت و باوقار حاضری کے قابل بنانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ دنیائے فانی کی چکا چوند کی جگہ اُخروی کامیابی و کامرانی کا سامان کیا جاتا ہے، روٹھے ہوئے خدا کو منانے کے جتن کیے جاتے ہیں۔ رشتہ عبودیت کو استوار کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ زندگی کی پریشانیوں، بیماریوں اور مایوسیوں سے خلاصی کی دعائیں کی جاتی ہیں۔ سیدھے راستے سے بھولے بھٹکوں کو درِ مولیٰ کی طرف لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جبینوں کو لذتِ سجود سے آشنا کیا جاتا ہے۔ مفادات کے سمندر میں ہچکولے کھاتی زندگی کی نیّا کو سکون وطمانیت کے ساحل پر لانے کی دعا کی جاتی ہے۔

بغض وعناد کے گرد و غبار سے اَٹے دل کے آئینوں کو ندامت وتضرع کے گرم آنسوؤں سے صاف کرنے کے جتن کیے جاتے ہیں۔ یقیناً ہمارا خدا رحم و کرم کا منبع ہے۔ عفو و

درگذر اس کی عادت ہے۔ معاف کرنا اس کا وطیرہ ہے، بندہ اس کی طرف تھوڑا سا بھی دستِ طلب دراز کرے، وہ اس کی جھولی گوہر مراد سے بھر دیتا ہے۔

''شب براَت'' یعنی پندرہ شعبان کی رات بھی اس کے جود و عطا کی رات ہے۔ ہمارے نوجوان ریسرچ اِسکالر **حافظ ظہیر احمد الاِسنادی**، فاضل منہاج یونی ورسٹی لاہور، پی ایچ ڈی اِسکالر، ایک محقق و کامیاب مصنف ہیں۔ انہوں نے شب براَت کے موضوع پر ایک محققانہ کتاب تصنیف کی ہے، جس کا مسودہ ہمارے سامنے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر اتنی تحقیقی و علمی کاوش شاید ہی کسی نے کی ہو۔ ہم دعا گو ہیں کہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ پڑھی جائے اور اللہ تعالیٰ اسے مقبول عام فرمائے۔ اور لکھنے پڑھنے والوں کے لیے علم نافع و عملِ صالح کا ذریعہ بنائے۔ اور حافظ صاحب کی اس لاجواب علمی تصنیف کو بقائے دوام اور آخرت کا توشہ بنائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

والسلام

عبد القیوم خان

صدر دار الافتاء

مرکزی سیکرٹریٹ، تحریک منہاج القرآن لاہور

۷ شعبان ۱۴۳۶ھ/ 26 مئی 2015ء

’شبِ برأت کی فضیلت اور شرعی حیثیت‘
ایک محققانہ کاوش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

’’شبِ برأت کی فضیلت اور شرعی حیثیت‘‘ یہ خوبصورت علمی کتاب؛ منہاج القران انٹرنیشنل پاکستان کے مُوقّر شعبۂ علم وتحقیق ’’فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، لاہور‘‘ کے نوجوان ریسرچ اِسکالرعزیزی محترم حافظ ظہیر احمد الاسنادی کی پہلی باقاعدہ تصنیف ہے۔ ’’ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات‘‘ طالب علمی کے اوائل دور سے ہی محترم حافظ ظہیر احمد کا شمار منہاج یونی ورسٹی کے ہونہار اور ذہین طلباء میں ہوتا تھا، وہ ایک لائق، فائق، مہذب، شائستہ اور مُؤدَّب طالب علم تھے اور اسی وصف کی بنا پر حضرت شیخ الاسلام مدظلہٗ العالی کی نگاہ ِجوہر شناس نے آپ کو ادارہ منہاج القران کے اہم ترین شعبہ تحقیق ’’فرید ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ‘‘ میں وقیع علمی اور تحقیقی کام میں تربیت حاصل کرنے کے لیے منتخب فرمایا۔ حضرت شیخ الاسلام مدظلہٗ کی براہِ راست نگرانی میں ایک اعلیٰ علمی اور تربیتی ماحول میسر آنے کے بعد علم کے متلاشی متعلّم کو معلّم عصر کے فکر ونظر کی ان وسعتوں میں بھی جھانکنے اور بحرعلم وفن کے ہمہ گیر آفاقی مقاصد کی اُن عمیق گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے کے مواقع نصیب ہوئے کہ جو عام طور پر معاصر ریسرچ اداروں میں کام کرنے والے محققین کو میسر نہیں ہوتے۔ ماحول کی تاثیر سے موصوف کے اندر علمی ارتقاء کا شوق فزوں تر ہوتا گیا اور جُہدِ مسلسل سے پوشیدہ صلاحیتیں نکھر کر سامنے آنے لگیں۔ اعلیٰ تعلیم اور تربیت کے حصول میں ماحول (Environment) کی تاثیر کی خاص اہمیت ہوتی ہے۔ مجاہدہ اور ریاضت کے لیے درکار روحانی انضباط کی ایک خاص طرح کی کیفیت جب ماحول میں رچی بسی مل جائے تو جذبہ علم سے مملو متجسس اذہان فطری طور پر اس سے متاثر ہوکر تحقیق وتخریج اور استنباط واستخراج

کی جانب زیادہ مستعدی سے سبقت حاصل کرتے ہیں۔محترم حافظ ظہیر احمد کی خوش بختی کہ آپ کو علمی تحقیق و جستجو کے لیے ایک ایسا خوشگوار فطرتی ماحول نصیب ہُوا کہ جس میں معلّمِ عصر کی مجالس میں علمی اور فنی تعلیم کے علاوہ ایک حقیقی خانقاہی درسگاہ میں ملنے والی تربیت کا ایسا نظام بھی کارفرما تھا کہ ’’علم‘‘ کے ساتھ ’’عمل‘‘ کے ذریعے سلوک و تصوّف کے نصاب کی تکمیل بھی ہو رہی تھی، عوام الناس کے مقابلے میں صوفیا کو عقل و دانش فراستِ مومنانہ،استقامت دین،صبر و تحمل، برداشت اور تفکر و تدبّر کے خصائص کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے، راہ حق کے سالکین کے لیے تواضع،انکساری،ایثار و قربانی، خدا ترسی، تقویٰ اور پرہیز گاری کی عملی تمرین اور ریاضت ضروری ہوتی ہے۔شعبۂ ریسرچ میں تربیت حاصل کرنے اور عملی کام کرنے والے فضلاء کی خوش نصیبی کہ علم کے ساتھ انہیں طلب مُراد کا درس بھی مل رہا تھا اور سلوک و تصوف کے نصاب کی تکمیل کے لیے صاحب ارشاد کی معیّت اور قربت بھی حاصل تھی۔فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں فریضۂ تحقیق کی ادائیگی جلوت اور خَلوت کا ہمہ وقتی کام تھا جو عام تحقیقاتی اداروں میں مُیَسَّر نہیں ہوتا۔ قرآنی آیات ، احادیثِ نبوی اور اسلامی فقہ کے مختلف موضوعات اور مضامین میں تحقیق و تخریج اور خاص کر اِسناد اور مَسانید کی تلاش اور استخراج میں شاگردِ رشید کے ذوق و شوق کو دیکھ کر شناورِ بحرِ علم و تحقیق حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی نے خوش ہو کر محترم حافظ ظہیر احمد کو ’’الِاسنادی‘‘ کے معزّز خطاب سے نوازا۔ ایک قابل محنتی، ذہین عالم دین اور محقّق ہونے کے علاوہ محترم حافظ صاحب حُسنِ اخلاق اور خصائل صوفیا سے مملو ایک باعمل مسلمان اور اچھے انسان بھی ہیں۔

حافظ ظہیر احمد الِاسنادی کا مقصد تصنیف تعریف کے لائق اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ دین میں ایمانیات، عقائد اور معاملات کے ساتھ عبادات و نوافل کی اہمیت اظہر من الشّمس ہے۔عقائد کا تعلق ’’ ایمان‘‘ سے جب کہ معاملات اور عبادات کا تعلق براہ ٔراست ’’اسلام‘‘ سے ہے۔ اسلام شہادت ہے جو غیبت میں قائم نہیں ہوتا۔ اس کا اظہار بذریعہ ’’عمل‘‘ ہوتا ہے تا کہ شہادت ظاہر ہو اور عامل کے ساتھ ایک دنیا بھی اس کی شاہد ہو جائے۔

فاضل مصنف نے بڑی محنت سے شب برأت میں معمولات نبوی کی مقصدیت سے مسلمانان عصر کو آگاہ کرنے کی سعّی جمیلہ کی ہے۔اسلامی عقائد کو پختہ کرنے اور عبادت الٰہی کے شوق کو

فزوں تر کرنے کے لیے قرآن و سنت اور سلف صالحین کے آثار کی روشنی میں مرتّب کردہ اس خوبصورت کتاب کی ترتیب مؤثر انداز سے کی گئی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ محترم حافظ ظہیر اَحمد الاِسنادی کی اس محققانہ کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور بندگانِ خدا کو فیض یاب کرنے کے لیے ان کے سلسلۂ تصنیف و تالیف میں مزید توفیقات عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ)

والسلام

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی

مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن انٹرنیشنل

01 جنوری 2016ء

ہدیہ تہنیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العالمين. والصلاة والسلام على سيد الأولين والآخرين سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد!

عزیزم **حافظ ظہیر اَحمد الاِسنادی** سلمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کے تلمیذِ رشید اور منہاج یونی ورسٹی کے فارغ التحصیل نوجوان ہیں۔ عزیزم کی تصنیف 'شب برأت کی فضیلت اور شرعی حیثیت' رمضان کی ستائیس ویں شب یعنی شب قدر ۱۴۳۶ھ کے آغاز پر نمازِ مغرب کے فوراً بعد مطالعہ کا اتفاق ہوا، الحمد للہ! ماہِ شعبان اور شبِ برأت سے متعلق اُمور پر ایک جامع کتاب ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی سنن کے علاوہ صحابہ کرام ﷺ، اَہلِ بیت اطہار علیہم السلام، تابعین اور سلف صالحین کے مستند اقوال سے معتبر اس کتاب کے ابواب اپنے متعلقہ مضامین کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، اسلوب نہایت عام فہم، استدلال مضبوط اور مصادرِ تخریج بہترین ہیں۔ عوام الناس کے لیے عموماً اور مبتدی علماء کے لیے خصوصاً اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مصنف کے علم، عمل اور اخلاص میں ہر روز اضافہ فرمائے اور اس تصنیف منیف کو مفید خاص و عام بنائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

خاکپائے غلامانِ آل محمد علیہم السلام
علامہ حبیب اَحمد الحسینی (بنگلور، انڈیا)
کامل التفسیر جامعہ نظامیہ، حیدر آباد انڈیا
ناظم منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا
14 جولائی 2015ء

’حافظ ظہیر اَحمد الِاسنادی‘ کی علمی و تحقیقی کاوش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شبِ برأت اسلامی سال کی اہم ترین رات ہے اور اس سے متعلق صحیح وضعیف ہر طرح کی روایات کتب حدیث میں موجود ہیں۔ ائمہ حدیث نے فضائل کے باب میں ضعیف حدیث کو قابل قبول قرار دیا ہے۔ چنانچہ محدثین کرام نے اپنی اپنی کتب حدیث میں ان روایات کو نقل فرمایا ہے۔ فضائل ایام وشہور (مہینوں) کے حوالے سے لکھی جانے والی کتب و تالیفات میں ان روایات حدیث کا معتر بہ ذخیرہ موجود ہے۔

بعض اَئمہ اور اہلِ علم نے ان اَحادیث کا انتخاب کرکے الگ سے کتب کی ترتیب وتالیف کا فریضہ بھی سرانجام دیا جو بعض اوقات سال بھر کے خاص ایام وشہور اور لیالی سے متعلق تھا اور بعض دفعہ کسی ایک خاص رات یا دن کے فضائل پر مشتمل ہوتا تھا۔ حافظ ابو الخطاب ابن دحیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام جلال الدین سیوطی، ابن حجر مکی، ابن رجب حنبلی، امام ابن شاہین، علامہ زین الدین عراقی اور علامہ عبد الغنی نابلسی علیہم الرحمہ وغیرھم نے انفرادی اور مجموعی اعتبار سے ان موضوعات پر قلم اٹھایا اور قابل قدر علمی مواد بہم پہنچایا۔

دیگر فضیلت وحرمت والے دنوں اور مہنیوں کے فضائل پر مبنی روایات کی طرح نصف شعبان کی رات کے حوالے سے بھی لوگ مختلف الخیال بلکہ افراط وتفریط کا شکار ہوئے ہیں۔ بعض نے سرے سے اس کی فضلیت و اہمیت کا ہی انکار کر دیا اور دوسرے فریق نے بلاتحقیق و تجسس بعض موضوع اور من گھڑت روایات کو بھی حدیث کہہ کر فضائل شبِ برأت کے باب میں درج کرنے سے گریز نہیں کیا۔ یاد رہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا فرمان ہے:

مَنۡ کَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلۡيَتَبَوَّأۡ مَقۡعَدَهُ مِنَ النَّارِ. (متفق علیہ)

'جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ باندھا اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا۔'

اللہ تعالیٰ ہمارے اَئمہ حدیث کو بہترین جزا سے نوازے جنہوں نے دیگر علوم کی طرح اس حوالے سے بھی علم و تحقیق کے دریا بہائے اور امت مسلمہ کو درست راہوں کی طرف گامزن ہونے میں مدد فراہم کی۔ فَجَزَا هُمُ اللهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

پیش نظر کتاب 'شبِ برأت کی فضیلت اور شرعی حیثیت' فاضل مکرم حافظ ظہیر اَحمد الاِسنادی کی علمی و تحقیقی کاوش کا نتیجہ ہے جس میں انہوں نے اپنا حاصل مطالعہ ائمہ حدیث و سیرت کی کتب اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کے خطابات سے استفادہ کر کے پیش کرنے کی کامیاب اور قابلِ تحسین کوشش کی ہے۔ حسنِ ترتیب بھی قابلِ داد ہے۔ مولا کریم ان کے ذوقِ تحقیق کو مزید جلاء عطا فرمائے۔ آمین۔

فاضل مصنف نے جہاں شبِ برأت سے متعلق صحیح الاِسناد روایات پیش کی ہیں اور اقوالِ اَئمہ بطور اِستشہاد پیش کیے ہیں وہاں علامہ ابن تیمیہ اور شیخ ناصر الدین البانی کی آراء کو بھی حسب موقع و محل درج کیا ہے جو ان کی وسعت مطالعہ اور تلاش و تفحص کی بین دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس علمی و تحقیقی کاوش کو قبول فرمائے اور ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

احقر العباد

علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

دار الاخلاص، لاہور

۳/رمضان المبارک، ۱۴۳۶ھ/ 21 جون، 2015ء

تہنیت نامہ

محترم ومکرم حافظ ظہیر اَحمد الِاسنادی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کی کتاب 'شب برأت کی فضیلت اور شرعی حیثیت' کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا جس پر نہایت خوشی ہوئی۔ اس نایاب تحفہ پر تہہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مذکورہ کتاب میں آپ نے ایک ایسے موضوع پر قلم اُٹھایا ہے جس پر اس سے پہلے کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ یہ عصرِ حاضر میں اصلاحِ عقیدہ سے متعلق ایک اہم موضوع ہے جس پر کام کی بہت ضرورت تھی۔ اس کتاب کی تحقیق وتخریج نہایت اعلیٰ معیار کی اور لائق تحسین ہے اور اس کے مواد میں بھی جامعیت پائی جاتی ہے۔ اس پہلی اور اعلیٰ تصنیف کی اشاعت پر میں آپ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلین مبارک کے تصدق سے آپ کی توفیقات میں لامحدود اضافہ فرمائے اور آپ کے قلم سے مزید ایسی ہی اعلیٰ تصانیف منصۂ شہود پر آئیں جن سے معاشرہ استفادہ کرسکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

والسلام

ڈاکٹر رحیق اَحمد عباسی

صدر پاکستان عوامی تحریک

02 جولائی 2015ء

کتاب اور صاحبِ کتاب کے بارے میں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عزیزم **حافظ ظہیر اَحمد الاِسنادی**، فرید ملّت ؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے کہنہ مشق محققین میں سے ہیں۔ انہوں نے منہاج یونی ورسٹی کے کالج آف شریعہ سے فارغ التحصیل ہوتے ہی 2000ء میں ریسرچ کے اس عظیم شعبۂ تحقیق میں شمولیت اختیار کی اور اپنی محنت، لگن، جانفشانی اور استعدادِ تربیت کی بدولت جلد ہی ایک کامیاب محقق کے طور پر پہچانے جانے لگے۔ چنانچہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اَسانید و اَثبات ذوق وشوق اور انہماک سے مرتب کرنے پر اُن کی طرف سے حافظ ظہیر احمد کو **''الاسنادی''** کا لقب عطا کیا گیا۔ الاسنادی جب کام کرنے بیٹھتے ہیں تو اوقاتِ کار کے احساس سے ماورا ہو کر اپنے پراجیکٹ کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور معیارِ کار کو بھی صرفِ نظر نہیں ہونے دیتے۔ شیخ الاسلام مدظلہ کی تربیت کا یہ فیض انہیں وافر ملا ہے۔

فرید ملّت ؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی طرزِ تحقیق کا ایک انوکھا شاہکار ہے۔ تحقیق کا باقاعدہ ایک نظام ترتیب دیا گیا ہے جس کے مطابق آپ کی سیکڑوں کتب مرتب ہوئیں جب کہ سیکڑوں زیرِ تکمیل ہیں۔ یہ نظام عالمی اُسلوبِ تحقیق و تدوین سے مطابقت رکھنے کے ساتھ ساتھ تحقیق کے میدان میں ایسے تجربات کا حامل ہے جس سے تصنیف و تالیف کے مستند اور محقق ہونے میں کوئی کسر نہیں رہ جاتی۔ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا یہی وہ نظامِ تحقیق ہے جس کے تحت یہاں اسکالرز منفرد اسلوب کے ساتھ کام کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ہر پراجیکٹ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی زیرِ نگرانی تکمیل کی منازل طے کرتا ہے اور اس لائحۂ عمل میں ریسرچ اسکالرز شیخ الاسلام مدظلہ کے زیرِ تربیت رہ کر اِکتسابِ فیض کرتے ہیں۔ حافظ ظہیر احمد الاسنادی ایسے ہی ایک خوش بخت ریسرچ اسکالر ہیں۔

الاسنادی صاحب کو علوم القرآن کے حوالے سے اہم پراجیکٹس پر کام کرنے کا موقع ملا جن میں تفسیر منہاجُ القرآن (سورۃُ الفاتحہ، جزو اوّل)، **العِرْفَانُ فِي فَضَائِلِ وَآدَابِ الْقُرْآنِ** ﴿قرآن حکیم اور تلاوتِ قرآن کے فضائل﴾، **اَلتِّبْيَان فِي فَضْلِ بَعْضِ سُوَرِ الْقُرْآن** ﴿قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کے فضائل﴾، **زُبْدَةُ الْعِرْفَان فِي فَضَائِلِ الْقُرْآن** ﴿فضائلِ قرآن پر چالیس اَحادیثِ مبارکہ﴾ شامل ہیں جبکہ حدیث کے حوالے سے انہیں **اَلْمِنْهَاجُ السَّوِيّ مِنَ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيّ** ﴿فہمِ دین اور اِصلاحِ اَحوال وعقائد پر مجموعہ اَحادیث مع اُردو ترجمہ﴾، **مَعَارِجُ السُّنَنِ لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ** اور **جَامِعُ السُّنَّة فِيمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ آخِرُ الْأُمَّة** ﴿**كِتَابُ الْمَنَاقِب**﴾ (اَنبیاء کرام، اَہلِ بیتِ اَطہار، صحابہ کرام اور اَولیاء و صالحین کے فضائل و مناقب مع عربی متن، اُردو ترجمہ وتحقیق وتخریج) جیسے اہم پراجیکٹس پر کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ فضائل و خصائل نبوی، فضائل و مناقب اور عبادات و عقائد کی بیسیوں کتب پر کام کیا جبکہ عقائد پر متعدد اربعینات بھی مرتب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ان جملہ کتب پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرا لقادری کی زیر ہدایات وتربیت کام کرنے والے ریسرچ اسکالر کی اِستعدادِ کار اور اُسلوب کے بارے میں جاننے کے لیے ہمیں کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ حضرت شیخ الاسلام کتب ہی نہیں بلکہ محققین، مولفین اور مصنفین بھی تخلیق کرتے ہیں۔ اس بات کا اندازہ فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے سینئرز اسکالرز کے ساتھ بیٹھنے اور ان سے محو گفتگو ہونے سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ علم وتحقیق کی مفکرانہ مہک جو شیخ الاسلام کی تصنیفات کا خاصہ ہے ان ریسرچ اسکالرز کے انداز گفتار سے یوں پھوٹتی ہے جیسے پودوں پر پھول آتے ہیں۔

حافظ ظہیر احمد الاسنادی نے جی بھر کر شیخ الاسلام سے کسبِ فیض کیا ہے جس کی جھلک ہمیں ''شبِ برأت کی فضیلت اور شرعی حیثیت'' کے اوراق میں جابجا ملتی ہے۔ انہوں نے انتہائی مدلل طریقے سے فضیلت شعبان اور معمولات نبوی، فضیلت شبِ برأت اور اس رات میں معمولات نبوی بیان کرتے ہوئے صحیح احادیث و روایات سے سند لی ہے اور ایک منطقی ترتیب

کے ساتھ مضامین کو قارئین کے سامنے رکھا ہے تا کہ کما حقہ ابلاغ ہو سکے۔ مضامین و دلائل کا یہی تسلسل اس تصنیف کا حسن ہے اور اسی اسلوب سے تیسرے باب میں وہ شب برأت کی شرعی حیثیت اجاگر کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد مفصل طریقے سے شبِ برأت کے نوافل و اذکار اور ماثور دعائیں بیان کی ہیں۔ اسلوب بیان نہایت سادہ، سلیس، عام فہم اور reader friendly اختیار کیا ہے اور کہیں بھی تحقیق کو دلچسپی سے خالی نہیں ہونے دیا ہے۔ انہوں نے اسناد کی ترتیب کو بھی منطقی انداز سے مرتب کیا ہے۔ مصنف کا سولہ برس کے تحقیقی تجربہ کا ہر رنگ اس پہلی تصنیف میں در آیا ہے۔ یوں ''شبِ برأت کی فضیلت اور شرعی حیثیت'' حافظ ظہیر احمد الاسنادی کی ایک اثر انگیز، انتہائی مفید اور اس موضوع پر ایک مستند کاوش ہے جسے قارئین ہمیشہ پسند فرماتے رہیں گے۔

دعا ہے کہ ان کے علم وعمل اور اخلاص میں ہر روز اضافہ ہو اور اس کتاب کو مزید مقبولیت حاصل ہو۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

شیخ عبد العزیز دباغ

نائب ناظم اعلیٰ (ریسرچ)

تحریک منہاج القرآن

۴ شعبان ۱۴۳۷ھ/ 12 مئی 2016ء

حرفِ تبریک

عزیزم **حافظ ظہیر اَحمد الاِسنادی** کی تصنیف 'شبِ براٴت کی فضیلت اور شرعی حیثیت' سامان مسرت و انبساط بنے ہمارے سامنے ہے۔ میری معلومات کے مطابق یہ الاسنادی صاحب کی پہلی تصنیف ہے۔ اپنی پہلی تصنیف کے لیے انتخابِ موضوع، اندازِ تصنیف، محققانہ لیکن عام فہم اسلوبِ تحریر اور موضوع سے متعلق کم وبیش ایک سو بنیادی کتبِ احادیث و فقہ سے استفادہ فاضل مصنف کے علمی اور تحقیقی ذوق کی دلیل ہے۔ حافظ صاحب کی یہ کتاب فریدِ ملّتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے لیے بھی اعتبار و افتخار کا نشان ہے کہ انہوں نے حضور شیخ الاسلام مدظلہ العالی کے سایۂ عاطفت میں رہ کر فریدِ ملّتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ہی یہ علمی و تحقیقی تربیت پائی ہے۔ علم جذبہ اِخلاص اور خود سپردگی کے ساتھ ساتھ ایثار کا تقاضا بھی کرتا ہے۔ فاضل مصنف نے اپنی پہلی تصنیف کی تمام آمدنی تحریک منہاج القرآن کے لیے وقف کر کے اس تقاضے کو بھی خوب پورا کیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ جس مبارک انداز سے محترم حافظ ظہیر اَحمد الاسنادی نے اپنے تصنیفی و تالیفی سفر کا آغاز کیا ہے، اس کی تاثیر و برکت ان کے مستقبل کے علمی سفر میں بھی جاری و ساری رہے اور تفہیم دین کے حوالے سے ان کی مزید علمی کاوشوں سے ہمارے مستفید ہونے کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

اَحقر العباد

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

ڈپٹی ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی، لاہور

باب اَوّل

فضیلتِ ماہِ شعبان اور معمولاتِ نبوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ رب العزت کی رحمت و بخشش کے دروازے یوں تو ہر وقت ہر ایک کے لیے کھلے رہتے ہیں۔ ''لَاتَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَحۡمَةِ اللهِ'' (اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو) کی فضاؤں میں رحمت الٰہی کا دریا ہمہ وقت موجزن رہتا ہے۔ اس کی رحمت کا سائبان ہر وقت اپنے بندوں پر سایہ فگن رہتا ہے اور مخلوق کو اپنے سایہ عاطفت میں لیے رکھنا اسی ہستی کی شانِ کریمانہ ہے۔ اس غفّار، رحمٰن و رحیم پروردگار نے اپنی اس ناتواں مخلوق پر مزید کرم فرمانے اور اپنے گناہ گار بندوں کی لغزشوں اور خطاؤں کی بخشش و مغفرت اور مقربین بارگاہ کو اپنے انعامات سے مزید نوازنے کے لیے بعض نسبتوں کی وجہ سے کچھ ساعتوں کو خصوصی برکت و فضیلت عطا فرمائی جن میں اس کی رحمت و مغفرت اور عطاؤں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے اور جنہیں وہ خاص قبولیت کے شرف سے نوازتا ہے۔

ان خاص لمحات، خاص ایام اور خاص مہینوں میں جن کو یہ فضیلت حاصل ہے ربّ کائنات کی رحمت کی برسات معمول سے بڑھ جاتی ہے۔ ان خصوصی ساعتوں میں ماہِ شعبان کو خاص اہمیت و فضیلت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے رجب، شعبان، رمضان اور محرم برگزیدہ فرمائے۔ ان میں سے شعبان کو خصوصی طور پر چن لیا اور اسے رحمتِ عالم ﷺ کا مہینہ قرار دیا۔ جیسے حضور نبی اکرم ﷺ تمام اَنبیاء کرام علیہم السلام سے افضل و برتر ہیں اسی طرح آپ ﷺ کا مہینہ شعبان بھی تمام مہینوں سے افضل ہے۔ لہٰذا شعبان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں بھلائیوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اس مقدس مہینے میں آسمان سے برکتیں اُتاری جاتی ہیں، برائیاں مٹادی جاتی ہیں اور گناہ گار بخشش پاتے ہیں۔ اسی لیے شعبان کو 'اَلۡمُکَفِّرۡ' یعنی گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بننے والا مہینہ کہا جاتا ہے۔

۱۔ شعبان کی وجہ تسمیہ

شعبان اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے جو دو مبارک مہینوں رجب اور رمضان کے درمیان میں آتا ہے جس سے اس کی فضیلت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ القاموس میں تحریر ہے: شعبان 'شعب' سے مشتق ہے اور اس کے معنی تفرق، پھیلانا اور شاخ در شاخ ہونا ہے۔

حضرت انس بن مالک ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''شعبان کو شعبان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ میں احترام رمضان کی وجہ سے بہت سی نیکیاں پھیلتی ہیں اور رمضان کو رمضان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ میں بہت سے گناہ جلا دیے جاتے ہیں۔''

شعبان کو شعبان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ میں روزہ دار کی نیکیوں میں درختوں کی شاخوں کی طرح اس قدر اضافہ ہوتا ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

۲۔ شعبان کے الفاظ میں پوشیدہ حکمت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ **'غنیۃ الطالبین' میں تحریر فرماتے ہیں:** لفظ شعبان پانچ حرفوں ﴿ش، ع، ب، الف اور ن﴾ کا مجموعہ ہے۔ یہاں 'شین' شرف سے، 'عین' علو، عظمت (بلندی) سے، 'باء' بر (نیکی اور تقویٰ) سے، 'الف' اُلفت (اور محبت) سے اور 'نون' نور سے ماخوذ ہے۔ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو یہ چار چیزیں عطا ہوتی ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں نیکیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور برکات کا نزول ہوتا ہے، گناہ گار چھوڑ دیے جاتے ہیں، برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور مخلوق میں سب سے افضل اور بہترین ہستی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں کثرت سے ہدیہ درود وسلام بھیجا جاتا ہے۔''

۳۔ آیت درود وسلام کا شانِ نزول

امام قسطلانی 'المواھب اللدنیۃ' میں ایک لطیف بات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِنَّ شَهْرَ شَعْبَانَ شَهْرُ الصَّلَاةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، لِأَنَّ آيَةَ الصَّلَاةِ يَعْنِي: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط(الأحزاب، ٥٦/٣٣)، نَزَلَتْ فِيْهِ. (۱)

''بے شک شعبان رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا مہینہ بھی ہے، کیوں کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں درود وسلام کی آیت نازل ہوئی تھی۔''

یہ آیت ماہِ شعبان میں نازل ہوئی تو شعبان کا تعلق حضور ﷺ کے درود و سلام کے ساتھ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بخشش و مغفرت اور توبہ کے ساتھ بھی ہے۔ لہٰذا اس ماہ اور شب برأت کی عبادت سے حضور ﷺ کی بارگاہ سے بھی قربت نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی قرب نصیب ہوتا ہے۔

۴۔ ماہِ شعبان کی فضیلت اور حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک

حضور نبی اکرم ﷺ نے شعبان کو اپنا مہینہ قرار دیا اور اس ماہ کی حرمت و تعظیم کو اپنی حرمت و تعظیم قرار دیا۔ آپ ﷺ اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھتے اور دیگر اَعمال صالحہ اہتمام سے بجا لاتے۔

(۱) شعبان حضور ﷺ کا مہینہ

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

رَجَبٌ شَهْرُ اللهِ، وَشَعْبَانُ شَهْرِي، وَرَمَضَانُ شَهْرُ أُمَّتِي. (۲)

---

(۱) قسطلانی، المواہب اللدنیۃ، ۲/ ۶۵۰

(۲) ہندی، کنز العمال، ۱۲/ ۱۳۹، رقم/ ۳۵۱۶۴

’’رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، اور شعبان میرا مہینہ ہے، اور رمضان میری اُمت کا مہینہ ہے۔‘‘

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ، وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرِي، شَعْبَانُ الْمُطَهِّرُ وَرَمَضَانُ الْمُكَفِّرُ.(۱)

’’ماہِ رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، اور ماہِ شعبان میرا مہینہ ہے، شعبان (گناہوں سے) پاک کرنے والا ہے اور رمضان (گناہوں کو) ختم کر دینے والا مہینہ ہے۔‘‘

(۲) ماہِ شعبان کا اِستقبال اور دعائے شعبان

حضرت انس بن مالک ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ماہِ رجب کی آمد پر حضور نبی اکرم ﷺ یوں فرمایا کرتے:

اَللّٰهُمَّ، بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.(۲)

’’اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکتیں نازل فرما اور ہمیں رمضان نصیب فرما۔‘‘

(۳) ماہِ شعبان میں حضور ﷺ کثرت سے روزے رکھتے

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ سے مروی ہے:

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ. وَكَانَ يَقُولُ: خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى

(۱) ہندی، کنز العمال، ۸/۲۱۷، رقم/۲۳۶۸۵
(۲) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۴/۱۸۹، رقم/۳۹۳۹
۲۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۳/۳۷۵، رقم/۳۸۱۵

تَمَلُّوْا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَا دُوْوِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيْلاً. (۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ شعبان سے زیادہ اور کسی مہینے میں (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے۔ آپ ﷺ شعبان کا پورا مہینہ روزے سے رہتے۔ اور فرمایا کرتے: اُتنا عمل کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اکتاتا نہیں جب تک کہ تم نہ اکتا جاؤ اور حضور نبی اکرم ﷺ کو وہ نماز زیادہ پسند تھی جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے خواہ وہ تھوڑی ہوتی اور آپ ﷺ جب کوئی نماز پڑھتے تو اُس پر ہمیشگی اختیار فرماتے۔''

صحیح مسلم کی روایت میں ہے: آپ ﷺ چند دن چھوڑ کر شعبان کا سارا مہینہ روزے رکھتے تھے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ فرماتی ہیں:

كَانَ أَحَبُّ الشُّهُوْرِ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنْ يَصُوْمَهُ شَعْبَانَ، ثُمَّ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ. (۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، ۲/۶۹۵، رقم/۱۸۶۹

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب صیام النبي ﷺ رمضان واستحباب أن لا یخلي شهر عن صوم، ۲/۸۱۱، رقم/۱۱۵۶

(۲) ۱۔أحمد بن حنبل، المسند، ۶/۱۸۸، رقم/۲۵۵۸۹

۲۔أبو داود، السنن، کتاب الصوم، باب في صوم شعبان، ۲/۳۲۳، رقم/۲۴۳۱

۳۔ نسائی، السنن، کتاب الصیام، باب صوم النبي ﷺ، ۴/۱۹۹، رقم/۲۳۵۰

''رسول اللہ ﷺ کو تمام مہینوں میں سے شعبان کے روزے رکھنا زیادہ محبوب تھا۔ آپ ﷺ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے۔''

ایک روایت میں اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًّا إِلَّا شَعْبَانَ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ. (۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ شعبان کے سوا سال میں کسی اور مہینے کے پورے روزے نہیں رکھتے تھے، (حتی کہ) آپ ﷺ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے۔''

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ. (۲)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسلسل دو مہینوں کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ آپ ﷺ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک کے ساتھ ملا

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۶/ ۳۱۱، رقم/ ۲۶۶۹۵

۲۔ أبو داود، السنن، كتاب الصوم، باب كراهية صوم يوم الشك، ۲/ ۳۰۰، رقم/ ۲۳۳۶

۳۔ نسائی، السنن، كتاب الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي، ۴/ ۲۰۰، رقم/ ۲۳۵۳۔

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۶/ ۳۰۰، رقم/ ۲۶۶۰۴

۲۔ نسائی، السنن، كتاب الصيام، باب التقدم قبل شهر رمضان، ۴/ ۱۵۰، رقم/ ۲۱۷۵

۳۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الصيام، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان، ۱/ ۵۲۸، رقم/ ۱۶۴۸

دیا کرتے تھے۔‘‘

اسی طرح امام بیہقی ’السنن الکبریٰ‘ میں **حضرت انس بن مالک** رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ

حضور نبی اکرم ﷺ سے افضل روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

صَوْمُ شَعْبَانَ تَعْظِيمًا لِرَمَضَانَ. (۱)

’’شعبان کے روزے رمضان کی تعظیم و قدر کے لیے ہیں۔‘‘

ابو الحسنات سید عبد اللہ حیدر آبادی الحنفی ’زجاجۃ المصابیح‘ (۱/۵۷۰-۵۷۱) میں فرماتے ہیں:

’’راوی کا قول کہ آپ ﷺ شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے تھے، فتح القدیر میں اس حوالے سے ابنِ ہمام نے فرمایا: جس نے شعبان کا روزہ رکھا اور اسے رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیا تو یہ اچھا ہے۔ پسندیدہ نفلی روزوں کی کئی قسمیں ہیں: ان میں پہلا محرم کا روزہ ہے، دوسرا رجب کا روزہ، تیسرا شعبان اور عاشوراء کا روزہ، جمہور علماء اور صحابہ کرام کے نزدیک (عاشوراء سے مراد) محرم کا دسواں دن ہے۔ اسی طرح **الظهيرية** میں ہے۔ اگر تو یہ سوال کرے کہ کثرتِ صوم کو شعبان کے ساتھ کیوں مختص کیا گیا ہے؟ میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں، جیسا کہ سنن نسائی میں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ ماہِ شعبان میں جتنے روزے رکھتے ہیں کسی اور مہینے میں نہیں رکھتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال پیش ہوتے ہیں۔ سو مجھے یہ پسند ہے کہ میرے اعمال حالتِ روزہ میں پیش ہوں۔‘‘

(۱) بیہقی، السنن الکبری، ۴/۳۰۵، رقم/۸۳۰۰

(۴) ماہِ شعبان میں بندوں کے اَعمال کا بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جانا

ماہِ شعبان کی اہمیت وفضیلت کا اس امر سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس مہینے میں بندوں کے اَعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت اُسامہ بن زید ﷺ نے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کو سب مہینوں سے زیادہ شعبان المعظم کے مہینے میں روزے رکھتے دیکھتا ہوں۔ (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

ذٰلِکَ شَهْرٌ، يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلٰی رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ. (۱)

’’یہ وہ (مقدس) مہینہ ہے جس سے لوگ غافل اور سست رہتے ہیں۔ رجب اور رمضان المبارک کے درمیان یہ وہ مہینہ ہے جس میں (بندوں کے) اَعمال رب العالمین کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اُٹھائے جائیں کہ میں روزہ سے ہوں۔‘‘

اس حدیث مبارکہ میں خود حضور نبی اکرم ﷺ نے اس ماہ کی فضیلت کا ایک راز یہ بتا دیا کہ شعبان میں ہمارے اَعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ جو شخص اس مہینے میں جتنے زیادہ اعمال صالحہ بجا لاتا ہے، زیادہ عبادات کرتا ہے، روزے رکھتا ہے، صدقات و خیرات کرتا ہے، اسے اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت نصیب ہوتی ہے اور اسی قدر بارگاہِ الٰہی سے قرب اور مقبولیت نصیب ہوتی ہے۔

---

(۱) ۱۔ نسائي، السنن، كتاب الصيام، باب صوم النبي داود ﷺ، ۴/۲۰۱، رقم/۲۳۵۷

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵/۲۰۱، رقم/۲۱۸۰۱

(۵) ماہِ شعبان میں زندگی و موت اور اَہم اُمورِ حیات کے فیصلے کیے جانا

ماہِ شعبان میں انسان کی زندگی کے بارے میں اَہم فیصلے کیے جاتے ہیں اور اس ماہ میں زندوں اور مرنے والوں کی فہرستیں تیار کر لی جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَحَبُّ الشُّهُوْرِ إِلَيْکَ أَنْ تَصُوْمَهُ شَعْبَانُ؟ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَكْتُبُ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ مَيْتَةٍ تِلْکَ السَّنَةَ، فَأُحِبُّ أَنْ يَأْتِيَنِي أَجَلِي وَأَنَا صَائِمٌ.(۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ پورا ماہِ شعبان روزے رکھتے، حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (سارے مہینوں سے زیادہ) روزے رکھنے کے اعتبار سے رمضان کے بعد آپ کو ماہِ شعبان اتنا پسند کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اس ماہ میں اس سال مرنے والے تمام لوگوں کے نام لکھ دیتا ہے پس میں پسند کرتا ہوں کہ جب میری اَجل لکھی جائے تو میں روزے سے ہوں۔''

امام ہیثمی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں صحیح بخاری میں اس حدیث کے اطراف بیان ہوئے ہیں، اسے امام ابو یعلی نے مسلم بن خالد زنجی سے روایت کیا ہے اس کے بارے میں کلام ہے، اسے ثقہ کہا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تُقْطَعُ الآجَالُ مِنْ شَعْبَانَ إِلٰى شَعْبَانَ حَتّٰى أَنَّ الرَّجُلَ لَيَنْكِحُ وَيُوْلَدُ لَهُ

(۱) أبو يعلى، المسند، ۸/۳۱۱، رقم/۴۹۱۱

وَقَدْ خَرَجَ اسْمُهُ فِي الْمَوْتٰى.(۱)

''ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک انسان کے فوت ہونے کا وقت لکھ دیا جاتا ہے۔ انسان نکاح کرتا ہے، اس کے ہاں اولاد پیدا ہوتی ہے حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں درج کیا جا چکا ہوتا ہے۔''

حضرت عائشہ ﷞ بیان فرماتی ہیں:

لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ لِأَنَّهُ يُنْسَخُ فِيْهِ أَرْوَاحُ الْأَحْيَاءِ فِي الْأَمْوَاتِ حَتّٰى أَنَّ الرَّجُلَ يَتَزَوَّجُ وَقَدْ رُفِعَ اسْمُهُ فِيْمَنْ يَمُوْتُ وَأَنَّ الرَّجُلَ لَيَحُجُّ وَقَدْ رُفِعَ اسْمُهُ فِيْمَنْ يَمُوْتُ.(۲)

''رسول اللہ ﷺ شعبان کے علاوہ کسی مہینے میں اتنی کثرت سے (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے، اس لیے کہ اس مہینے میں زندوں کے نام مردوں میں لکھ دیے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک شخص شادی کرتا ہے جب کہ اس کا نام مردوں میں درج کر دیا جاتا ہے اور ایک شخص حج کرتا ہے جب کہ اس کا نام مردوں میں درج کر دیا جاتا ہے۔''

(۶) ماہِ شعبان میں کثرت سے لوگوں کی بخشش و مغفرت ہونا

مختلف روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ماہ شعبان میں روزہ دار کی نیکیوں میں درختوں کی شاخوں کی طرح اضافہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ (عرب میں سب سے زیادہ بکریاں رکھنے والے) قبیلہ بنو کلب کی

---

(۱) ۱۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۶، رقم/۳۸۳۹
۲۔ طبری، جامع البیان في تفسیر القرآن، ۲۵/۱۰۹
۳۔ دیلمی، مسند الفردوس، ۲/۷۳، رقم/۲۴۱۰
۴۔ ہندی، کنز العمال، ۱۵/۲۹۲، رقم/۴۲۷۸۰
(۲) ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۲۱/۲۵۰

بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش فرماتا ہے، سوائے مشرک، بغض رکھنے والے، قاتل، متکبر، زانی، والدین کے نافرمان اور شرابی کے (جب تک وہ سچی توبہ نہ کرلیں) ہر ایک اس ماہ میں نفع پاتا ہے۔‘‘

(۷) ماہِ شعبان میں ہی ’لیلۃ مبارکہ‘ یعنی شبِ برأت کا پایا جانا

حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سال کے بقیہ مہینوں میں ماہ رمضان کے بعد ماہ شعبان کو خصوصی اہمیت وفضیلت حاصل ہے۔ اس بات کو سمجھنا ہوگا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے علاوہ بقیہ گیارہ مہینوں میں سب سے زیادہ ماہِ شعبان کو فضیلت و اہمیت کیوں عطا فرمائی؟

سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان تو ایسا مہینہ تھا جس کے روزے فرض تھے اور آپ ﷺ اس ماہ کے پورے روزے رکھتے لیکن بقیہ گیارہ مہینوں میں سب سے زیادہ نفلی روزوں کا اہتمام آپ ﷺ شعبان میں فرماتے تھے۔

آخر کوئی سبب اور وجہ تو ہوگی اور کوئی تو خیر اور برکت کا پہلو ایسا ہوگا جو ماہِ شعبان کو ایسی فضیلت و بزرگی عطا فرمائی گئی۔

صاف ظاہر ہے جب کسی مہینے کو فضیلت عطا ہوتی ہے تو اس مہینے میں ضرور کوئی خاص دن یا خاص رات رکھی جاتی ہے۔ اگر حضور نبی اکرم ﷺ نے ماہِ شعبان کو بقیہ دس مہینوں پر افضل قرار دیا ہے تو اس کی بھی کوئی خاص وجہ ہوگی۔ اس کی فضیلت کا سبب بننے والا خاص دن یا خاص رات بھی ضرور ہوگی۔ لہٰذا اسی ماہِ مبارک میں وہ مبارک رات بھی آتی ہے جسے ’’شب برأت‘‘ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

امام بیہقی ’شعب الایمان‘ میں **حضرت عائشہ صدیقہ** ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيْلُ ﷺ فَقَالَ: هٰذِهِ اللَّيْلَةُ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَ لِلّٰهِ فِيْهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُوْرِ غَنَمِ كَلْبٍ. (۱)

''جبریل ﷺ میرے پاس آئے اور مجھے کہا: (یا رسول اللہ!) یہ رات، پندرھویں شعبان کی رات ہے اور اس رات اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرماتا ہے۔''

حضرت عطاء بن یسار سے منقول ہے:

''لیلۃ القدر کے بعد کوئی رات ایسی نہیں جو نصف شعبان کی رات سے افضل ہو۔''(۲)

آئندہ صفحات میں اَحادیث صحیحہ کی روشنی میں شبِ براَت کی فضیلت و اہمیت اور شرعی حیثیت کا جائزہ لیا جائے گا۔

---

(۱) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۴، رقم/۳۸۳۷

(۲) ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف/۱۳۸

باب دوم

فضیلتِ شبِ برأت اور معمولاتِ نبوی

اللہ رب العزت نے بعض چیزوں کو بعض پر فضیلت سے نوازا ہے۔ جیسا کہ مدینہ منورہ کو تمام شہروں پر فضیلت حاصل ہے، وادئ مکہ کو تمام وادیوں پر، بئر زمزم کو تمام کنوؤں پر، مسجد حرام کو تمام مساجد پر، سفرِ معراج کو تمام اسفار پر، ایک مؤمن کو تمام انسانوں پر، ایک ولی کو تمام مؤمنوں پر، صحابی کو تمام ولیوں پر، نبی کو تمام صحابہ پر، اور رسول کو تمام نبیوں پر اور رسولوں میں تاجدارِ کائنات سرورِ لولاک حضور نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محبوبیت اور خاص فضیلت سے سرفراز فرمایا۔

اللہ رب العزت نے اسی طرح بعض دنوں کو بعض پر فضیلت دی ہے، یوم جمعہ کو ہفتہ کے دیگر ایام پر، ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر، قبولیت کی ساعت کو تمام ساعتوں پر، لیلۃ القدر کو تمام راتوں پر اور شب برأت کو دیگر تمام راتوں پر فضیلت بخشی۔ اَحادیث مبارکہ سے اس بابرکت رات کی فضیلت وخصوصیت ثابت ہے جس سے مسلمانوں کے اندر اتباع و اطاعت اور کثرت عبادت کا ذوق وشوق پیدا کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔

۱۔ شبِ برأت کی وجہ تسمیہ

اس فضیلت و بزرگی والی رات کے کئی نام ہیں:

۱۔ اللیلۃ المبارکۃ: برکتوں والی رات۔

۲۔ لیلۃ البراءۃ: دوزخ سے بری ہونے اور آزادی ملنے کی رات۔

۴۔ لیلۃ الصَّک: دستاویز والی رات۔

۳۔ لیلۃ الرحمۃ: اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ کے نزول کی رات۔ (۱)

عرفِ عام میں اسے شبِ برأت یعنی دوزخ سے نجات اور آزادی کی رات بھی کہتے

(۱) ۱۔ زمخشری، الکشاف، ۲۷۲/۴
۲۔ رازی، التفسیر الکبیر، ۲۰۴/۲۷

ہیں، لفظ شبِ برأت اَحادیث مبارکہ کے الفاظ ''عتقاء من النار'' کا با محاورہ اُردو ترجمہ ہے۔ اس رات کو یہ نام خود رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا ہے کیوں کہ اس رات رحمتِ خداوندی کے طفیل لاتعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں۔

۲۔'لیلۃ مبارکہ' سے مراد شبِ قدر ہے یا شبِ برأت؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ○ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ○[1]

''بے شک ہم نے اسے ایک با برکت رات میں اتارا ہے بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں○ اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے○''

اس آیت میں فرمایا کہ ہم نے اس کتاب کو''لیلۃ مبارکۃ'' میں نازل کیا ہے، لیلہ مبارکہ یعنی برکت والی رات کا مصداق رمضان کی شب قدر ہے یا شعبان کی پندرھویں شب، اس میں مفسرین کا اختلاف ہے زیادہ تر مفسرین کا رجحان یہ ہے کہ اس سے مراد رمضان کی شب قدر ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد شعبان کی پندرھویں شب ہے۔

امام ابو الحسن ماوردی (م ۴۵۰ھ) نے بھی ان دونوں روایات کو بیان کیا۔[2]

امام حسین بن مسعود بغوی (م ۵۱۶ھ) 'معالم التنزیل' میں لکھتے ہیں:

''قتادہ اور ابن زید نے کہا: اس رات سے مراد لیلۃ القدر ہے، اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اس قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا، پھر بیس سال تک جبریل علیہ السلام حضور نبی اکرم ﷺ پر حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن نازل

(۱) الدخان، ۴۴/۳-۴

(۲) النکت والعیون، ۲۴۴/۵

کرتے رہے اور دوسروں نے کہا: اس سے مراد شعبان کی پندرھویں شب ہے۔''(۱)

حافظ ابن کثیر (م۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''اس رات سے مراد لیلۃ القدر ہے، عکرمہ سے روایت ہے کہ یہ شعبان کی پندرھویں شب ہے، ان کی یہ حدیث مرسل ہے، جب کہ قرآن مجید میں یہ تصریح ہے کہ یہ شبِ قدر ہے۔ عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک زندگی کی مدتیں منقطع ہو جاتی ہیں، حتیٰ کہ ایک شخص نکاح کرتا ہے اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا نام مردوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔''(۲)

ابن جریر طبری (م۳۱۰ھ) 'جامع البیان' میں اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے فرمان: فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ. ''اس شب میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کردیا جاتا ہے۔''(الدخان) کی تفسیر میں حضرت عکرمہ ﷺ سے مروی ہے:

قَالَ: فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يُبْرَمُ فِيهِ أَمْرُ السَّنَةِ وَتُنْسَخُ الْأَحْيَاءُ مِنَ الْأَمْوَاتِ وَيُكْتَبُ الْحَاجُّ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ أَحَدٌ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَحَدٌ. (۳)

''فرمایا: شعبان کی پندرہویں رات میں ایک سال کا حال لکھ دیا جاتا ہے۔ اور زندوں کا نام مردوں میں بدل دیا جاتا ہے اور حج کرنے والوں کا نام لکھ دیا جاتا ہے پھر (سال بھر) اس میں کمی ہوتی ہے نہ کوئی اضافہ ہوتا ہے۔''

---

(۱) بغوی، معالم التنزیل، ۱۷۲/۴

(۲) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱۴۹/۴

(۳) ابن جریر طبری، جامع البیان، ۱۰۹/۲۵

حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں:

’’ایک آدمی لوگوں کے درمیان چل رہا ہوتا ہے، حالانکہ وہ مردوں میں درج کیا ہوا ہوتا ہے، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ○ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ○(۱)

’بے شک ہم نے اسے ایک با برکت رات میں اتارا ہے بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔‘

پھر حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا: اس رات میں ایک سال سے دوسرے سال تک دنیا کے معاملات کی تقسیم کی جاتی ہے۔‘‘(۲)

دونوں آراء میں تطبیق

امام بغوی ’معالم التنزیل‘ میں ان اقوال کی تطبیق کرتے ہوئے امام ابو الضحیٰ سے ابن عباس ﷺ کی روایت بیان کرتے ہیں:

قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَقْضِي الْأَقْضِيَةَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَيُسَلِّمُهَا إِلٰى أَرْبَابِهَا فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ. (۳)

’’بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو معاملات کے فیصلے فرماتا ہے اور لیلۃ القدر میں ان فیصلوں کو ان کے اصحاب کے سپرد کر دیتا ہے۔‘‘

امام فخر الدین رازی (م۶۰۴ھ) ’التفسیر الکبیر‘ میں شبِ برأت اور شبِ قدر کے حوالے سے مختلف اقوال بیان کرتے ہیں:

---

(۱) الدخان، ۴۴/۳-۴

(۲) طبری، جامع البیان، ۲۵/۱۰۹

(۳) بغوی، معالم التنزیل، ۴/۱۴۹

قُلْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللهَ يُقَدِّرُ الْمَقَادِيْرَ فِي لَيْلَةِ الْبَرَاءَةِ فَإِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ يُسَلِّمُهَا إِلٰى أَرْبَابِهَا. (١)

''ہم نے کہا: حضور نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات تقدیروں کے فیصلے فرماتا ہے اور جب لیلۃ القدر آتی ہے تو ان فیصلوں کو ان کے اصحاب کے سپرد کر دیتا ہے۔''

امام رازی دوسرا قول بیان فرماتے ہیں:

وَقِيْلَ: يُقَدِّرُ لَيْلَةَ الْبَرَاءَةِ الآجَالَ وَالْأَرْزَاقَ، وَلَيْلَةُ الْقَدْرِ يُقَدِّرُ الْأُمُوْرَ الَّتِي فِيْهَا الْخَيْرُ وَالْبَرَكَةُ وَالسَّلَامَةُ. (٢)

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رب تعالیٰ شبِ برأت میں زندگی موت اور رزق کے فیصلے فرماتا ہے، اور شبِ قدر میں اُن اُمور کے فیصلے فرماتا ہے جو (انسان کے لیے) خیر، برکت اور (اس کی) سلامتی سے تعلق رکھتے ہیں۔''

امام رازی تیسرا قول لکھتے ہیں:

وَقِيْلَ: يُقَدَّرُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ إِعْزَازُ الدِّيْنِ، وَمَا فِيْهِ النَّفْعُ الْعَظِيْمُ لِلْمُسْلِمِيْنَ. وَأَمَّا لَيْلَةُ الْبَرَاءَةِ فَيُكْتَبُ فِيْهَا أَسْمَاءُ مَنْ يَمُوْتُ وَيُسَلَّمُ إِلٰى مَلَكِ الْمَوْتِ. (٣)

''اور کہا گیا: شبِ قدر میں دین کی عزت اور مسلمانوں کے لیے نفع عظیم سے متعلقہ اُمور کے فیصلے ہوتے ہیں۔ جب کہ شبِ برأت میں فوت ہونے والوں کی فہرست تیار کر کے ملک الموت کے سپرد کر دی جاتی ہے۔''

---

(١) رازی، التفسیر الکبیر، ٣٢/٣٥

(٢) رازی، التفسیر الکبیر، ٣٢/٣٥

(٣) رازی، التفسیر الکبیر، ٣٢/٣٥

امام قرطبی مالکیؒ (م ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

وَقِيْلَ: يَبْدَأُ فِي اسْتِنْسَاخِ ذٰلِکَ مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ فِي لَيْلَةِ الْبَرَاءَةِ وَيَقَعُ الْفِرَاغُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ.(۱)

’’ایک قول یہ ہے کہ ان اُمور کے لوحِ محفوظ سے نقل کرنے کا آغاز شب برأت سے ہوتا ہے اور اختتام لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔‘‘

ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا نِزَاعَ فِي أَنَّ لَيْلَةَ نِصْفِ شَعْبَانَ يَقَعُ فِيْهَا فَرْقٌ، كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْحَدِيثُ، وَإِنَّمَا النِّزَاعُ فِي أَنَّهَا الْمُرَادَةُ مِنَ الْآيَةِ، وَالصَّوَابُ أَنَّهَا لَيْسَتْ مُرَادَةً مِنْهَا، وَحِيْنَئِذٍ يُسْتَفَادُ مِنَ الْحَدِيْثِ وَالْآيَةِ وُقُوْعُ ذٰلِکَ الْفَرْقِ فِي كُلٍّ مِنَ اللَّيْلَتَيْنِ إِعْلَامًا بِمَزِيْدِ شَرَفِهِمَا.

وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَقَعَ الْفَرْقُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مَا يُصَدَّرُ إِلٰى لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ الْفَرْقُ فِي إِحْدَاهُمَا إِجْمَالًا، وَفِي الْأُخْرٰى تَفْصِيلًا، أَوْ تَخُصُّ إِحْدَاهُمَا بِالْأُمُوْرِ الدُّنْيَوِيَّةِ، وَالْأُخْرٰى بِالْأُمُوْرِ الْأُخْرَوِيَّةِ، وَغَيْرُ ذٰلِکَ مِنَ الِاحْتِمَالَاتِ الْعَقْلِيَّةِ.(۲)

’’اس بات میں تو کوئی جھگڑا نہیں ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب میں مذکورہ امور انجام پاتے ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ کی حدیث سے صراحت ہو رہی ہے، البتہ اس میں نزاع ہے کہ آیت کریمہ ﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ﴾ سے شب برأت مراد ہے یا نہیں، درست بات یہی ہے کہ اس آیت سے شب برأت مراد نہیں اس وقت آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ سے یہ مستفاد ہوگا کہ ان امور کی انجام دہی

(۱) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۱۲۸/۱۶

(۲) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، ۳۴۷/۳

دونوں راتوں ہی میں ہوتی ہے۔ ان دونوں راتوں کی مزید شرف و بزرگی بتلانے کے لیے یہ احتمال بھی ہے کہ پندرہویں شعبان میں ان امور کی انجام دہی کا فیصلہ ہوتا ہو جو لیلۃ القدر تک انجام پاتے ہیں۔ نیز یہ احتمال بھی ہے کہ ان امور کی انجام دہی ایک شب میں اجمالاً ہوتی ہو اور دوسری شب میں تفصیلاً ہوتی ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں راتوں میں سے ایک کو امور دنیویہ کی انجام دہی کے ساتھ خاص کر دیا جائے اور دوسری کو اُمور اُخرویہ کی انجام دہی کے لیے مخصوص کیا جائے اس کے علاوہ مزید احتمالات عقلیہ بھی نکل سکتے ہیں۔''

علامہ مبارک پوری (م۱۳۵۳ھ) 'تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی' میں تحریر کرتے ہیں:

وَلَا نِزَاعَ فِي أَنَّ لَيْلَةَ نِصْفِ شَعْبَانَ يَقَعُ فِيهَا فَرْقٌ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْحَدِيثُ، وَإِنَّمَا النِّزَاعُ فِي أَنَّهَا الْمُرَادَةُ مِنَ الْآيَةِ؟ وَالصَّوَابُ أَنَّهَا لَيْسَتْ مُرَادَةً مِنْهَا، وَحِينَئِذٍ يُسْتَفَادُ مِنَ الْحَدِيثِ وَالْآيَةِ وُقُوعُ ذٰلِكَ الْفَرْقِ فِي كُلٍّ مِنَ اللَّيْلَتَيْنِ إِعْلَامًا لِمَزِيدِ شَرَفِهِمَا، وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْفَرْقُ فِي أَحَدِهِمَا إِجْمَالًا وَفِي الْأُخْرٰى تَفْصِيلًا، أَوْ تُخَصُّ إِحْدَاهُمَا بِالْأُمُورِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْأُخْرٰى بِالْأُمُورِ الْأُخْرَوِيَّةِ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْاِحْتِمَالَاتِ الْعَقْلِيَّةِ انْتَهٰى.(۱)

''اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ شعبان کی پندرھویں رات کو فیصلے کیے جاتے ہیں جیسا کہ حدیث نے اس کی صراحت کی ہے، بلکہ نزاع صرف اس بات میں ہے کہ کیا اس آیت سے یہی (شعبان کی پندرھویں رات) مراد ہے؟ صحیح بات یہ ہے کہ اس آیت سے مراد یہ رات نہیں۔ اس طرح حدیث اور آیت سے یہ سمجھا جائے گا کہ فیصلہ دونوں راتوں میں ہوتا ہے، (اور یہ) ان دونوں راتوں کا مزید شرف

(۱) مبارك پوری، تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی، ۳/۳٦۷

بتلانے کے لیے (بیان کیا گیا)۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ فیصلہ اجمالی طور پر ان دو میں سے کسی ایک میں ہو اور تفصیلی طور پر دوسری میں ، یا ان دونوں میں سے ایک دنیوی امور کے ساتھ خاص ہو اور دوسری اُخروی اُمور کے ساتھ اور اس کے علاوہ دوسرے عقلی احتمالات بھی ہو سکتے ہیں۔''

۳۔شبِ برأت اور شبِ قدر فرشتوں کی دوعیدیں

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ '**غنیة الطالبین**' میں بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح مسلمانوں کے لیے زمین پر دوعیدیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح فرشتوں کی آسمان میں دوعیدیں ہوتی ہیں۔فرشتوں کی دوعیدیں شب برأت اور شبِ قدر ہیں اور مومنین کی عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔فرشتوں کی عیدیں رات کو اس لیے ہیں کہ وہ سوتے نہیں اور مومنوں (انسانوں) کی عیدیں دن کو اس لیے ہیں کہ وہ رات کو سوتے ہیں۔

۴۔شبِ برأت کو ظاہر کر دینے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے شب برأت کو ظاہر کیا اور شبِ قدر کو پوشیدہ رکھا۔ اس کی حکمت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ شبِ قدر رحمت، بخشش اور جہنم سے آزادی کی رات ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے مخفی رکھا تاکہ لوگ اس پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں اور شب برأت کو ظاہر کیا کیونکہ وہ فیصلے، قضا، قہر و رضا، قبول و ردّ، نزدیکی و دوری، سعادت و شقاوت اور پرہیزگاری کی رات ہے۔ کوئی شخص اس میں نیک بختی حاصل کرتا ہے اور کوئی مردود ہو جاتا ہے ایک ثواب پاتا ہے اور دوسرا ذلیل ہوتا ہے۔ ایک معزز ومکرم ہوتا ہے اور دوسرا محروم رہتا ہے۔ ایک کو اجر دیا جاتا ہے جب کہ دوسرے کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ کتنے ہی لوگوں کا کفن بنا جا رہا ہے اور وہ بازاروں میں مشغول ہیں، کتنی قبریں کھودی جا رہی ہیں لیکن قبر میں دفن ہونے والا اپنی بے خبری کے باعث خوشی اور غرور میں ڈوبا ہوا ہے، کتنے ہی چہرے کھلکھلا رہے ہیں حالانکہ وہ ہلاکت کے قریب ہیں کتنے مکانوں کی تعمیر مکمل ہوگئی ہے لیکن ان کا مالک موت کے قریب پہنچ چکا ہے۔ کتنے ہی

بندے رحمت کے امیدوار ہیں پس انہیں عذاب پہنچتا ہے۔ کتنے ہی بندے خوشخبری کی اُمید رکھتے ہیں پس وہ خسارہ پاتے ہیں، کتنے ہی بندوں کو جنت کی امید ہوتی ہے مگر ان کو دوزخ میں جانا پڑتا ہے۔ کتنے ہی بندے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے امیدوار ہوتے ہیں لیکن وہ جدائی کا شکار ہوتے ہیں، کتنے ہی لوگوں کو عطائے خداوندی کی امید ہوتی ہے لیکن وہ مصائب کا منہ دیکھتے ہیں اور کتنے ہی لوگوں کو بادشاہی کی اُمید ہوتی ہے لیکن وہ ہلاک ہوتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ پندرہ شعبان کی رات کو گھر سے باہر تشریف لاتے تو ان کا چہرہ یوں دکھائی دیتا تھا جس طرح کسی کو قبر میں دفن کرنے کے بعد نکالا گیا ہو۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ شخص جس کی کشتی ٹوٹ جائے وہ بھی مجھ سے زیادہ مصیبت میں گرفتار نہیں۔ پوچھا گیا: کیوں؟ فرمایا: میرے گناہ یقینی ہیں لیکن نیکیوں کا مجھے خدشہ ہے آیا مجھ سے قبول کی جائیں گی یا رد کر دی جائیں گی۔

(غنية الطالبين)

۵۔شبِ برأت کے پانچ خصائص

شبِ برأت کو اللہ تعالیٰ نے پانچ خاص صفات عطا فرمائیں۔جنہیں کثیر ائمہ نے بیان کیا ہے:

هٰذِهِ اللَّيْلَةُ مُخْتَصَّةٌ بِخَمْسِ خِصَالٍ:

''شبِ برأت کو اللہ تعالیٰ نے پانچ خاص خوبیوں سے نوازا ہے:

(۱) پہلی خاصیت: اس شب میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کردیا جاتا ہے

اَلْأَوَّلُ: تَفْرِيْقُ كُلِّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ فِيْهَا، قَالَ تَعَالٰى: ﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ﴾.

پہلی خاصیت: اس شب میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے ارشاد فرمایا: ﴿اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔﴾''

(۲) دوسری خاصیت: اس رات میں عبادت کی فضیلت

وَالثَّانِيَةُ: فَضِيْلَةُ الْعِبَادَةِ فِيْهَا، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ﴿مَنْ صَلّٰى فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ مِائَةَ رَكْعَةٍ أَرْسَلَ اللهُ إِلَيْهِ مِائَةَ مَلَكٍ ثَلَاثُوْنَ يُبَشِّرُوْنَهُ بِالْجَنَّةِ، وَثَلَاثُوْنَ يُؤَمِّنُوْنَهُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَثَلَاثُوْنَ يَدْفَعُوْنَ عَنْهُ آفَاتِ الدُّنْيَا، وَعَشَرَةٌ يَدْفَعُوْنَ عَنْهُ مَكَايِدَ الشَّيْطَانِ.﴾

''**دوسری خاصیت:** اس رات میں عبادت کی فضیلت۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿اس رات میں جو شخص سو رکعات نماز ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف سو (۱۰۰) فرشتے بھیجتا ہے۔ (جن میں سے) تیس فرشتے اسے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ تیس فرشتے اسے آگ کے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ تیس فرشتے آفاتِ دنیاوی سے اس کا دفاع کرتے ہیں اور دس فرشتے اسے شیطانی چالوں سے بچاتے ہیں۔﴾''

(۳) تیسری خاصیت: کثرت سے رحمتِ الٰہی کا نزول ہونا

اَلْخَصْلَةُ الثَّالِثَةُ: نُزُوْلُ الرَّحْمَةِ، قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿إِنَّ اللهَ يَرْحَمُ أُمَّتِي فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ بِعَدَدِ شَعْرِ أَغْنَامِ بَنِي كَلْبٍ.﴾

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ﴿یقیناً اللہ تعالیٰ اس رات بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری اُمت پر رحم فرماتا ہے۔﴾''

(۴) چوتھی خاصیت: گناہوں کی بخشش اور معافی کا حصول

وَالْخَصْلَةُ الرَّابِعَةُ: حُصُوْلُ الْمَغْفِرَةِ، قَالَ ﷺ: ﴿إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَغْفِرُ

لِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ، إِلَّا لِكَاهِنٍ، أَوْ مُشَاحِنٍ، أَوْ مُدْمِنِ خَمْرٍ، أَوْ عَاقٍّ لِلْوَالِدَيْنِ، أَوْ مُصِرٍّ عَلَى الزِّنَا. ﴾

’’**چوتھی خاصیت:** گناہوں کی بخشش اور معافی کا حصول۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ﴿بے شک اس رات اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما دیتا ہے، سوائے جادو ٹونہ کرنے والے، بغض و کینہ رکھنے والے، شرابی، والدین کے نافرمان اور بدکاری پر اصرار کرنے والے کے۔﴾‘‘

(۵) پانچویں خاصیت: اس رات رسول اللہ ﷺ کو مکمل شفاعت کا عطا کیا جانا

وَالْخَصْلَةُ الْخَامِسَةُ: أَنَّهُ تَعَالٰى أَعْطٰى رَسُوْلَهُ ﷺ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ تَمَامَ الشَّفَاعَةِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ ﷺ سَأَلَ لَيْلَةَ الثَّالِثِ عَشَرَ مِنْ شَعْبَانَ فِي أُمَّتِهٖ فَأُعْطِيَ الثُّلُثَ مِنْهَا، ثُمَّ سَأَلَ لَيْلَةَ الرَّابِعِ عَشَرَ، فَأُعْطِيَ الثُّلُثَيْنِ، ثُمَّ سَأَلَ لَيْلَةَ الْخَامِسِ عَشَرَ، فَأُعْطِيَ الْجَمِيْعَ إِلَّا مَنْ شَرَدَ عَلَى اللهِ شِرَادَ الْبَعِيرِ. (۱)

’’**پانچویں خاصیت:** اس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ کریم ﷺ کو مکمل شفاعت عطا فرمائی۔ وہ اس طرح کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے شعبان کی تیرھویں رات اپنی امت کے لیے شفاعت کا سوال کیا تو آپ ﷺ کو تیسرا حصہ عطا فرمایا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے شعبان کی چودھویں رات یہی سوال کیا تو آپ ﷺ کو دو تہائی حصہ عطا کیا گیا۔

(۱) ۱۔ زمخشری، الکشاف، ۴/۲۷۲-۲۷۳
۲۔ رازی، التفسیر الکبیر، ۲۷/۲۰۴
۳۔ ابن عادل حنبلی، اللباب فی علوم الکتاب، ۱۷/۳۰۹

پھر آپ ﷺ نے شعبان کی پندرہویں رات سوال کیا تو آپ ﷺ کو تمام شفاعت عطا فرما دی گئی سوائے اس شخص کے جو مالک سے بدکے ہوئے اونٹ کی طرح (اپنے مالک حقیقی) اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے (یعنی جو مسلسل نافرمانی پر مصر ہو)۔''

جلیل القدر تابعی **حضرت عطار بن یسار** رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں:

مَا مِنْ لَيْلَةٍ بَعْدَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ نِصْفِ شَعْبَانَ. (۱)

''شب قدر کے بعد شعبان کی پندرھویں شب سے زیادہ کوئی رات افضل نہیں ہے۔''

۶۔ شبِ برأت میں اللہ تعالیٰ کا غروب آفتاب کے وقت سے آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرمانا

شب برأت کو رحمتِ خداوندی کے طفیل لا تعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ غروبِ آفتاب کے وقت سے ہی (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

''ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (خواب گاہ میں) نہ پایا تو میں (آپ ﷺ کی تلاش میں) نکلی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ نا انصافی کریں گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے سوچا شاید آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ

(۱) ابن رجب، لطائف المعارف/۱۳۸

لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ. (۱)

''اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات کو (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔''

امام ترمذی نے اسے روایت کرنے کے بعد کہا: اس باب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت موجود ہے۔

علامہ مبارک پوری (م۱۳۵۳ھ) 'تحفة الأحوذی' میں لکھتے ہیں:

''امام ترمذی کا قول کہ مذکورہ باب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بھی ہے، اس کی تخریج امام بزار اور بیہقی نے قابلِ اعتبار سند کے ساتھ کی ہے، اسی طرح اس کو امام منذری نے 'الترغیب و الترھیب' میں باب الترھیب من التھاجر (قطع تعلقی سے ڈرانے کا باب) میں بیان کیا ہے۔ جان لیں کہ شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان (بہت سی احادیث) کا مجموعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے، پس ان احادیث میں سے ایک مذکورہ حدیث بھی ہے اور یہ منقطع ہے۔''

انہی احادیث میں سے **حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور نماز ادا فرمائی اور طویل سجدہ فرمایا: یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ کی روحِ انور قبض کر لی گئی ہے، جب میں نے یہ دیکھا تو

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۶/۲۳۸، رقم/۲۶۰۶۰

۲۔ الترمذی، السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ۳/۱۱۶، رقم/۷۳۹

۳۔ ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ۱/۴۴۴، رقم/ ۱۳۸۹

اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ ﷺ کے انگوٹھا مبارک کو حرکت دی تو اس نے حرکت کی اور پھر اپنی جگہ لوٹ گیا، پھر جب آپ ﷺ نے اپنا سرِ انور سجدہ سے اٹھایا اور اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عائشہ! یا فرمایا: اے حمیراء! کیا تو نے یہ گمان کر لیا تھا کہ نبی (ﷺ) تیرے حق میں کمی کریں گے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم یا رسول اللہ! (میں نے ایسا گمان نہیں کیا) لیکن مجھے یہ گمان گزرا کہ طویل سجدہ میں آپ کی روحِ انور قبض کر لی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو جانتی ہے یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات اپنے بندوں پہ نگاہِ التفات فرماتا ہے تو بخشش طلب کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے اور بغض و کینہ رکھنے والوں کو ویسا ہی رہنے دیتا ہے (ان کی حالت کو نہیں بدلتا)۔‘‘

اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور فرمایا: یہ حدیث مرسل عمدہ ہے، اور اس بات کا احتمال ہے کہ علاء نے اسے مکحول سے اخذ کیا ہو۔

انہی احادیث میں سے ایک حدیث **حضرت معاذ بن جبل** ﷺ کی بھی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات اپنی تمام مخلوق پر نگاہِ التفات فرماتا ہے۔ وہ مشرک یا کینہ پرور کے سوا اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے۔‘‘

امام منذری نے **الترغیب والترھیب** میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اسے امام طبرانی نے **المعجم الأوسط** میں اور ابن حبان نے اپنی **صحیح** میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے اپنے الفاظ کے ساتھ ابو موسیٰ اشعری کے طریق سے روایت کیا ہے اور امام بزار اور بیہقی نے اسی طرح کی حدیث حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے طریق سے ایسی سند کے ساتھ بیان کی ہے جس میں

کوئی سقم نہیں ہے۔

انہی احادیث میں سے **حضرت عبد اللہ بن عمرو** رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی مخلوق کی طرف نظرِ التفات فرماتا ہے اور دو قسم کے لوگوں کینہ پرور اور کسی جان کو قتل کرنے والے کے سوا اپنے (تمام) بندوں کو بخش دیتا ہے۔''

امام منذری نے فرمایا: اس کو امام احمد نے کمزور سند کے ساتھ روایت کیا۔

انہی احادیث میں سے حضرت مکحول کی حدیث ہے جو انہوں نے کثیر بن مرہ کے طریق سے حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے:

''شعبان کی پندرھویں رات اللہ عزوجل مشرک یا کینہ پرور کے سوا تمام اہلِ زمین کو بخش دیتا ہے۔''

امام منذری فرماتے ہیں: اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور فرمایا: یہ عمدہ حدیث مرسل ہے اور فرمایا: اس کو امام طبرانی اور بیہقی نے بھی مکحول اور ابو ثعلبہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شعبان کی پندرھویں رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نگاہِ التفات فرماتا ہے، مومنوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو ڈھیل دیتا ہے اور بغض و کینہ رکھنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ خود بغض و حسد کو چھوڑ دیں۔ امام بیہقی نے فرمایا: یہ بھی مکحول اور ابو ثعلبہ کے درمیان عمدہ مرسل ہے۔

ان ہی میں سے **حضرت علی** رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو اس میں قیام کرو اور اس کے دن کو روزہ رکھو، پس بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں غروب آفتاب کے وقت سے ہی آسمان دنیا کی

طرف (اپنی شان کے لائق) نزول فرماتا ہے، اور فرماتا ہے: ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اس کو بخشش دوں، ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق عطا کر دوں، ہے کوئی آزمائش میں مبتلا کہ میں اس کو معاف کر دوں، پھر یوں ہی فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔‘‘

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

یہ تمام احادیث مجموعی طور پر حجت ہیں اس شخص پر جو یہ گمان کرتا ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ (۱)

اُم المؤمنین **حضرت عائشہ صدیقہ** ؓ ایک روایت میں فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو (اپنے بستر مبارک پر) موجود نہ پایا تو میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بقیع (جنت البقیع) میں اپنے سرِ انور کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ. (۲)

’’اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمانِ دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) جلوہ افروز ہوتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش فرماتا ہے۔‘‘

۷۔ شبِ برأت میں زندگی، موت، حج، رزق اور اولاد کے فیصلے ہونا

اس مبارک مہینہ میں اس بابرکت رات کی فضیلت اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) مبارك پوری، تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی، ۳/۳۶۵-۳۶۷
(۲) بیهقی، شعب الإيمان، ۳/ ۳۸۰، رقم/۳۸۲۶

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ؟ قَالَتْ: مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ: فِيْهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ مِنْ مَوْلُوْدِ بَنِي آدَمَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ، وَفِيْهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ، وَفِيْهَا تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ، وَفِيْهَا تَنْزِلُ أَرْزَاقُهُمْ. (۱)

''اے عائشہ! تمھیں معلوم ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) اس رات میں کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس رات سال میں جتنے بھی لوگ پیدا ہونے والے ہیں سب کے نام لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے لوگ فوت ہونے والے ہیں ان سب کے نام بھی لکھ دیے جاتے ہیں اور اس رات میں لوگوں کے (سارے سال کے) اَعمال اٹھالیے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی روزی مقرر کی جاتی ہے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں:

يَفْتَحُ اللهُ الْخَيْرَ فِي أَرْبَعِ لَيَالٍ: لَيْلَةُ الْأَضْحٰى، وَالْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، يُنْسَخُ فِيْهَا الْآجَالُ وَالْأَرْزَاقُ وَيُكْتَبُ فِيْهَا الْحَاجُّ وَفِي لَيْلَةِ عَرَفَةَ إِلَى الْأَذَانِ. (۲)

''اللہ تعالیٰ چار راتوں میں (خصوصی طور پر) بھلائیوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ ا۔عید الاضحیٰ کی رات، ۲۔عید الفطر کی رات، ۳۔ شعبان کی پندرہویں رات کہ اس رات میں مرنے والوں کے نام اور لوگوں کا رزق اور (اس سال) حج کرنے والوں

---

(۱) ا۔ بیہقی، الدعوات الکبیر، ۲/۱۴۵
۲۔بیہقی، فضائل الأوقات، ۱۲۸، رقم/۲۶
(۲) سیوطی، الدر المنثور، ۷/۴۰۲

کے نام لکھے جاتے ہیں۔ ۴۔ عرَفہ (نو ذو الحجہ) کی رات اذانِ فجر تک۔‘‘

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد **عکرمہ** سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ﴿فِيُهَا يُفُرَقُ كُلُّ اَمُرٍ حَكِيُمٍO﴾ [الدخان، ۴۴: ۴] ’اِس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہےO‘ کی تفسیر میں مروی ہے، فرماتے ہیں: یہ شعبان المعظم کی پندرھویں رات ہے (اس رات) اللہ تعالیٰ پورے سال کے امور کی تدبیر فرماتا ہے۔ زندہ لوگوں کے نام مرنے والوں کی فہرست میں لکھ دیے جاتے ہیں (یعنی جنہوں نے آئندہ سال مرنا ہوتا ہے) بیت اللہ شریف کا حج کرنے والوں کی فہرست بنا دی جاتی ہے اور اس میں کوئی اضافہ ہوتا ہے نہ کمی۔ (۱)

ابن ابی الدنیا حضرت عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ: إِذَا كَانَتُ لَيُلَةُ النِّصُفِ مِنُ شَعُبَانَ دُفِعَ إِلٰى مَلَكِ الُمَوُتِ صَحِيُفَةٌ فَيُقَالُ: اقُبِضُ مَنُ فِي هٰذِهِ الصَّحِيُفَةِ، فَإِنَّ الُعَبُدَ لَيَغُرِسُ الُغِرَاسَ، وَيَنُكِحُ الُأَزُوَاجَ، وَيَبُنِي الُبُنُيَانَ، وَإِنَّ اسُمَهُ قَدُ نُسِخَ فِي الُمَوُتٰى. (۲)

’’جب نصف شعبان کی رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملک الموت کو ایک فہرست دی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا نام اس فہرست میں درج ہے، اُن کی روحوں کو قبض کر لے، کوئی بندہ تو باغوں کے درخت لگا رہا ہوتا ہے، کوئی شادی کر رہا ہوتا ہے، کوئی تعمیر میں مصروف ہوتا ہے، حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔‘‘

عطاء بن یسار ہی روایت کرتے ہیں:

---

(۱) طبری، جامع البیان، ۲۵/۱۰۹

(۲) ۱۔ ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف/۱۴۰

۲۔ غزالی، إحیاء علوم الدین، ۴/۴۲۸

۳۔ سیوطی، شرح الصدور/۶۰

''جب نصف شعبان کی رات آتی ہے تو ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے: اس صحیفہ کو تھام لو، ایک بندہ بستر پر لیٹا ہوگا اور بیویوں سے نکاح کرے گا اور گھر بنائے گا اور اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوگا۔''(۱)

امام الدینوری نے **راشد بن سعد** سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے نصف شعبان کی رات کے متعلق فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس سال جس بندہ کی روح قبض کرنا چاہتا ہے ملک الموت کو اس رات اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیتا ہے۔''(۲)

امام ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) اپنی سند کے ساتھ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ: فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يُبْرَمُ فِيْهِ أَمْرُ السَّنَةِ وَتُنْسَخُ الْأَحْيَاءُ مِنَ الْأَمْوَاتِ وَيُكْتَبُ الْحَاجُّ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ أَحَدٌ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَحَدٌ. (۳)

''فرمایا: یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے، اس میں ایک سال کا حال لکھ دیا جاتا ہے۔ اور زندوں کا نام مردوں سے بدل دیا جاتا ہے اور حج کرنے والوں کا نام لکھ دیا جاتا ہے پھر (سال بھر) اس میں کمی ہوتی ہے نہ کوئی اضافہ ہوتا ہے۔''

۸۔ شبِ برأت مغفرت وبخشش اور دوزخ سے نجات کی رات

شبِ برأت مغفرت وبخشش اور دوزخ سے نجات کی رات ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس شب بنوکلب قبیلہ کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) سیوطی، الدر المنثور، ۴۰۲/۷

(۲) سیوطی، الدر المنثور، ۴۰۱/۷

(۳) طبری، جامع البیان، ۱۰۹/۲۵

إِنَّ اللهَ يَطَّلِعُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ الذُّنُوبَ لِأَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ، وَلَهُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ عُتَقَاءُ عَدَدَ شَعْرِ مُسُوكِ غَنَمِ كَلْبٍ. (۱)

''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات نگاہِ التفات فرماتا ہے۔ چنانچہ وہ مشرک اور بغض و کینہ رکھنے والے کے سوا تمام اہلِ زمین کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس شب بنو کلب قبیلہ کی بکریوں کی کھالوں پر موجود بالوں کے برابر لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں۔''

حضرت **یحییٰ بن ابی کثیر** سے روایت ہے، انہوں نے کہا:

''ایک رات رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے، حضرت عائشہ ؓ بقیع میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اپنا سرِ انور آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ سے فرمایا: کیا تجھے خدشہ لاحق ہوگیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تیرے ساتھ کوئی ناانصافی کریں گے؟ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے خیال آیا کہ شاید آپ کسی اور زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔

فَقَالَ: إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ. (۲)

''آپ ﷺ نے فرمایا: نصف شعبان کی رات قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش فرماتا ہے۔''

امام بیہقی فرماتے ہیں:

---

(۱) ابن راہویہ، المسند، ۳/۹۸۱، رقم/۱۷۰۲

(۲) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۰، رقم/۳۸۲۵

وَلِهٰذَا الْحَدِيثِ شَوَاهِدُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ، وَأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، وَأَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، وَاسْتَثْنٰى فِي بَعْضِهَا الْمُشْرِكَ وَالْمُشَاحِنَ، وَفِي بَعْضِهَا الْمُشْرِكَ وَقَاطِعَ الطَّرِيْقِ، وَالْعَاقَّ، وَالْمُشَاحِنَ. (۱)

''اس حدیث کے اور بھی شواہد حضرت عائشہ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت ابوموسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے بعض روایات میں مشرک اور بغض رکھنے والے کو اور بعض میں مشرک، ڈاکو، والدین کے نافرمان اور کینہ پرور کو بخشش ومغفرت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔''

یعنی یہ ایسے گناہ ہیں کہ اس عظیم رات میں (جس کا نام ہی دوزخ سے آزادی کے رات ہے) بھی ان لوگوں کی معافی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس رات کے آنے سے پہلے ہی اور پھر اس رات کو سچے دل سے تمام گناہوں سے توبہ کرنے والے کو رحمتِ الٰہی کبھی مایوس نہیں کرتی۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَغْفِرُ اللهُ مِنَ الذُّنُوْبِ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ. (۲)

''جب شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبیلہ (بنو) کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ تعداد میں (لوگوں کے) گناہوں کی بخشش فرماتا ہے۔''

امام بیہقی فرماتے ہیں:

إِنَّمَا الْمَحْفُوْظُ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ حَدِيْثِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ مُرْسَلًا. (۳)

---

(۱) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۰، رقم/۳۸۲۵

(۲) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۷۹، رقم/۳۸۲۴

(۳) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۷۹، رقم/۸۲۴

’’یہ حدیث حجاج بن ارطاۃ کے واسطہ سے یحییٰ بن ابی کثیر سے مرسلاً مروی حدیث سے زیادہ محفوظ (و اعلیٰ) ہے۔‘‘

حضرت کعب ﷺ سے مروی ہے:

’’شعبان کی پندرہویں شب اللہ تعالیٰ جبریل امین کو جنت میں یہ حکم دے کر بھیجتا ہے کہ آج کی رات جنت کو آراستہ کر دیا جائے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس رات آسمان کے ستاروں، دنیا کے شب و روز، درختوں کے پتوں، پہاڑوں کے وزن اور ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر اپنے بندوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔‘‘(۱)

۹۔ شبِ برأت میں دعا کی قبولیت اور مغفرت سے محروم لوگ

اَحادیث مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں کہ جن سے توبہ نہ کرنے والوں کی اس رات بھی بخشش و مغفرت نہیں ہوتی، حالانکہ اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دریا اپنے پورے جوبن پر ہوتا ہے اور اس کی جود و عطا بہت عام ہوتی ہے اور غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک اس کی رحمت کی برسات ہوتی رہتی ہے۔

احادیث مبارکہ میں درج ذیل طبقات کو مغفرت سے محروم قرار دیا گیا:

(۱) شرک کرنے والا

حضرت ابوموسیٰ اَشعری ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ. (۲)

---

(۱) ابن رجب حنبلي، لطائف المعارف/۱۳۸

(۲) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ۱/۴۴۵، رقم/۱۳۹۰

←

''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب (لوگوں پر) ضرور نگاہِ التفات فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ پرور کے سوا اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے۔''

اس حدیث کو امام ابن حبان نے 'الصحیح' میں، بیہقی نے 'شعب الایمان' میں اور طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اور امام ہیثمی نے کہا: اسے امام طبرانی نے 'الکبیر' اور 'الاوسط' میں روایت کیا ہے اور ان دونوں کی اسناد کے راوی ثقہ ہیں۔[1]

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں **شرک** اور **کینہ پروری** دو ایسے گناہوں کا ذکر ہوا ہے کہ جن سے اگر خلوصِ دل سے توبہ نہ کی جائے تو اس رات بھی اللہ تعالیٰ اس بندے کی مغفرت نہیں فرماتا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شرک کو ظلم عظیم اور کبھی نہ بخشا جانے والا گناہ قرار دیا۔ حدیث مبارکہ میں بھی متعدد مقامات پر شرک کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا اور اس کی نہایت شدت سے مذمت فرمائی۔ اَنبیاءِ کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصود ہی انسانیت کو شرک کی ذلالت اور پستیوں سے نجات دلانا تھا۔ توحید کا مقصد انسان کو شرک سے بچا کر وحدانیت کو انسان کے رَگ و پے میں اتار کر اسے صرف خدائے وحدہ لا شریک کا عابد اور ساجد بنانا ہے، تاکہ مخلوق کے آگے جھکنے کی بجائے اللہ کے آگے جھکنے سے انسان کا ظاہر و باطن توحید کی قوت سے آشنا ہو اور ہر باطل سے ٹکرانے کا جذبہ اس کے اندر پیدا ہو۔

.... ۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۲/ ۴۸۱، رقم/۵۶۶۵

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۰/ ۱۰۸، رقم/ ۲۱۵

۴۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۷/ ۳۶، رقم/ ۶۷۷۶

۵۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۳/ ۳۸۲، رقم/ ۳۸۳۳

(۱) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸/ ۶۵

(۲) بغض و کینہ رکھنے اور حسد کرنے والا

دوسرا بڑا گناہ جو شبِ برأت میں مغفرت سے مانع ہے وہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے کینہ اور بغض رکھنا ہے، بغض و کینہ اور حسد ایسی نفسیاتی بیماریاں ہیں جو انسان کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ یہ دونوں برائیاں انسان کو 'ذاتی اور انفرادی' طور پر اپنی لپیٹ میں لیتی ہیں پھر اِن سے وہ دوسروں کو شکار کرتا ہے۔ انسان دوسروں پر اللہ کے ظاہری انعامات و اِکرامات دیکھ کر اپنے آپ میں ہی جلتا ہے۔ بعض اوقات یہ حالت اسے دائمی نفسیاتی مریض بنا دیتی ہے اور اس سے بڑھ کر یہی حسد اکثر اوقات دشمنی اور عداوت میں بدل جاتا ہے جس کے لیے انسان کوئی بھی حد عبور کر جاتا ہے۔

حسد کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان زبانِ زدِ عام ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ. (۱)

''حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔''

لہٰذا اس گناہ سے بھی سختی سے بچتے ہوئے چاہیے کہ انسان اپنے سینے کو ہر قسم کی کدورت اور بغض و حسد سے صاف رکھے، نفس میں سخاوت ہو اور تمام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی چاہے۔

اس سلسلے میں چند مزید اَحادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوب دو جہاں سرورِ عالم ﷺ نے اس معاملے میں بار بار کتنی تاکید فرمائی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ فِيهَا الذُّنُوبَ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ

(۱) أبو داود، السنن، كتاب الأدب، باب في الحسد، ۴/۲۷٦، رقم/۴۹۰۳

مُشَاحِنٍ.(۱)

''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی شب کو (اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پر) نزول فرماتا ہے اور اس رات (مخلوق کے) گناہوں کو معاف فرماتا ہے سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے۔''

منذری نے لکھا: امام بیہقی نے کہا: 'هٰذَا مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.' یہ حدیث عمدہ مرسل ہے۔(۲)

کثیر بن مرہ حضرمی سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَغْفِرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا الْمُشْرِكَ وَالْمُشَاحِنَ.(۳)

''شعبان کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ تمام اہلِ زمین کی مغفرت فرماتا ہے سوائے مشرک اور کینہ پرور کے۔''

امام بیہقی نے اسے روایت کیا ہے اور فرمایا: یہ حدیث مرسل ہے اور ایک اور سند سے حضرت مکحول کے واسطہ سے (صحابی) حضرت ابو ثعلبہ خشنی ﷺ سے مروی ہے۔ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث مکحول اور حضرت ابو ثعلبہ ﷺ کے مابین عمدہ مرسل بھی ہے۔

ایک روایت میں **حضرت ابو بکر** ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۱۰۸/۶، رقم/۲۹۸۵۹
۲۔ عبد الرزاق، المصنف، ۳۱۶/۴، رقم/۷۹۲۳

(۲) منذري، الترغيب والترهيب، ۳۰۸/۳، رقم/۴۱۹۳

(۳) ۱۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۳۸۱/۳، رقم/۳۸۳۱
۲۔ بزار، المسند، ۱۵۷/۱، رقم/۸۰

إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَنْزِلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ لِأَخِيْهِ. (۱)

''جب شعبان کی پندرھویں رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اپنے تمام بندوں کی مغفرت فرماتا ہے سوائے مشرک اور اپنے بھائی سے بغض رکھنے والے کے۔''

ایک روایت میں **قاسم بن محمد** اپنے والد گرامی یا چچا کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَنْزِلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِكُلِّ نَفْسٍ إِلَّا إِنْسَانًا فِي قَلْبِهٖ شَحْنَاءُ أَوْ مُشْرِكًا بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ. (۲)

''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو (اپنی شان کے مطابق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اس کے سوا جس کے دل میں بغض و کینہ ہو یا جو اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو، تمام انسانوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

امام ہیثمی نے کہا: اس کی سند میں عبد الملک بن عبد الملک ہے، امام ابن ابی حاتم نے جرح و تعدیل میں اس کا ذکر بغیر ضعف کے کیا ہے، اور اس کے دیگر تمام راوی ثقہ ہیں۔ (۳)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے بھی اسی طرح مروی ہے، جسے امام بزار نے روایت

---

(۱) هيثمي، مجمع الزوائد، ۶۵/۸

(۲) ۱۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۳۸۰/۳، رقم/۳۸۲۷

۲۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲۲۲/۱، رقم/۵۰۹

(۳) هيثمي، مجمع الزوائد، ۶۵/۸

کیا ہے اور ہیثمی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اس کی سند میں ہشام بن عبد الرحمٰن راوی کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی افراد ثقہ ہیں۔(۱)

علاء بن حارث سے روایت ہے کہ **حضرت عائشہ** ؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

أَتَدْرِي أَيَّ لَيْلَةٍ هٰذِهٖ؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هٰذِهٖ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَطَّلِعُ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِيْنَ، وَيَرْحَمُ الْمُسْتَرْحِمِيْنَ، وَيُؤَخِّرُ أَهْلَ الْحِقْدِ كَمَا هُمْ. (۲)

’’(اے عائشہ!) کیا تو جانتی ہے یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، بے شک اللہ تعالیٰ اس رات اپنے بندوں پہ نگاہِ التفات فرماتا ہے، پس بخشش طلب کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے، اور حسد رکھنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے (ان کی بخشش نہیں فرماتا)۔‘‘

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

فَيَغْفِرُ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ إِلَّا الْعَاقَّ وَالْمُشَاحِنَ. (۳)

’’اللہ تعالیٰ ہر مومن کی مغفرت کرتا ہے سوائے والدین کے نافرمان اور کینہ رکھنے والے کے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ بزار، المسند، ۱۶/ ۱۶۱، رقم/۹۲۶۸
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸/ ۶۵

(۲) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/ ۳۸۲-۳۸۳، رقم/۳۸۳۵

(۳) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/ ۳۸۱، رقم/۳۸۲۹

(۳) کسی کو ناحق قتل کرنے والا

ایک اور روایت میں **حضرت عبد اللہ بن عمرو** ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَطَّلِعُ اللهُ ﷻ إِلٰى خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا لِاثْنَيْنِ: مُشَاحِنٍ وَقَاتِلِ نَفْسٍ. (۱)

''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو اپنی مخلوق کی طرف نگاہِ التفات فرماتا ہے اور کینہ پرور اور قاتل کے سوا اپنے تمام بندوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔''

ہیثمی نے 'مجمع الزوائد' میں کہا ہے: اس کی سند میں ابن لھیعہ لین الحدیث ہے، باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔ (۲)

قتل شریعت میں قبیح ترین اور کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کی اس کی کیا مذمت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ط. (۳)

''جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد انگیزی (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا (یعنی اس نے حیاتِ انسانی کا اجتماعی نظام بچا لیا)۔''

یہ اسلام کی احترامِ انسانیت کے حوالے سے واضح تعلیمات ہیں۔ آج دنیا کے جمیع

---

(۱) أحمد بن حنبل، المسند، ۱۷۶/۲، رقم/۶۶۴۲

(۲) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶۵/۸

(۳) المائدة، ۳۲/۵

مذاہب کے ماننے والے اپنے ہم مذہبوں کے تحفظ اور احترام پر قانون بناتے اور اس پر عمل درآمد کرتے دکھائے دیتے ہیں مگر باقی مذاہب کے ماننے والوں کی جان کو یوں تحفظ کوئی فراہم نہیں کرتا، جبکہ اسلام واضح ترین انداز میں بغیر مسلم اور مومن کی قید لگائے محض 'انسانی جان' کی حرمت اور تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے قتل کو ساری انسانیت کے قتل کے برابر جرم قرار دیتا ہے۔ پھر کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ پُر امن اسلام اپنے ہی ماننے والوں میں سے کسی 'قاتل' کو تحفظ فراہم کر دے الّا یہ کہ وہ سچے دل سے تائب ہو۔

جب کہ آج مسلمان محض علاقائی، لسانی، گروہی، سیاسی اور نام نہاد مذہبی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو ناحق قتل کرتے پھر رہے ہیں اور آئے دن بوری بند لاشیں ملتی رہتی ہیں، مساجد اور مدارس میں نمازیوں پر گھات لگا کر فائرنگ کی جاتی ہے۔ سوچیں! اس سے رسول اللہ ﷺ کو کس قدر رنج ہوتا ہو گا، اور روضہ مبارک میں جب آپ ﷺ کے سامنے اُمت کے اعمال پیش کیے جاتے ہوں گے تو ان اعمال کو دیکھ کر آپ ﷺ کس قدر رنجیدہ خاطر ہوتے ہوں گے۔ مکہ کے کافر تو آپ ﷺ کو زندگی میں رنج پہنچاتے تھے آج اُمتی اپنے اعمالِ بد کے ذریعے آپ ﷺ کو روضہ اقدس میں بھی دکھ پہنچا رہے ہیں۔

حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ نَادٰى مُنَادٍ: هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ، فَلَا يَسْأَلُ أَحَدٌ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِي إِلَّا زَانِيَةٌ بِفَرْجِهَا أَوْ مُشْرِكٌ. (۱)

''جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: کوئی ہے بخشش چاہنے والا کہ میں اس کی بخشش کروں؟ کوئی ہے سوال کرنے والا کہ میں اسے عطا کر دوں؟ پھر کوئی شخص جو چیز بھی طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے سوائے عصمت فروش عورت اور مشرک شخص کے۔''

---

(۱) ۱۔ بیهقی، فضائل الأوقات/۱۲۶، رقم/۲۵
۲۔ بیهقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۳، رقم/۳۸۳۶

حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے:

حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے کسی کام سے حضرت عائشہ ﷺ کے حجرہ مبارک کی طرف بھیجا۔ میں نے ان سے عرض کیا: (امی جان!) جلدی کیجیے کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کے ساتھ شبِ برأت کے بارے گفتگو کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عائشہ ﷺ نے فرمایا: اے اُنیس! بیٹھ جاؤ میں تمہیں نصف شعبان کی شب کے بارے میں بتاتی ہوں کیونکہ اس رات رسول اللہ ﷺ میرے ہاں قیام فرما تھے۔

طویل حدیث میں حضرت عائشہ ﷺ بیان فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے (اُس رات مجھ سے) فرمایا:

يَا حُمَيْرَاءُ، أَمَا تَعْلَمِيْنَ أَنَّ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ؟ إِنَّ لِلّٰهِ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ عُتَقَاءَ مِنَ النَّارِ بِقَدْرِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَمَا بَالُ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنْ فِي الْعَرَبِ قَبِيْلَةُ قَوْمٍ أَكْبَرُ غَنَمًا مِنْهُمْ، لَا أَقُوْلُ سِتَّةُ نَفَرٍ: مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا عَاقٌّ لِوَالِدَيْهِ، وَلَا مُصِرٌّ عَلٰى زِنًا، وَلَا مُصَارِمٌ، وَلَا مُصَوِّرٌ، وَلَا قَتَّاتٌ. (۱)

''اے حمیراء! کیا تو جانتی ہے کہ یہ رات شعبان کی پندرہویں رات ہے، اس رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کا کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عرب میں کسی قبیلہ کے پاس ان کی بکریوں سے زیادہ تعداد میں بکریاں نہیں ہیں۔ تاہم چھ لوگوں کے لیے (میں بخشش کی یہ خوشخبری) نہیں دے رہا: شرابی، والدین کے نافرمان، بدکاری پر اصرار کرنے والے، قطع تعلق کرنے والے، مصور (بت تراش) اور چغل خور۔''

---

(۱) بیہقی، فضائل الأوقات/۱۲۹، رقم/۲۷

مذکورہ احادیث مبارکہ میں درج ذیل لوگوں کا ذکر ہوا کہ توبہ کیے بغیر جن کی مغفرت کی تردید کی گئی۔

(۴) شراب نوشی کرنے والا

شراب کو اسلام میں اُم الخبائث قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شراب اور جوئے میں بہت بڑا گناہ ہے۔ شراب نوشی اور جوا ایسے عمل ہیں کہ جن کے ذریعے شیطان تمہارے دماغوں پر تسلط حاصل کر لیتا ہے، پھر شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور کینہ ڈال کر تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتا اور معاشرہ میں شر انگیزی کے کاموں پر اُبھارتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی کو شیطانی اور پلید اَعمال میں شمار کرتے ہوئے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○[1]

’’اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوأ اور (عبادت کے لیے) نصب کیے گئے بُت اور (قسمت معلوم کرنے کے لیے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سوتم ان سے (کلیتًا) پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ○‘‘

امام مسلم بیان فرماتے ہیں: ایک شخص جیشان سے آیا، جیشان یمن کا ایک شہر ہے اس نے حضور نبی اکرم ﷺ سے اپنے علاقہ کے ایک مشروب کے متعلق سوال کیا جس کو جوار سے بنایا جاتا تھا، اس کا نام مزر تھا، حضور نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا وہ نشہ آور ہے؟ اس نے عرض کیا: جی! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ إِنَّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ

---

(۱) المائدة، ۵/۹۰

يَسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ. (۱)

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ عہد کرلیا ہے کہ جو شخص نشہ آور مشروب پیئے گا اس کو طینۃ الخبال پلائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہنمیوں کا پسینہ یا فرمایا: جہنمیوں (کی آلائشوں) کا نچوڑ۔''

(۵) والدین کا نافرمان

شب برأت میں مسلمان جن گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت سے محروم رہتے ہیں، ان گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر والدین کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت اور تاکید فرمائی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ط حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً لا قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ط اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ (۲)

''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا اور اسے تکلیف کے ساتھ جنا،

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر، ۳/۱۵۸۷، رقم/۲۰۰۲

(۲) الأحقاف، ۴۶/۱۵

اور اس کا (پیٹ میں) اٹھانا اور اسکا دودھ چھڑانا (یعنی زمانۂ حمل و رضاعت) تیس ماہ (پر مشتمل) ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور (پھر) چالیس سال (کی پختہ عمر) کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمایا ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک اعمال کروں جن سے تو راضی ہو اور میرے لیے میری اولاد میں نیکی اور خیر رکھ دے۔ بے شک میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں:

''میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین سے حسن سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔''(۱)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون شخص ہے؟ فرمایا:

مَنْ أَدْرَکَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْکِبَرِ، أَحَدَهُمَا أَوْ کِلَيْهِمَا، فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ.(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب الأدب، باب البر والصلة، ۲۲۷/۵، رقم/۵۶۲۵

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ۸۹/۱، رقم/۸۵

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب رغم أنف من أدرك أبويه أو أحدهما عند الكبر فلم يدخل الجنة، ۱۹۷۸/۴، رقم/۲۵۵۱

''جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہیں ہوا۔''

حضرت سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوْبٰى لَهٗ، زَادَ اللهُ فِي عُمُرِهٖ. (۱)

''جس نے والدین کے ساتھ نیکی کی اس کے لیے خوشخبری ہے، اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔''

حضرت جاہمہ ﷺ روایت کرتے ہیں:

''میں جہاد کا مشورہ لینے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں (زندہ ہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہی کے ساتھ رہو کہ جنت ان دونوں کے پاؤں تلے ہے۔''(۲)

(۶) عادی زانی

چھٹا بڑا گناہ جو شبِ برأت میں مغفرت سے مانع ہے زنا کرنا ہے اور اس سے توبہ نہ کرنے والے لوگوں کی بھی اس رات مغفرت نہیں ہوتی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے زنا کو بے حیائی کا کام اور بہت برا راستہ قرار دیا۔ فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِيْلًا ○ (۳)

''اور تم زنا (بدکاری) کے قریب بھی مت جانا بے شک یہ بے حیائی کا کام ہے اور

(۱) حاکم، المستدرک، ۱۷۰/۴، رقم/۷۲۵۷۔ امام حاکم فرماتے ہیں: اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔
(۲) نسائی، السنن، ۱۱/۶، رقم/۳۱۰۴
(۳) الإسراء، ۳۲/۱۷

بہت ہی بری راہ ہے○‘‘

زنا ایک ایسا عمل ہے کہ جس سے معاشرہ اجتماعی لحاظ سے بے راہ روی، فتنہ وفساد اور قتل و غارت گری کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ انسانوں کو ہر وقت اپنی عزت اور جان کے تحفظ کی فکر لاحق رہتی ہے۔ ایسا معاشرہ جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

(۷) قطع رحمی کرنے والا

جن گناہوں کی وجہ سے مسلمان شب برأت میں دعا کے قبول ہونے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ان گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ○ (۱)

’’(یہ نافرمان وہ لوگ ہیں) جو اللہ کے عہد کو اس سے پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں، اور اس (تعلق) کو کاٹتے ہیں جس کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد بپا کرتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں○‘‘

حضرت جبیر بن مطعم ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ. (۲)

’’قطع رحم کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔‘‘

حضرت ابوہریرہ ﷺ روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

---

(۱) البقرة، ۲/۲۷

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب إثم القاطع، ۵/۲۲۳۱، رقم/۵۶۳۸

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.[1]

’’جس شخص کو اس سے خوشی ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور اس کی عمر دراز کی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے (رشتہ داروں سے میل جول اور ملاپ رکھے)۔‘‘

(۸) مجسمہ سازی کرنے یا پرستش اور احترام کے لیے تصویریں بنانے والا

جن گناہوں کی وجہ سے مسلمان شب برأت میں دعا کے قبول ہونے سے محروم ہو جاتے ہیں ان میں سے ایک بڑا گناہ تصویریں اور مجسمے بنانا بھی ہے۔ علماء کرام نے لکھا کہ اس سے مراد پوجنے کے لیے تصویریں اور مجسمے بنانا اور ان کا احترام کرنا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے طاق پر ایک تصویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اس پردہ کو دیکھا تو اس کو پھاڑ ڈالا اور ناراضگی و ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نے اس پردہ کو کاٹ دیا اور اس کے ایک یا دو تکیے بنا دیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

’’ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ کسی جہاد میں تشریف لے گئے، میں نے ایک باتصویر پردہ لے کر دروازہ پر لٹکا دیا، جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے وہ پردہ دیکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے آثار ہیں۔ آپ ﷺ نے اس پردہ کو کھینچ کر پھاڑ دیا یا کاٹ دیا اور فرمایا:

إِنَّ اللهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ.[2]

---

(۱) بخاری، الصحیح، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق بصلة الرحم، ۲۲۳۲/۵، رقم/۵۶۳۹ - ۵۶۴۰

(۲) مسلم، الصحیح، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ۱۶۶۶/۳، رقم/۲۱۰۷

’’اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنائیں۔‘‘

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ’’ہم نے اس کپڑے کو کاٹ کر دو تکیے بنالیے اور ان میں کھجوروں کی چھال بھردی، آپ ﷺ نے اس پر مجھ سے کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔‘‘

(۹) چغلی کھانے والا

جن گناہوں کی وجہ سے مسلمان شب برأت میں دعا کے قبول ہونے سے محروم ہو جاتے ہیں ان گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ چغلی کھانا ہے۔

غیبت اور چغلی میں فرق ہے، کسی مسلمان کو رسوا کرنے کے لیے اس کے پس پشت اس کا عیب بیان کرنا غیبت ہے اور دو مسلمانوں میں فساد ڈالنے یا ان کو لڑانے کے لیے ایک کی بات دوسرے تک پہنچانا چغلی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيمٍ o(۱)

’’(جو) طعنہ زَن، عیب جُو (ہے اور) لوگوں میں فساد انگیزی کے لیے چغل خوری کرتا پھرتا ہے۔‘‘

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَلا أُخبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: الَّذِيْنَ إِذَا رُؤُوْا، ذُكِرَ اللهُ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ: أَلا أُخبِرُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ اَلْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ، الْمُفْسِدُوْنَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ، الْبَاغُوْنَ لِلْبُرَآءِ الْعَنَتَ.(۲)

’’کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے اچھے لوگ کون ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(۱) القلم، ۶۸/۱۱

(۲) أحمد بن حنبل، المسند، ۶/۴۵۹، رقم/۲۷۶۴۰

نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب یہ دکھائی دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یاد آ جاتا ہے، پھر فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے بُرے لوگ کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں اور محبت کرنے والوں میں فساد ڈالتے ہیں اور بے قصور لوگوں کے خلاف غم وغصہ پیدا کرتے ہیں۔‘‘

اسی طرح حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ. (۱)

’’چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔‘‘

۱۰۔ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

مذکورہ اعمالِ سیئہ کے ارتکاب کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بندہ اِن ہی ظلمات میں بڑھتا رہے اور اپنے رب سے مایوس ہو جائے بلکہ وہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو اور توبہ کا خواستگار ہو۔ اس کی رحمت اور مغفرت کے دروازے ہر دَم کھلے ہیں:

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْٓا لا اِنَّ رَبَّکَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌo (۲)

’’پھر بے شک آپ کا رب ان لوگوں کے لیے جنہوں نے نادانی سے غلطیاں کیں پھر اس کے بعد تائب ہوگئے اور (اپنی) حالت درست کر لی تو بے شک آپ کا رب اس کے بعد بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہےo‘‘

رحمۃً للعالمین، رؤف و رحیم نبی کریم ﷺ نے تو سچے دل سے توبہ کرنے والے بندے

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، بيان غلظ تحريم النميمة، ۱/۱۰۱، رقم/۱۰۵

(۲) النحل، ۱۶/۱۱۹

کو امید دلائی کہ فرمایا:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ.(۱)

''(سچے دل سے) گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔''

لہٰذا شبِ برأت میں گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کو بھی رَب کی رحمت، کرم اور بخشش کے خزانوں سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ وہ عجز و نیاز سے اپنے خالق و مالک کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے تائب ہوں تو وہ بھی ان خزانوں سے اپنی جھولیاں بھر سکتے ہیں۔

۱۱۔ شبِ برأت میں حضور نبی اکرم ﷺ کے معمولاتِ مبارکہ

اس مقدس رات میں حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ کثرت سے مناجات کرتے، بارگاہِ الٰہی میں گریہ کناں ہوتے، رات بھر قیام فرماتے، قبرستان تشریف لے جاتے اور امت کے لیے اِستغفار فرماتے اور دن میں روزہ رکھتے۔ ذیل میں احادیث نبوی کی روشنی میں مختصراً جائزہ لیا جاتا ہے۔

(۱) بارگاہِ الٰہی میں کثرتِ دعا کرنا اور گریہ کناں ہونا ایک عظیم سنت

اس رات میں حضور نبی اکرم ﷺ کثرت سے دعائیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ کناں ہوتے تھے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

''ایک دفعہ شعبان کی پندرھویں رات میرے ہاں قیام کی باری تھی اور رسول اللہ ﷺ میرے ہاں قیام فرما تھے۔ جب آدھی رات کا وقت ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ۱۴۱۹/۲، رقم/۴۲۵۰

موجود نہ پایا۔ میں اپنی چادر میں لپٹی، اور بخدا! میری وہ چادر نہ اون اور ریشم کی تھی، نہ روئی، دیباج اور کائی کی، ان سے عرض کیا گیا: اُم المومنین! وہ کس چیز کی بنی ہوئی تھی؟ آپ نے فرمایا: اس کا تانا بالوں کا اور اس کا بانا اونٹ کی اُون کا تھا۔ (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے) فرماتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو ازواجِ مطہرات کے حجروں میں تلاش کیا تو آپ ﷺ کو نہ پایا، پھر میں اپنے حجرے میں لوٹ آئی تو دیکھا کہ آپ ﷺ (اس طرح تواضع کے ساتھ سجدے میں ہیں) گویا کپڑا پڑا ہوا ہے، اور آپ ﷺ اپنے سجدے میں یہ دعا کر رہے تھے:

﴿سَجَدَ لَکَ خَيَالِي وَسَوَادِي، وَآمَنَ بِکَ فُؤَادِي، فَهٰذِهٖ يَدِي وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِي، يَا عَظِيْمُ، يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ، يَا عَظِيْمُ، اغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ﴾

''(اے اللہ!) میرے خیال اور باطن نے تجھے سجدہ کیا، تجھ پر میرا دل ایمان لایا، یہ میرا ہاتھ ہے اور میں نے اس کے ذریعے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا، اے عظیم! ہر عظیم سے امید باندھی جاتی ہے، اے عظیم! بڑے گناہوں کو بخش دے۔ میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کی تخلیق کی اور اس کی سمع و بصر کی قوتوں کو جدا جدا بنایا۔''

آپ ﷺ نے اپنا سرِ انور اٹھایا اور دوبارہ سجدے میں گر گئے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کرنے لگے:

﴿أَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ، وَأَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْکَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِکَ، أَقُوْلُ كَمَا قَالَ أَخِي دَاوُدُ، أَعْفُرُ وَجْهِي فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِي، وَحَقٌّ لَهٗ أَنْ يُسْجَدَ﴾

''(اے اللہ!) میں تیری رضا کے ذریعے تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تیرے عفو

کے ذریعے تیرے قہر سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیرے ذریعے تجھ ہی سے (یعنی تیری پکڑ سے) پناہ مانگتا ہوں، میں اس طرح تیری ثنا کا حق ادا نہیں کر سکتا جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے، میں ویسا ہی کہتا ہوں جیسے میرے بھائی حضرت داؤد نے کہا، میں اپنا چہرہ اپنے مالک کے سامنے خاک آلود کرتا ہوں اور وہ حق دار ہے کہ اس کو سجدہ کیا جائے۔''

پھر آپ ﷺ نے اپنا سرِ انور اٹھایا اور (بارگاہِ الٰہی میں) عرض کیا:

﴿اَللّٰهُمَّ، ارْزُقْنِي قَلْبًا تَقِيًّا مِنَ الشَّرِّ نَقِيًّا لَا جَافِيًا وَلَا شَقِيًّا﴾ (۱)

''اے اللہ! مجھے ایسا دل عطا فرما جو ہر شر سے پاک، صاف ہو، نہ بے وفا ہو اور نہ بدبخت ہو۔''

(پھر فرمایا:) یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ پرور کے سوا اپنے تمام بندوں کو بخش دیتا ہے۔

امام بیہقی نے 'شعب الایمان' میں **حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا سے طویل حدیث مبارکہ بیان کی:

''حضور نبی اکرم ﷺ رات کے کسی حصے میں اچانک ان کے پاس سے اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے گئی تو میں نے آپ ﷺ کو جنت البقیع میں مسلمان مردوں، عورتوں اور شہداء کے لیے اِستغفار کرتے ہوئے پایا، تو میں واپس آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمام صورتحال بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی جبریل میرے پاس آئے اور کہا: آج شعبان کی پندرہویں رات ہے اور اس رات اللہ تعالیٰ

---

(۱) ۱۔ بیهقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۵، رقم/۳۸۳۸

۲۔ بیهقی، فضائل الأوقات/۱۲۹

قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے مگر مشرکین، دل میں بغض رکھنے والوں، رشتہ داریاں ختم کرنے والوں، تکبر سے پائنچے لٹکانے والوں، والدین کے نافرمان اور عادی شرابی کی طرف اللہ تعالیٰ اس رات بھی توجہ نہیں فرماتا (جب تک کہ وہ خلوص دل سے توبہ نہ کرلیں)۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نماز میں کھڑے ہو گئے۔ قیام کے بعد حضور ﷺ نے ایک طویل سجدہ کیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: مجھے گمان ہوا کہ حالت سجدہ میں آپ ﷺ کا وصال ہوگیا ہے۔ میں پریشان ہوگئی اور میں نے آپ ﷺ کے مبارک تلووں کو چھوا اور ان پر ہاتھ رکھا تو کچھ حرکت معلوم ہوئی اس پر مجھے خوشی ہوئی۔ اس وقت حالت سجدہ میں حضور ﷺ یہ دعا پڑھ رہے تھے:

﴿أَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَأَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ جَلَّ وَجْهُکَ لَا أُحْصِي ثَنَآءً عَلَیْکَ أَنْتَ کَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ﴾ (۱)

’اے اللہ میں تیرے عفو کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں، تیری رضا کے ساتھ تیرے غضب سے پناہ چاہتا ہوں اور تیرے کرم کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں کماحقہ تیری تعریف نہیں بیان کرسکتا تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔‘

صبح جب حضرت عائشہ نے حضور ﷺ سے ان دعاؤں کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ دعائیں خود بھی یاد کرلو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ مجھے جبریل نے (اپنے ربّ کی طرف سے) یہ کلمات سکھائے ہیں اور انہیں حالت سجدہ میں بار بار پڑھنے کو کہا ہے۔‘‘

(۱) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۳-۳۸۵، رقم/۳۸۳۷

(۲) شبِ برأت میں جاگنے اور دن میں روزہ رکھنے کا عمل سنتِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا، فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ، أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ، أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ، أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ.(۱)

''جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتو اس رات کو قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات سورج غروب ہوتے ہی (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے: کیا کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا نہیں کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی مجھ سے رزق طلب کرنے والا نہیں کہ میں اسے رزق دوں؟ کیا کوئی مبتلائے مصیبت نہیں کہ میں اُسے عافیت عطا کر دوں؟ کیا کوئی ایسا نہیں؟ کوئی ایسا نہیں؟ (اسی طرح ارشاد ہوتا رہتا ہے) یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: شعبان کی پندرہویں رات رسول اللہ ﷺ میرے ہاں قیام فرما تھے۔ جب آدھی رات کا وقت ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو موجود نہ پایا۔ میں نے آپ ﷺ کو بقیع کے قبرستان میں موجود پایا۔ آگے طویل روایت ہے جس میں بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ۱/۴۴۴، رقم/۱۳۸۸

۲۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۳/۳۷۸-۳۷۹، رقم/۳۸۲۲

يَا عَائِشَةُ، تَأْذَنِيْنَ لِي فِي قِيَامِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ بِأَبِي وَأُمِّي. فَقَامَ فَسَجَدَ لَيْلاً طَوِيْلًا حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ قُبِضَ فَقُمْتُ الْتَمَسْتُهُ وَوَضَعْتُ يَدِي عَلٰى بَاطِنِ قَدَمَيْهِ فَتَحَرَّكَ فَفَرِحْتُ.(۱)

’’اے عائشہ! کیا آج کی رات تم مجھے عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو؟ تو میں نے عرض کیا: جی ہاں، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ تو آپ ﷺ نماز ادا فرمانے لگے، پس اتنا طویل سجدہ ادا فرمایا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ آپ ﷺ کا (حالتِ سجدہ میں) وصال ہو گیا ہے، لہٰذا میں (پریشانی سے) معلوم کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور میں نے ہاتھ سے آپ ﷺ کے قدم مبارک کو چھوا تو اس میں حرکت ہوئی جس سے میں خوش ہو گئی۔‘‘

اس حدیث مبارکہ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حقوق العباد کو کتنی اہمیت دی گئی ہے کہ اتنی مقدس رات بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ﷺ قیام اللیل اور نفلی عبادت کے لیے اپنی زوجہ محترمہ سے اخلاقی طور پر اجازت لیتے ہیں کیوں کہ اس رات اُن کے حجرہ مبارک میں قیام کی باری تھی۔

حضرت معاذ بن جبل ﷺ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَحْيَا اللَّيَالِيَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ: لَيْلَةَ التَّرْوِيَةِ، وَلَيْلَةَ عَرَفَةَ، وَلَيْلَةَ النَّحْرِ، وَلَيْلَةَ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ.(۲)

’’جس نے پانچ راتوں کو (عبادت کر کے) زندہ رکھا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ (۱) آٹھویں ذی الحجہ کی رات (۲) نویں ذی الحجہ کی رات (عید الاضحیٰ کی

(۱) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۴، رقم/ ۳۸۳۷
(۲) منذری، الترغیب والترھیب، ۲/۹۸، رقم/۱۶۵۶

رات (۴) عید الفطر کی رات (۵) پندرہ شعبان کی رات۔‘‘

حضرت ابو اُمامہ الباہلی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَمْسُ لَيَالٍ لَا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدَّعْوَةُ: أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَلَيْلَةُ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ النَّحْرِ. (۱)

’’پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں ہوتی: رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات، جمعہ کی رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔‘‘

حضرت علی المرتضیٰ، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ اور حضرت معاذ بن جبل ﷺ وغیرہم صحابہ کرام سے مروی مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت اور امر سے اس رات عبادت کرنا اور دعائیں مانگنا ثابت ہے اور جب حضور نبی اکرم ﷺ ماہِ شعبان میں رمضان کے علاوہ باقی تمام مہینوں سے بڑھ کر عبادت کرتے تھے، تو شبِ برأت کو اس سے کس طرح خارج کیا جا سکتا ہے؟ بلکہ یہ رات تو دوسری عام راتوں کی نسبت عبادت کی زیادہ مستحق ہے۔

(۳) پندرہویں شعبان کی رات قبرستان جانا سنتِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ فرماتی ہیں:

فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَيْلَةً فَخَرَجْتُ، فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ، فَقَالَ: أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ أَنْ يَحِيْفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ

---

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۱۰/۴۰۸
۲۔ ديلمی، مسند الفردوس، ۲/۱۹۶، رقم/۲۹۷۵
۳۔ ابن جوزی، التبصرة، ۲/۶۲

مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ.(۱)

''ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (خواب گاہ میں) نہ پایا تو میں (آپ ﷺ کی تلاش میں) نکلی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ جنت البقیع (کے قبرستان) میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ نا انصافی کریں گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے سوچا شاید آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات کو (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔''

اس حدیث مبارکہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

۱۔ امام ترمذی کا پندرہ شعبان کی شب (جسے ہم شبِ برأت کہتے ہیں) کے عنوان سے پورا باب قائم کر کے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی اکرم ﷺ کی اس سنت کو روایت کرنا کہ شبِ برأت کو اُٹھ کر عبادت کرنا، ذکر اِستغفار کرنا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ کہ بطورِ خاص صرف عبادت نہیں کی بلکہ اس رات حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع بھی تشریف لے گئے۔

(۴) اس رات والدین، رشتہ داروں اور تمام مسلمانوں کے لیے اِستغفار اور بخشش کی دعا کرنا

برأت کے معنی نجات کے ہیں، شبِ برأت کا معنی ہے: ''گناہوں سے نجات کی رات''۔ گناہوں سے نجات توبہ سے ہوتی ہے، سو اس رات میں اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ توبہ اور استغفار کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس رات میں اپنے گناہوں پر بھی توبہ کریں اور

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان، ۳/۱۱۶، رقم/۷۳۹

اپنے والدین اساتذہ و رشتہ داروں کے لیے بھی اِستغفار کریں۔ یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی طویل حدیث مبارکہ بیان ہو چکی جس میں آپ نے بیان فرمایا:

''حضور نبی اکرم ﷺ رات کے کسی حصے میں اچانک ان کے پاس سے اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے۔

فَخَرَجْتُ أَتْبَعُهُ فَأَدْرَكْتُهُ بِالْبَقِيْعِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ يَسْتَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالشُّهَدَاءِ. (۱)

''میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے گئی تو میں نے آپ ﷺ کو جنت البقیع میں مؤمن مردوں، عورتوں اور شہداء کے لیے اِستغفار کرتے پایا۔''

اسی طرح علاء بن حارث سے روایت ہے کہ **حضرت عائشہ** رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

أَتَدْرِي أَيَّ لَيْلَةٍ هٰذِهِ؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هٰذِهِ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَطَّلِعُ عَلٰى عِبَادِهِ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِيْنَ، وَيَرْحَمُ الْمُسْتَرْحِمِيْنَ، وَيُؤَخِّرُ أَهْلَ الْحِقْدِ كَمَا هُمْ. (۲)

''(اے عائشہ!) کیا تو جانتی ہے یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، بے شک اللہ تعالیٰ اس رات اپنے بندوں پہ نگاہِ التفات فرماتا ہے، پس وہ اِستغفار

---

(۱) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۳-۳۸۵، رقم/۳۸۳۷

(۲) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۲-۳۸۳، رقم/۳۸۳۵

کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے، اور حسد کرنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے (ان کی بخشش نہیں فرماتا)۔‘‘

شبِ برأت کے علاوہ عام دنوں میں بھی کثرت سے اِستغفار کرنا حضور نبی اکرم ﷺ کے معمولات میں سے تھا اور آپ ﷺ صحابہ کرام ﷺ کو بھی اِستغفار کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عثمان بن عفان ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب کسی میت کی تدفین سے فارغ ہو جاتے تو اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے:

اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ وَسَلُوا لَهُ التَّثْبِيْتَ، فَإِنَّهُ الآنَ يُسْأَلُ.

’’اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو اور (اللہ تعالیٰ سے) اس کے لیے (پوچھے جانے والے سوالات میں) ثابت قدمی کی التجا کرو، کیونکہ اب اس سے سوال کیے جائیں گے۔‘‘(۱)

ملا علی قاری اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

’’حافظ ابن حجر عسقلانی کا کہنا ہے کہ اِس روایت میں میت کو دفن کر چکنے کے بعد تلقین کرنے کی طرف اشارہ ہے اور ہمارے مذہب (اَہل سنت و جماعت) کے مطابق یہ معتمد سنت ہے، بخلاف اُس شخص کے جس نے یہ گمان کیا کہ یہ بدعت (سیئہ) ہے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اس ضمن میں واضح حدیث بھی موجود

---

(۱) ۱۔ أبو داود، السنن، كتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الإنصراف، ۲۱۵/۳، رقم/۳۲۲۱
۲۔ بزار، المسند، ۹۱/۲، رقم/۴۴۵
۳۔ حاكم، المستدرك، ۵۲۶/۱، رقم/۱۳۷۲۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔
۴۔ مقدسي، الأحاديث المختارة، ۵۲۲/۱، رقم/۳۷۸۔ امام مقدسی نے فرمایا: اِس کی اسناد حسن ہے۔

ہے جس پر فضائل کے باب میں بالاتفاق نہ صرف عمل کیا جاسکتا ہے بلکہ وہ اتنے شواہد سے مضبوط ہے کہ وہ درجہ حسن تک جا پہنچی ہے۔‘‘(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ، أَنّٰى لِي هٰذِهِ؟ فَيَقُوْلُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ. (۲)

’’اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کا جنت میں درجہ بلند فرماتا ہے، تو وہ عرض کرتا ہے: اے میرے ربّ! مجھے یہ درجہ کہاں سے ملا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے بیٹے نے تیرے لیے اِستغفار کیا ہے (یہ اِسی استغفار کے سبب ہے)۔‘‘

ایک روایت میں **حضرت ابو سعید خدری** رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’روزِ قیامت ایک شخص کو پہاڑوں جتنی نیکیاں ملیں گی وہ (حیران ہوکر) پوچھے گا: یہ کہاں سے آئیں؟ اُسے بتایا جائے گا: تیرے بیٹے کا تیرے لیے مغفرت کی دعا کرنا اِس کا سبب ہے۔‘‘(۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ملا علی القاری، مرقاة المفاتيح، ۱/۳۲۷

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲/۵۰۹، رقم/۱۰۶۱۸

۲۔ ابن ماجه، کتاب الأدب، باب بر الوالدين، ۲/۱۲۰۷، رقم/۳۶۶۰

۳۔ بخاری، الأدب المفرد/۲۸، الرقم/۳۶

۴۔ کنانی، مصباح الزجاجة، ۴/۹۸، رقم/۱۲۷۹۔ فرمایا: یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(۳) ۱۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰/۲۱۰

۲۔ سیوطی، شرح الصدور/۲۹۶، رقم/۲۰

''قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی طرح ہے جو اپنے ماں باپ، بھائی یا کسی دوست کی دعا کا منتظر رہتا ہے۔ جب اُسے دعا پہنچتی ہے تو اُسے دنیا جہاں کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ بے شک اہلِ دنیا کی دعا سے اللہ تعالیٰ اہلِ قبور کو پہاڑوں کے برابر اجر عطا فرماتا ہے۔''

وَإِنَّ هَدِيَّةَ الأَحْيَاءِ لِـلأَمْوَاتِ: الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ، وَالصَّدَقَةُ عَنْهُمْ. (۱)

''مُردوں کے لیے زندوں کی طرف سے بہترین تحفہ اُن کے لیے استغفار اور صدقہ کرنا ہے۔''

امام ابن ابی العز الدمشقی (م۷۹۲ھ) شرح عقیدہ طحاویہ میں فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ الْأَمْوَاتَ يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ سَعْيِ الْأَحْيَاءِ بِأَمْرَيْنِ: أَحَدُهُمَا: مَا تَسَبَّبَ إِلَيْهِ الْمَيِّتُ فِي حَيَاتِهِ، وَالثَّانِي: دُعَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاسْتِغْفَارُهُمْ لَهُ، وَالصَّدَقَةُ وَالْحَجُّ. (۲)

''اہلِ سنت اس بات پر متفق ہیں کہ مردہ لوگ زندوں کی طرف سے کیے گئے عمل سے دو اُمور میں نفع حاصل کرتے ہیں: ان دو میں سے ایک یہ کہ میت نے اپنی حیات میں کوئی عمل کیا ہو (جیسے صدقہ وغیرہ) اور دوسرا مسلمانوں کا ان کے لیے دعا و استغفار کرنا، صدقہ و خیرات کرنا اور حج کرنا۔''

علامہ ابن تیمیہ نے 'مجموع الفتاوی، ۷/۴۹۸-۴۹۹' میں قرآن و سنت کی نصوصِ قطعیہ سے گناہوں کی بخشش کے دس اَسباب بیان کیے ہیں۔ اُنہوں نے چوتھا اور پانچواں سبب اِیصالِ ثواب کو قرار دیا ہے۔ پانچواں سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۶/۲۰۳، رقم/۷۹۰۵
۲۔ دیلمی، مسند الفردوس، ۴/۱۰۳، رقم/۶۳۲۳
۳۔ خطیب تبریزی، مشکاۃ المصابیح، ۲/۷۲۸، رقم/۲۳۵۵
(۲) ابن أبی العز الدمشقی، شرح العقیدۃ الطحاویۃ/۳۴۵-۳۴۶

مَا يُعْمَلُ لِلْمَيِّتِ مِنْ أَعْمَالِ الْبِرِّ، كَالصَّدَقَةِ وَنَحْوِهَا، فَإِنَّ هٰذَا يُنْتَفَعُ بِهٖ بِنُصُوْصِ السُّنَّةِ الصَّحِيْحَةِ الصَّرِيْحَةِ، وَاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ وَكَذٰلِكَ الْعِتْقِ، وَالْحَجِّ، بَلْ قَدْ ثَبَتَ عِنْدَهٗ فِي الصَّحِيْحَيْنِ أَنَّهٗ قَالَ: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ. وَثَبَتَ مِثْلُ ذٰلِكَ فِي الصَّحِيْحِ مِنْ صَوْمِ النَّذْرِ مِنَ الْوُجُوْهِ الْأُخْرٰى، وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يُعَارَضَ هٰذَا بِقَوْلِهٖ: ﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ [النجم، ٥٣: ٣٩] لِوَجْهَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: أَنَّهٗ قَدْ ثَبَتَ بِالنُّصُوْصِ الْمُتَوَاتِرَةِ وَإِجْمَاعِ سَلَفِ الْأُمَّةِ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَنْتَفِعُ بِمَا لَيْسَ مِنْ سَعْيِهٖ، كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ، وَاسْتِغْفَارِهِمْ لَهٗ، كَمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ [غافر، ٤٠: ٧]. وَدُعَاءُ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَاسْتِغْفَارُهُمْ، وَكَدُعَاءِ الْمُصَلِّيْنَ لِلْمَيِّتِ، وَلِمَنْ زَارُوْا قَبْرَهٗ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ.(1)

’’(گناہوں کی بخشش کا) پانچواں سبب وہ نیک اعمال ہیں جو میت کے لیے کیے جاتے ہیں۔ جیسے صدقہ اور اس طرح کے اعمال۔ پس یہ بات سنت صحیحہ صریحہ کی نصوص سے ثابت ہے کہ میت کو ان اعمال کا فائدہ ہوتا ہے اور اس پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے اور اسی طرح (میت کی طرف سے) غلام آزاد کرنے اور حج کرنے کا فائدہ (بھی میت کو پہنچتا) ہے۔ بلکہ یہ حضور نبی اکرم ﷺ سے صحیحین میں ثابت شدہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جو کوئی فوت ہو جائے اور اس پر (ماہِ رمضان کے) روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے ادا کرے۔‘‘ اِسی طرح کا حکم الصحیح میں دیگر قرائن کی بنا پر منت کے روزوں سے بھی ثابت ہے۔ پس (یہ تمام تفاصیل جان لینے کے بعد) یہ کہنا جائز نہیں کہ اس کا اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَاَنْ لَّيْسَ

(۱) ابن تيمية، مجموع الفتاوى، ۷/۴۹۸-۴۹۹

لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ ''اور یہ کہ انسان کو (عدل میں) وہی کچھ ملے گا جس کی اُس نے کوشش کی ہوگی'' کے ساتھ کوئی تعارض ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ بے شک یہ بات نصوص متواترہ اور ائمہ سلف کے اِجماع سے ثابت ہے کہ مؤمن کو اس عمل سے بھی فائدہ ملتا ہے جس کے لیے اُس نے کوئی کوشش نہ کی ہو، جیسا کہ ملائکہ کی دعا اور ان کا مومن بندے کے حق میں اِستغفار کرنا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اُس کے اِرد گرد ہیں وہ (سب) اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اہلِ ایمان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔﴾ اور اِسی طرح نبیوں اور مؤمنین کی دعائیں اور ان کا اِستغفار کرنا، نماز پڑھنے والوں کا میت کے لیے دعا کرنا، اور قبروں پر جانے والوں کا صاحبِ قبر کے لیے دعا کرنا (بھی مغفرت کے اسباب میں سے ہے)۔''(۱)

شعبان کی پندرھویں شب کے بارے میں وارد ہونے والی اَحادیث مبارکہ کے مطالعہ سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ اس مقدس رات قبرستان جانا، کثرت سے اِستغفار کرنا، شب بیداری اور کثرت سے نوافل ادا کرنا اور اس دن روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کے معمولاتِ مبارکہ میں سے تھا۔

۱۲۔ شبِ برأت میں ہونے والی بدعات وخرافات

شبِ برأت میں یوں تو بہت سی بدعات و رسومات کی جاتی ہیں ہم یہاں صرف ان بدعات و رسومات کا ذکر کریں گے جو نہایت پابندی اور اہتمام کے ساتھ کی جاتی ہیں۔ اور ان سے قطعی طور پر ہر صورت میں اجتناب برتنا چاہیے۔

(۱) نوٹ: اس موضوع پر تفصیل سے مطالعہ کے لیے شیخ الاسلام مدظلہ العالی کی کتب 'الرحمات فی ایصال الثواب اِلی الاَموات' اور 'اِیصالِ ثواب اور اس کی شرعی حیثیت' کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱) آتش بازی کرنا

شبِ برات کے موقع پر مسلمان لاکھوں روپے آتش بازی کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ آتش بازی کی رسم میں ایک تو بے جا مال ضائع کیا جاتا ہے۔ جو اسراف کی مد میں آتا ہے، شریعت نے اسراف کو ناجائز اور حرام قرار دے کر اسراف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔

لہٰذا جو لوگ آتش بازی کرتے ہیں وہ اپنا مال بھی ضائع کرتے ہیں اور الٹا گناہ بھی اپنے سر مول لیتے ہیں۔ دوسرے آتش بازی اپنی جان، اپنے بچوں کی جان اور اڑوس پڑوس کے لوگوں کی جان کے لیے خطرہ کا سبب بھی ہے، ہر سال اخبارات میں آتش بازی سے ہونے والے جانی و مالی نقصان کی خبریں چھپتی رہتی ہیں۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اتنی مقدس رات میں لوگ بیکار مشغلہ میں اپنی جان و مال کو برباد کرتے ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ خود بھی اس رسمِ بد سے بچیں اور اپنے بچوں کو بھی اس سے منع کریں، انہیں بتلائیں کے اس عملِ بد سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔ جان لیں! شب برأت میں آتش بازی بنانا، بیچنا، خریدنا، خریدوانا، چلانا اور چلوانا سب حرام ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس فضول اور بیکار رسم سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچائیں۔

(۲) قبروں کے اُوپر چراغ، موم بتیاں اور اگر بتیاں جلانا

شب برأت کی رات قبرستان جانا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے، لہٰذا قبرستان جانا جائز و مستحب عمل ہے لیکن بعض لوگ قبروں کے اوپر چراغ، اگر بتیاں اور موم بتیاں جلاتے ہیں۔ یہ جائز نہیں ہے اور اگر ضرورتاً جلانا پڑ جائے جیسے تلاوت قرآن وغیرہ کے لیے روشنی درکار ہو یا خوشبو کے لیے تو چاہیے کے قبر کے اوپر رکھنے کی بجائے کہیں ہٹ کر آس پاس کسی جگہ رکھے جائیں۔

(۳) محافل و اجتماعات میں اختلاطِ مرد و زن کی ممانعت

بعض لوگ ایسی محافل اور اجتماعات کا انعقاد کرتے ہیں کہ جس میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے اور پردے کا باقاعدہ اہتمام نہیں ہوتا۔ ایسی محافل کا انعقاد بھی شرعاً جائز نہیں ہے اگرچہ محفلِ نعت ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا شریعت اسلامیہ کے تقاضوں اور آداب کو مدنظر رکھتے ہوئے اس رات میں اور کسی بھی وقت محافل اور اجتماعات کے انعقاد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب سوم

شبِ برأت کی شرعی حیثیت

(تعامل صحابہ وتابعین اور اَقوالِ ائمہ کی روشنی میں)

اُمتِ مسلمہ کے جمیع مکاتبِ فکر کے فقہاء اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو بھی مسئلہ قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت ہوجائے تو اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے یا وہ سنت اور مستحب کے درجے میں ہوتا ہے۔ وہ احادیثِ مبارکہ جو شبِ برأت کی فضیلت کو اجاگر کرتی ہیں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں ان میں حضرات سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ، اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ، ابو ثعلبہ الخشنی، عوف بن مالک، ابو موسیٰ اشعری، ابو امامہ الباہلی اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم وغیرہم کے نام شامل ہیں۔ سلف صالحین اور اکابر علماء کے احوال سے پتہ چلتا ہے کہ اس رات عبادت کرنا ان کے معمولات میں شامل تھا۔ موجودہ دور میں بعض لوگ اس رات عبادت، ذکر اور وعظ و نصیحت پر مشتمل محافل منعقد کرنے کو بدعت ضلالۃ کہنے سے بھی نہیں ہچکچاتے جو سراسر اَحادیثِ نبوی کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ جب کہ اس رات کی فضیلت پر اُمت تواتر سے عمل کرتی چلی آ رہی ہے۔

ا۔ ائمہ حدیث کے ہاں شب برأت کا تذکرہ

شب برأت کی حجیت اس بات سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ شروع سے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، اَتباع تابعین اور تمام اَئمہ حدیث، بشمول ائمہ صحاح ستہ اکثر نے شبِ برأت کا تذکرہ کیا اور اپنی کتب حدیث میں 'بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ' یعنی شعبان کی پندرہویں رات کے عنوان سے مستقل ابواب بھی قائم کیے۔

شیخ الاِسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے اپنے مختلف دروسِ قرآن و حدیث اور کتابوں میں شبِ برأت کی اہمیت و فضیلت پر وارد احادیث کی حجیت پر نہایت مدلل اور سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔

شیخ الاسلام کتب حدیث کے ترجمۃ الباب پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ بات واضح رہے کہ جب ائمہ حدیث اپنی کتاب میں کسی عنوان سے کوئی مستقل باب قائم کرتے ہیں اور وہ باب قائم کر کے اس کے تحت کئی حدیثیں لاتے ہیں تو اس سے مراد محض اپنی کتاب حدیث کا ایک باب قائم کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد ان کا ایمان اور عقیدہ ہوتا ہے۔ ان کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اَحمد بن حنبل، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن ابی شیبہ، بزار، طبرانی، بیہقی، ابن ابی عاصم، ہیثمی الغرض تمام اَئمہ حدیث کا یہی عقیدہ تھا اور اسی پر اُن کا عمل بھی تھا۔ اس رات وہ خود بھی اختصاص و اہتمام کے ساتھ جاگ کر عبادت کرتے، روزہ رکھتے، قبرستان جاتے اور جمیع اُمت مسلمہ کے لیے بخشش و مغفرت کی دعائیں کرتے۔

۱۔ **صحاح ستہ کے مشہور امام، امام ترمذی (م ۲۷۹ھ)** نے اپنی مشہور زمانہ کتاب '**جامع الترمذی**، (کتاب الصوم، ۳/۱۱٦)' میں شب برأت پر مستقل باب قائم کیا ہے:

بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ.

''شبِ برأت سے متعلقہ اَحادیث مبارکہ کا بیان''

اس باب میں **امام ترمذی** نے **حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث بیان کی جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کا اس رات جاگنا، عبادت کرنا، قبرستان تشریف لے جانا، اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرمانا اور کثرت سے لوگوں کی مغفرت فرمانا ثابت ہے۔

۲۔ **صحاح ستہ کے ہی معروف امام، امام ابن ماجہ (م ۲۷۵ھ)** نے اپنی مشہور زمانہ کتاب '**سنن ابن ماجہ**، (کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، ۱/٤٤٤)' میں شب برأت پر مستقل باب قائم کیا:

بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ.

''شبِ برأت سے متعلقہ اَحادیث مبارکہ کا بیان۔''

اس باب میں امام ابن ماجہ نے امام ترمذی کی طرح **حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا سے

مروی حدیث کو بھی روایت کیا۔

مزید مولا علی ابن ابی طالب ﷺ سے مروی حدیث بیان فرمائی: جس میں رسول اللہ ﷺ شب برأت کو عبادت کرنے اور پندرہ شعبان کے دن میں روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اس بات کا بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس رات سورج غروب ہوتے ہی (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے: کیا کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا نہیں کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی مجھ سے رزق طلب کرنے والا نہیں کہ میں اسے رزق دوں؟ کیا کوئی مبتلائے مصیبت نہیں کہ میں اُسے عافیت عطا کر دوں؟ کیا کوئی ایسا نہیں؟ کوئی ایسا نہیں؟ (اسی طرح ارشاد ہوتا رہتا ہے) یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اَشعری ﷺ سے مروی حدیث مبارکہ بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب (لوگوں پر) ضرور نگاہِ التفات فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ پرور کے سوا اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

۳۔ **امام ابن حبان (م ۳۵۴ھ)** نے اپنی صحیح حدیث کی کتاب 'الصحیح، ۱۲/ ۴۸۱' میں شب برأت پر مستقل باب قائم کیا:

ذِكْرُ مَغْفِرَةِ اللهِ جَلَّ وَعَلَا فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ لِمَنْ شَاءَ مِنْ خَلْقِهِ إِلَّا مَنْ أَشْرَكَ بِهِ أَوْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ.

''شبِ برأت میں اللہ جل مجدہ کا اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے بخش دینے کا ذکر، سوائے مشرک یا اپنے بھائی سے کینہ وبغض رکھنے والے کے۔''

یہی موضوع امام ابن حبان نے بھی انہی کلمات کے ساتھ **حضرت معاذ بن جبل** ﷺ سے روایت کیا:

يَطَّلِعُ اللهُ ﷻ إِلٰى خَلْقِهِ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ

إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ.[1]

''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں اپنی مخلوق کی طرف نظرِ التفات فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ پرور کے علاوہ اپنی تمام مخلوق کو بخشش دیتا ہے۔''

۴۔ **امام طبرانی** (م ۳۶۰ھ) نے اپنی معروف معاجم 'الکبیر' (۱۰۸/۲۰، رقم/۲۱۵)' اور 'الأوسط (۳۶/۷، رقم/۶۷۷۶)' میں **حضرت معاذ بن جبل** رضی اللہ عنہ سے شب برأت کے حوالے سے روایات کی تخریج کی۔

۵۔ **امام أحمد بن حنبل** (م ۲۴۱ھ) فقہ حنبلی کے بانی امام اور امام بخاری و مسلم کے شیوخ میں سے ہیں، اپنی نہایت معروف اور مستند کتاب 'المسند' میں متعدد مقامات پر مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شب برأت کے حوالے سے احادیث کا ذکر کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے **سیدہ عائشہ** رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کو اپنی 'المسند، (۲۳۸/۶، الرقم/۲۶۰۶۰)' میں بیان کیا۔

امام احمد بن حنبل نے **حضرت عبد اللہ بن عمرو** رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو '(المسند، ۱۷۶/۲، الرقم/۶۶۴۲)، میں بیان کیا۔ امام ہیثمی نے کہا ہے: اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابن لھیعہ روایتِ حدیث میں نرمی کرنے والا ہے باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔

۶۔ **امام ابن ابی شیبہ** (م ۲۳۵ھ) اپنی کتاب 'المصنف' (۱۰۸/۶، الرقم/۲۹۸۵۸)، میں شب برأت کے حوالے احادیث لائے ہیں۔

۷۔ **امام اسحاق بن راہویہ** (م ۲۳۸ ھ) اپنی کتاب 'المسند' (۹۸۱/۳، الرقم/۱۷۰۲)، میں شب برأت کے حوالے احادیث لائے ہیں۔

۸۔ **امام ابوبکر بیہقی** (م ۴۵۸ھ) اپنی متعدد کتابوں 'شعب الایمان، فضائل الأوقات،

---

(۱) ابن حبان، الصحیح، ۴۸۱/۱۲، رقم/۵۶۶۵

السنن الکبری، الدعوات الکبیر' وغیرہ میں شب برأت کے حوالے سے کثرت سے احادیث لائے ہیں۔

امام بیہقی اپنی معروف کتاب 'شعب الإیمان' (۳/۳۷۵ تا ۳۸۶)، کثرت سے مختلف سندوں کے ساتھ الگ الگ صحابہ کرام ﷺ سے مروی اَحادیث ذکر کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ امام بیہقی اپنی کتاب 'فضائل الأوقات' (۱۲۹، رقم/۷۲)، میں شب برأت کے حوالے سے اَحادیث لائے ہیں۔

۹۔ سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانیؒ (م ۵۶۱ھ) نے 'غنیة الطالبین' میں شب برأت کی فضیلت پر پورا باب قائم کیا ہے اور کثرت کے ساتھ احادیث جمع کی ہیں۔

۱۰۔ علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) نے اپنے 'مجموع فتاوی' اور 'اقتضاء الصراط المستقیم' (۱/۳۰۲)، میں اس حوالے سے نہایت تفصیل سے لکھا ہے اور اس رات کی فضیلت و اہمیت کو بیان کیا ہے۔

۱۱۔ امام ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ھ) نے اپنی معروف کتاب 'لطائف المعارف' میں اَلْمَجْلِسُ الثَّانِي فِي نِصْفِ شَعْبَانَ کے عنوان سے باب قائم کیا اور اس میں شبِ برأت کی فضیلت پر نہایت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

۱۲۔ امام جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے 'الدر المنثور' میں ۲۵ احادیث شب برأت کی فضیلت میں بیان کی ہیں۔

۱۳۔ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ (م ۱۰۵۲ھ) نے اپنی کتاب 'ما ثبت بالسنة في أیام السنة' (یعنی وہ دن رات جو سنت سے ثابت ہیں۔) میں شب برأت کے فضائل پر پورا باب قائم کیا ہے۔

الغرض اگر ہم صرف ان ائمہ حدیث اور ان کی کتابوں کے ناموں کا ہی تذکرہ کرنے لگیں جنہوں نے شبِ برأت کی اہمیت و فضیلت بیان کی تو اس کے لیے ایک الگ ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔

۲۔ شبِ برأت کے حوالے سے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات کا تحقیقی جائزہ

دس کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف سندوں کے ساتھ درجنوں کتب احادیث میں شب برأت اور اس کی اہمیت و فضیلت پر حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ یہاں ہم اختصار سے ان میں سے کچھ اَحادیث کی اسناد پر گفتگو کریں گے:

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث:

حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، حَدَّثَنَا حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: يَطَّلِعُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى خَلْقِهٖ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهٖ إِلَّا لِاثْنَيْنِ: مُشَاحِنٍ، وَقَاتِلِ نَفْسٍ.

''حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شبِ برأت کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پس وہ دو اشخاص سخت کینہ رکھنے والے اور قاتل کے سوا اپنے بندوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

اس حدیث کو امام اَحمد بن حنبل نے 'المسند (۲/۱۷۶، رقم/۶۶۴۲)' میں روایت کیا ہے۔

امام منذری نے 'الترغیب والترھیب (۳/۳۰۸)' اور ہیثمی نے 'مجمع الزوائد (۸/۶۵)' میں کہا ہے کہ اس روایت میں ابن لہیعہ لین الحدیث ہے، جب کہ اس کے بقیہ رجال ثقہ قرار دیے گئے ہیں۔

امام سیوطی نے 'طبقات الحفاظ (۱/۱۰۷)' میں کہا ہے کہ عبد اللہ بن لہیعہ بن عقبہ

المصری کو امام احمد وغیرہ نے ثقہ اور یحیی بن قطان وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

محدثین کرام اس کے بقیہ رواۃ کے بارے میں فرماتے ہیں:

امام عسقلانی 'تہذیب التہذیب (۲/۲۷۹)' میں بیان کرتے ہیں: حسن بن موسیٰ تابعی ہے۔ یحیی بن معین، علی بن مدینی اور ابن حبان نے اسے ثقہ شمار کیا ہے۔

امام ابن حبان 'الثقات (۶/۲۳۶)' میں بیان کرتے ہیں: حیی بن عبد اللہ ثقہ ہے۔

امام عجلی نے 'معرفۃ الثقات (۲/۶۶)' میں کہا: ابوعبد الرحمٰن عبد اللہ بن یزید حبلی شامی تابعی ثقہ ہے۔

(۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعَافَى الْعَابِدُ بِصَيْدَا، وَابْنُ قُتَيْبَةَ وَغَيْرُهُ، قَالُوْا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْرَقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ خُلَيْدٍ عُتْبَةُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، وَابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَامِرَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قَالَ: يَطَّلِعُ اللّٰهُ إِلٰى خَلْقِهِ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''شب برأت کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پس وہ شرک کرنے والے اور بغض رکھنے والے کے سوا اپنی تمام مخلوق کو معاف کر دیتا ہے۔''

اس حدیث کو روایت کرنے والے جلیل القدر ائمہ میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۲/۴۸۱، رقم/۵۶۶۵

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۰/۱۰۸، رقم/۲۱۵

۳۔ ایضا، المعجم الأوسط، ۷/۳۶، رقم/۶۷۷۶

۴۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۵/۲۷۲، رقم/۶۶۲۸

۵۔ أبونعیم، حلیۃ الأولیاء، ۵/۱۹۱

۶۔ ابن ابی عاصم، السنۃ، ۱/۲۲۴، رقم/۵۱۲، وغیرہم۔

امام ہیثمی نے 'مجمع الزوائد (۸/ ۶۵)' میں کہا ہے کہ اسے طبرانی نے 'الکبیر' اور 'الاوسط' میں روایت کیا ہے اور دونوں کے رجال ثقہ ہیں۔

امام مزی نے 'تہذیب الکمال (۲۷/۱۶۷)' میں کہا: مالک بن یخامر السکسکی تابعی ثقہ ہے انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل اور امیر معاویہ ﷺ سے روایت کیا ہے اور ان سے مکحول شامی نے روایت کیا ہے۔

امام عسقلانی نے 'تقریب التہذیب (۱/ ۵۴۵)' میں ابو عبد اللہ مکحول شامی کو ثقہ کہا ہے، لہٰذا اس حدیث مبارکہ کی ثقاہت سے پہلی حدیث بھی قوی ہوگئی ہے اور اس کا ضعف ختم ہوگیا ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی حدیث:

انہی الفاظ سے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے جسے امام بزار نے 'المسند (۲/ ۴۳۵-۴۳۶)' میں روایت کیا ہے۔

امام ہیثمی نے 'مجمع الزوائد (۸/ ۶۵)' میں کہا ہے کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس میں ایک راوی ہشام بن عبد الرحمٰن کو میں نہیں جانتا جبکہ اس کے بقیہ راوی ثقہ ہیں۔

(۴) حضرت ابو ثعلبہ الخشنی ﷺ سے مروی حدیث:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ النَّضرِ الْعَسْكَرِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ الْمِصِّيصِيُّ، ثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنِ الْأَحْوَصِ بْنِ حَكِيمٍ،، عَنْ حَبِيبِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَطَّلِعُ اللهُ عَلٰى عِبَادِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَيُمْهِلُ الْكَافِرِينَ، وَيَدَعُ أَهْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ حَتّٰى يَدَعُوْهُ.

''حضرت ابو ثعلبہ ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو اپنے بندوں پر نظر رحمت فرماتا ہے، چنانچہ وہ مؤمنین کی بخشش فرماتا ہے اور کفار کو مہلت عطا فرماتا ہے اور بغض و کینہ رکھنے والوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس خصلت کو چھوڑ دیں۔''

اس حدیث مبارکہ کو روایت کرنے والے جلیل القدر ائمہ میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲/۲۲۳-۲۲۴، رقم/۵۹۰، ۵۹۳

۲۔ ابن ابی عاصم، السنۃ، ۱/۲۲۳، رقم/۵۱۱

۳۔ ابن قانع، معجم الصحابہ، ۱/۱۶۰، وغیرہم۔

منذری نے 'الترغیب والترہیب (۳/۳۰۸، رقم/۴۱۹۴)' میں اور مبارک پوری نے 'تحفۃ الاحوذی (۳/۳٦٦)' میں کہا ہے: یہ روایت بھی مکحول اور ابی ثعلبہ کی درمیان مرسل جید ہے۔

ناصر الدین البانی -جو کہ غیر مقلد ہیں- نے 'ظلال الجنۃ فی تخریج السنۃ لابن ابی عاصم (۱/ ۲۲۳)' میں اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور احوص

بن حکیم جو کہ ضعیف الحفظ ہے کہ سوا تمام رواۃ ثقہ ہیں جیسا کہ 'التقریب' میں ہے۔ پس اس کی مثل سے استشہاد کیا جائے گا کیونکہ وہ اپنے بعد وغیرہا کے طرق کے سبب قوی ہوجاتا ہے۔

مزی 'تہذیب الکمال (۲/۲۹۳-۲۹۴)' میں بیان کرتے ہیں: دارقطنی نے احوص بن حکیم کے بارے میں کہا ہے: ''اس پر اس صورت میں اعتبار کیا جائے گا جب کوئی ثقہ راوی اس سے روایت کرے۔''

اور ابن عدی نے کہا ہے: ''اس سے بہت سی روایات مروی ہیں اور وہ ان راویوں میں سے ہے جن کی احادیث لکھی جاتی ہیں اور ثقہ رواۃ کی ایک جماعت نے اس سے حدیث لی ہے اور اس میں کوئی منکر چیز نہیں ہے جس کا وہ رد کرتے مگر یہ کہ وہ ایسی اسانید بیان کرے جن کی اتباع نہیں کی جاسکتی۔''

(۵) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کوامام بزار نے 'المسند' (۷/۱۸۶، رقم/۲۷۵۴) میں بیان کیا۔

ہیثمی نے 'مجمع الزوائد (۸/۶۵)' میں کہا ہے: اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس میں عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم ہے، احمد بن صالح نے اسے ثقہ قرار دیا اور جمہور ائمہ نے ضعیف کہا ہے اور ابن لہیعہ کمزور راوی ہے، اس کے باقی رجال ثقہ ہیں۔

ابن شاہین نے 'تاریخ أسماء الثقات (۱/۱۴۷)' میں عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم کا ذکر کیا ہے اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ ضعف کے باوجود اس سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۶) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو امام بزار نے 'المسند (۱/۲۰۶،

رقم/۸۰)‘ میں بیان کیا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ’’ہم اس حدیث کو حضرت ابوبکر صدیق ﷛ سے مروی صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور اسے حضرت ابوبکر سے روایت کیا گیا ہے۔

وَأَعْلٰی مَنْ رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَبُوْ بَكْرٍ وَإِنْ كَانَ فِي إِسْنَادِهٖ شَيءٌ فَجَلَالَةُ أَبِي بَكْرٍ تُحَسِّنُهٗ، وَعَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ، وَقَدْ رَوٰی هٰذَا الْحَدِيْثَ أَهْلُ الْعِلْمِ وَنَقَلُوْهُ وَاحْتَمَلُوْهُ فَذَكَرْنَاهُ لِذٰلِکَ. (۱)

’’اور سب سے اَعلیٰ اسناد سے حدیث حضرت ابوبکر ﷛ روایت کرتے ہیں اگر چہ اس اسناد میں کوئی شے ہو بھی تو حضرت ابوبکر ﷛ کی جلالت شان نے اسے مزید حسین بنا دیا ہے۔ عبد الملک بن عبد الملک معروف نہیں ہے اور اہل علم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور نقل کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے لہٰذا ہم نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔‘‘

☆ امام ابوبکر احمد بن عمرو المعروف بزار جن کی تاریخ وفات ۲۹۲ھ ہے کہ اس قول سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں شب کی فضیلت و خصوصیت تسلیم کرنا اور اس کو بیان کرنا اہل علم کا شروع سے طریقہ رہا ہے۔

امام منذری نے ’الترغیب (۳/۳۰۷، رقم/۴۱۹۰)‘ میں کہا: اسے امام بزار اور بیہقی نے ایسی اسناد سے روایت کیا ہے جس میں کوئی علت نہیں۔

ہیثمی نے ’مجمع الزوائد (۸/۶۵)‘ میں کہا ہے کہ عبد الملک بن عبد الملک کو ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں بغیر کسی ضعف کے ذکر کیا ہے جبکہ اس کے باقی راوی بھی ثقہ ہیں۔

(۷) حضرت ابوموسیٰ اَشعری ﷛ سے مروی حدیث:

حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷛ سے مروی حدیث کو صحاح ستہ کے امام ابن ماجہ نے ’السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فی ليلة النصف من شعبان، (۱/۴۴۵، رقم/۱۳۹۰)‘ میں بیان کیا۔

(۱) بزار، المسند، ۱/۲۰۶، رقم/۸۰

امام بیہقی 'فضائل الاوقات' میں فرماتے ہیں: حدیث نزول (اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول کی حدیث) یہ صحیح احادیث ہیں، اسانید صحیحہ سے منقول ہیں اور ان کی تائید قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

وَجَآءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا○ (الفجر، ۸۹:۲۲)

''اور آپ کا رب جلوہ فرما ہوگا اور فرشتے قطار در قطار (اس کے حضور) حاضر ہوں گے۔''(۱)

یہی حدیث امام ابن ماجہ نے اور ہبۃ اللہ بن حسن لالکائی نے 'شرح اُصول اعتقاد اہل السنۃ (۳/۴۴۷، رقم/۷۶۳)' میں ذکر کی ہے جس کے مطابق، ابن لہیعہ نے زبیر بن مسلم سے، انہوں نے ضحاک سے، انہوں نے اپنے والد عبد الرحمٰن بن عزرب سے اور انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

امام مزی نے 'تہذیب الکمال (۹/۳۰۸، رقم/۱۹۶۴)' میں یہی حدیث ایک بہت اعلیٰ سند سعید بن عفیر سے، انہوں نے ابن لہیعہ سے، انہوں نے زبیر بن سلیم کے واسطہ سے بیان کی ہے، لہٰذا اس حدیث کے صحیح مرفوع متصل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

(۸) اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث مبارکہ کو روایت کرنے والے ائمہ میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ امام اَحمد بن حنبل، المسند، ۶/۲۳۸، رقم/۲۶۰۶۰

۲۔ امام ترمذی، السنن، ۳/۱۱۶، رقم/۷۳۹

۳۔ امام ابن ماجہ، ۱/۴۴۴، رقم/۱۳۸۹

(۱) بیہقی، فضائل الأوقات/۱۳۳

۴۔ امام ابن ابی شیبہ (۶/ ۱۰۸، الرقم/ ۲۹۸۵۸)، وغیرہم۔

امام عجلی نے 'معرفۃ الثقات (۱/۲۸۴)' میں کہا: حجاج بن ارطاۃ کو محدثین نے مدلس کہا ہے لیکن اس سے حدیث لینا جائز قرار دیا ہے۔

سیوطی نے 'طبقات الحفاظ (۱/ ۸۸)' میں اسے حافظ شمار کیا ہے۔

یحییٰ بن ابی کثیر کو عجلی اور ابن حبان نے ثقہ اور ایوب نے زہری کے بعد اہل مدینہ میں سے حدیث کو سب سے زیادہ جاننے والا قرار دیا ہے۔ عروہ بن زبیر سے اس کی سماعت پر اختلاف کیا گیا ہے۔ یحییٰ بن معین نے اس کی سماعت کو عروہ سے ثابت کیا ہے۔ (۱)

علماءِ اُصول اور فقہاء کرام نے ایک متفقہ قاعدہ بیان کیا ہے:

اَلْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ عَلَی النَّافِي. (۲)

''مثبت، منفی پر مقدم ہوتا ہے۔''

لہٰذا ابن معین کے قول پر عمل کرتے ہوئے یحییٰ کی سماعت کو عروہ سے درست کہا جائے گا۔

(۹) حضرت علی بن ابی طالب ﷛ سے مروی حدیث:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی حدیث مبارکہ کو روایت کرنے والے ائمہ میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۱/۴۴۴، رقم/ ۱۳۸۸

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳/۳۷۸-۳۷۹، رقم/۳۸۲۲

---

(۱) جامع التحصیل، ۱/۲۹۹

(۲) ۱۔ شربینی، مغنی المحتاج، ۱/۴۸۷

۲۔ ابن دقیق العید، شرح عمدۃ الأحکام، ۱/ ۲۳۰

۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱/۲۷

۳۔ دیلمی، مسند الفردوس، ۱/ ۲۵۹، رقم / ۱۰۰۷، وغیرہم۔

اس حدیث میں ''ابن ابی سبرۃ'' کے علاوہ تمام راوی ثقہ ہیں۔

(۱۰) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ کو روایت کرنے والے ائمہ میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳/۳۸۳، رقم / ۳۸۳۶

۲۔ ایضاً، فضائل الاوقات/۱۲۴، رقم / ۲۵

۳۔ سیوطی، الدر المنثور، ۷/۴۰۴

۴۔ متقی ہندی، کنز العمال، ۱۲/۱۴۰، رقم / ۳۵۱۷۸

ان تمام احادیث سے شب برأت کی فضیلت اور خصوصیت اجاگر ہوتی ہے اور اس شک وشبہ کا قلع قمع ہوتا ہے کہ اس باب میں تمام ضعیف احادیث مروی ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس حوالے سے فرماتے ہیں:

دس کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف سندوں کے ساتھ درجنوں کتب احادیث میں مختلف مضامین سے شب برأت اور اس کی اہمیت وفضیلت پر یہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں، لیکن پھر بھی اس حوالے سے یہ کہنا کہ فلاں حدیث میں ضعف ہے فقط ہٹ دھرمی یا لاعلمی ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اگر حدیث ایک سند کے ساتھ آئی ہو تو اس کے ضعف پر کوئی بات کی جا سکتی تھی، شب برأت کے حوالے سے احادیث تو دس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت کرنے والے ہیں اور پھر ہر ایک صحابی کی سند جدا جدا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اتنے ہی جدا جدا تابعین نے اور ان سے تبع تابعین نے اور ان سے ائمہ حدیث نے اتنی ہی الگ الگ سندوں کے ساتھ انہیں روایت کیا ہے۔ یہ سندیں اتنی زیادہ بنتی ہیں کہ اگر ایک سند میں کسی وجہ سے ضعف پایا بھی جائے تو دوسری سند اس کو تقویت دے دیتی ہے۔ اگر اس میں بھی ضعف ہے تو

تیسری سند اسے تقویت دے دیتی ہے۔ پھر اتنے ائمہ احادیث نے مختلف سندوں کے ساتھ ان احادیث کو روایت کیا ہے کہ اس کے بعد کسی ضعف کی مجال نہیں رہ جاتی اور تمام محدثین کے ہاں وہ حدیث صحیح شمار ہوتی ہے۔

پھر جمیع محدثین کے ہاں اُصول حدیث کا متفق علیہ قاعدہ ہے کہ فضائل اَعمال میں حدیثِ ضعیف بھی مقبول ہوتی ہے۔ اس چیز کو ہم مختلف شواہد کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ شبِ برأت کے حوالے سے احادیث کو بہت سارے صحابہ کرام ﷺ نے روایت کیا ہے، لہٰذا اس تصور کو ذہن میں نہیں آنا چاہیے کہ کسی ایک روایت اور سند پر کسی ایک نے لکھ دیا کہ اس میں ضعف ہے تو اسے اٹھا کر معاذ اللہ پھینک دیا جائے۔ لوگوں کو یہ بھی نہیں پتہ کہ ضعف کہتے کسے ہیں؟ ضعیف حدیث، موضوع روایت کو نہیں کہتے اور یہ بھی واضح رہے کہ ضعف کبھی حدیث کے متن و مضمون (الفاظ) میں نہیں ہوتا، بلکہ ضعف اس کی اسناد میں کسی وجہ سے ہوتا ہے اور اگر ایک سبب سے ایک سند میں ضعف ہے اور دوسری سند اس سے قوی آ جائے تو اس پہلی سند کا ضعف بھی ختم ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ صرف اپنی کم علمی کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں کو پراگندہ کرتے رہتے ہیں۔

لہٰذا شبِ برأت کی فضیلت و اہمیت پر اتنی کثرت کے ساتھ اَحادیث حسنہ وصحیحہ وارد ہوئی ہیں اور اَئمہ احادیث نے باقاعدہ ابواب قائم کیے ہیں کہ یہ گمان کرنا بھی سوائے جہالت، لاعلمی اور کتب و ذخیرہ احادیث سے بے خبر ہونے کے علاوہ کسی اور چیز پر دلالت نہیں کرتا کہ شبِ برأت کی کوئی حقیقت و اہمیت نہیں۔[1]

---

(۱) نوٹ: شبِ برأت کی حجیت پر مزید اَحادیث و اَقوال صحیحہ کے مطالعہ اور ضعیف حدیث کے حکم اور علمی حیثیت کے بارے میں جاننے کے لیے شیخ الاسلام کی کتاب "معارج السنن" اور "میلاد النبی ﷺ" کے باب نہم، فصل دوم: تکریم اسمِ محمد ﷺ میں تصور و تخیل کا پہلو: ۸۸۲۔۸۹۰، ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ شبِ برأت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمولات

شبِ برأت ایک انتہائی فضیلت و بزرگی والی رات ہے۔ اس رات کے متعلق تقریباً دس جلیل القدر صحابۂ کرام: (۱) حضرت ابوبکر، (۲) حضرت علی المرتضٰی، (۳) حضرت عائشہ صدیقہ، (۴) حضرت معاذ بن جبل، (۵) حضرت ابوہریرہ، (۶) حضرت عوف بن مالک، (۷) حضرت ابوموسیٰ اشعری، (۸) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص، (۹) حضرت ابوثعلبہ الخشنی، (۱۰) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث مبارکہ بھی محدثین کی مکمل نقد و جرح کے ساتھ بیان ہو چکی ہیں۔ اس قدر کثیر روایات کی موجودگی میں بھی اگر کوئی اس شب کی فضیلت کا انکار کرتا ہے تو اس کا نصیب۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر روشن دن میں چمگاڈر کو نظر نہیں آتا تو اس میں منبع روشنی سورج کا کیا قصور ہے؟

شبِ برأت کے حوالے سے مزید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور ان کے معمولات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

۱۔ **حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:**

يُعْجِبُنِي أَنْ يُفَرِّغَ الرَّجُلُ نَفْسَهُ فِي أَرْبَعِ لَيَالٍ: لَيْلَةُ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ الْأَضْحٰى، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ. (۱)

’’مجھے یہ بات پسند ہے کہ ان چار راتوں میں آدمی خود کو (تمام دنیاوی مصروفیات سے عبادت الٰہی کے لیے) فارغ رکھے۔ (وہ چار راتیں یہ ہیں:) عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، شعبان کی پندرہویں رات اور رجب کی پہلی رات۔‘‘

۲۔ **حضرت اِمام حسن علیہ السلام کا عمل مبارک**

حضرت طاؤس یمانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پندرہ

(۱) ابن جوزی، التبصرة، ۲/ ۲۱

شعبان کی رات اور اس میں عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''میں اس رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصے میں اپنے نانا جان (ﷺ) پر درود شریف پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○[۱]

''اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو○''

دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرتا ہوں۔ اس حکم الٰہی پر عمل کرتے ہوئے:

وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ○[۲]

''اور نہ ہی اللہ ایسی حالت میں ان پر عذاب فرمانے والا ہے کہ وہ (اس سے) مغفرت طلب کر رہے ہوں○''

تیسرے حصے میں نماز پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ○[۳]

''اور (اے حبیبِ مکرّم!) آپ سربسجود رہیے اور (ہم سے مزید) قریب ہوتے جایئے○''

میں نے عرض کیا: جو شخص یہ عمل کرے اس کے لیے کیا ثواب ہوگا۔ آپ نے فرمایا: میں نے حضرت علی ؓ سے سنا اور انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

''اسے مقربین لوگوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔''[۴]

---

(۱) الأحزاب، ۵۶/۳۳

(۲) الأنفال، ۳۳/۸

(۳) العلق، ۱۹/۹۶

(۴) سخاوی، القول البديع، باب الصلاة عليه ﷺ في شعبان/۲۰۷

۳۔ **حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ فرماتے ہیں:**

خَمْسُ لَيَالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَةُ الْعِيدِ وَلَيْلَةُ النَّحْرِ. (۱)

''پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا ردنہیں ہوتی: جمعہ کی رات، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔''

۴۔ **حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں:**

''ایک آدمی لوگوں کے درمیان چل رہا ہوتا ہے، حالانکہ وہ مردوں میں اٹھایا ہوا ہوتا ہے، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

اِنَّـآ اَنْزَلْنٰـهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰـرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ○ فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ○ (۲)

'بے شک ہم نے اسے ایک با برکت رات میں اتارا ہے بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔ اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔'

پھر حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا: اس رات میں ایک سال سے دوسرے سال تک دنیا کے معاملات کی تقسیم کی جاتی ہے۔'' (۳)

۵۔ **حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷺ** مزید فرماتے ہیں:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَلْحَظُ إِلَى الْكَعْبَةِ فِي كُلِّ عَامٍ لَحْظَةً، وَذٰلِکَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَعِنْدَ ذٰلِکَ يَحِنُّ إِلَيْهَا قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ. (۴)

---

(۱) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۴۲، رقم/۳۷۱۳

(۲) الدخان، ۴۴/۳-۴

(۳) طبری، جامع البیان، ۲۵/۱۰۹

(۴) دیلمی، مسند الفردوس، ۱/۱۴۹، رقم/۵۳۹

’’اللہ تعالیٰ سال میں ایک مرتبہ کعبہ شریف پر خصوصی نگاہِ کرم فرماتا ہے اور یہ پندرہویں شعبان کو ہوتا ہے۔ اس موقع پر مومنین کے دل کعبۃ اللہ کے مشتاق ہو جاتے ہیں۔‘‘

۶۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں:

أَرْبَعٌ لَيَالِيْهِنَّ كَأَيَّامِهِنَّ وَأَيَّامُهُنَّ كَلَيَالِيْهِنَّ، يُبِرُّ اللهُ فِيْهِنَّ الْقَسَمَ، وَيُعْتِقُ فِيْهِنَّ النَّسَمَ، وَيُعْطِي فِيْهِنَّ الْجَزِيْلَ، لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَصَبَاحُهَا، وَلَيْلَةُ عَرَفَةَ وَصَبَاحُهَا، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَصَبَاحُهَا، وَلَيْلَةُ الْجُمُعَةِ وَصَبَاحُهَا. (۱)

’’چار دن ایسے ہیں کہ ان کی راتیں (فضیلت میں) ان کے دنوں کی طرح ہیں اور ان کے دن (فضیلت میں) ان کی راتوں کی طرح ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ (اپنے بندوں کی) قسم کو پورا کر دیتا ہے اور ان میں لوگوں کو (جہنم سے) آزاد فرما دیتا ہے اور ان میں بہت زیادہ اجر وثواب عطا فرماتا ہے (وہ راتیں اور دن یہ ہیں): شبِ قدر اور اس کا دن، شب عرفہ اور اس کا دن،شبِ برأت اور اس کا دن اور جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن ہے۔‘‘

۴۔ شبِ برأت میں تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام کے معمولات و آراء

شبِ برأت میں حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کے معمولات جاننے کے بعد اب معمولاتِ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام کا جائزہ لینے سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ امت مسلمہ کے اکابرین کا بھی ہمیشہ سے اس رات میں شب بیداری کا معمول رہا ہے۔

(۱) ہندی، کنز العمال، ۱۲/۱۴۴، رقم/۳۵۲۱۴

علامہ ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ التَّابِعُوْنَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ كَخَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، وَمَكْحُوْلٍ، وَلُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ وَغَيْرُهُمْ يُعَظِّمُوْنَهَا وَيَجْتَهِدُوْنَ فِيْهَا فِي الْعِبَادَةِ وَعَنْهُمْ أَخَذَ النَّاسُ فَضْلَهَا وَتَعْظِيْمَهَا۔ (۱)

''اہل شام میں سے جلیل القدر تابعین مثلاً خالد بن معدان (۲)، مکحول (۳)، لقمان بن عامر (۴) وغیرہ شعبان کی پندرہویں شب کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس شب میں بہت زیادہ عبادت کرتے تھے۔ انہی حضرات سے لوگوں نے شب برأت کی فضیلت (کو جانا ہے) اور اس رات کی تعظیم کرنا سیکھا ہے۔''

---

(۱) ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف/۱۳۷

(۲) خالد بن معدان اپنے وقت کے بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ ستر صحابہ کرام ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دن بھر میں ستر ہزار تسبیح پڑھتے تھے۔ یزید بن عبد الملک کے دور میں ۱۰۳ ھ میں وفات پائی۔ (ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۵۳۶/۴-۵۴۰)

(۳) مکحول شامی اپنے وقت کے بہت بڑے حافظ الحدیث، فقیہ اور مجتہد تھے۔ آپ نے حضرات انس بن مالک، ابو ہند واری، واثلۃ بن الاسقع، ابو اُمامہ، عبد الرحمٰن بن غنم، ابو جندل بن سہیل ﷺ جیسے صحابہ کرام سے براہ راست احادیث کی سماعت کی ہے۔ ۱۱۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔(ابن الجوزی، المنتظم، ۱۷۲/۷، رقم/۶۲۰)

(۴) لقمان بن عامر، حمص (شام) کے رہنے والے تھے، حضرات ابو درداء، ابو ہریرہ اور ابو اُمامہ ﷺ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں لکھا ہے۔(ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۱۸۲/۷، رقم/۱۰۳۴، ابن حبان، الثقات، ۳۴۵/۵، رقم/۵۱۵۰)

۱۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ

امام ابن رجب حنبلی، امام عسقلانی اور ابن الجوزی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ بصرہ میں اپنے عمال (گورنروں) کو لکھتے تھے:

عَلَيْکَ بِأَرْبَعِ لَيَالٍ مِنَ السَّنَةِ فَإِنَّ اللهَ يُفَرِّغُ فِيْهِنَّ الرَّحْمَةَ إِفْرَاغًا: أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَةُ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ الْأَضْحٰی.(۱)

’’تم پر لازم ہے کہ سال میں (شب قدر کے علاوہ) چار راتوں کو اہتمام کے ساتھ منایا کرو۔ یقیناً ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وافر مقدار میں عطا ہوتی ہے۔ رجب کی پہلی رات ہے، نصف شعبان کی رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔‘‘

۲۔ حضرت عثمانؒ بن محمد بن المغیرہ بن اخنس بیان کرتے ہیں:

تُقْطَعُ الْآجَالُ مِنْ شَعْبَانَ إِلٰی شَعْبَانَ، قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْکِحُ، وَيُولَدُ لَهُ، وَقَدْ خَرَجَ اسْمُهُ فِي الْمَوْتٰی.(۲)

’’ایک سال کے ماہِ شعبان سے اگلے سال ماہِ شعبان تک ہونے والی اَموات کو لکھ دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا: ایک شخص نکاح کرتا ہے اور اس کے ہاں اولاد ہوتی ہے حالانکہ اس کا نام زندوں سے نکال کر مرنے والوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف/۱۳۷
۲۔ ابن حجر عسقلانی، تلخیص الحبیر، ۲/۸۰، رقم/۶۷۵
۳۔ ابن جوزی، التبصرة، ۲/۲۱

(۲) بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۶، رقم/۳۸۳۹

۳۔ **امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (م۲۰۴ھ)**

امام الشافعیؒ فرماتے ہیں:

وَبَلَغَنَا أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ: إِنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ فِي خَمْسِ لَيَالٍ: فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، وَلَيْلَةِ الْأَضْحٰى، وَلَيْلَةِ الْفِطْرِ، وَأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ. (۱)

’’ہمیں یہ خبر ملی کہ کہا جاتا تھا: بے شک دعا پانچ راتوں میں قبول ہوتی ہے: جمعہ کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، عید الفطر کی رات، ماہِ رجب کی پہلی رات اور ماہِ شعبان کی پندرہویں رات۔‘‘

۴۔ **ابن کُردُوس بیان کرتے ہیں:**

عَنِ ابْنِ كُرْدُوْسٍ: مَنْ أَحْيٰى لَيْلَةَ الْعِيْدَيْنِ وَلَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ. (۲)

’’جس نے دونوں عیدوں (عید الاضحیٰ اور عید الفطر) کی رات اور پندرہ شعبان کی رات کو (عبادت کر کے) زندہ رکھا اس کا دل کبھی مردہ نہیں ہوگا جس دن (سب کے) دل مردہ ہو جائیں گے۔‘‘

(۱) ۱۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۴۱، رقم/۳۷۱۱
۲۔ ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف/۱۳۷
۳۔ ابن حجر عسقلانی، تلخیص الحبیر، ۲/۸۰

(۲) ۱۔ ہندی، کنز العمال، ۸/۲۵۱، رقم/۲۴۱۰۷
۲۔ ابن حجر عسقلانی، الإصابة، ۵/۵۸۰
۳۔ ابن حجر عسقلانی، تلخیص الحبیر، ۲/۸۰
۴۔ ابن جوزی، التبصرة، ۲/۶۲

۵۔ الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانیؒ (م ۵۶۱ھ)

سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی نے 'غنیۃ الطالبین' میں شب برأت کی فضیلت پر پورا باب قائم کیا ہے اور کثرت کے ساتھ اَحادیث مبارکہ اور ان کے لطائف و معارف بیان فرمائے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رَحِمہ اللہ **'غنیۃ الطالبین' میں فرماتے ہیں:**

''جس طرح مسلمانوں کے لیے زمین پر دو عیدیں ہیں۔ اسی طرح فرشتوں کی آسمان میں دو عیدیں ہیں۔ فرشتوں کی وہ دو عیدیں شب برأت اور شبِ قدر ہیں اور مومنین کی عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔ فرشتوں کی عیدیں رات کو اس لیے ہیں کہ وہ سوتے نہیں اور مومنوں (انسانوں) کی عیدیں دن کو اس لیے ہیں کہ وہ رات کو سوتے ہیں۔''

۶۔ علامہ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ)

علامہ ابن تیمیہ - جن کی تعلیمات پر پورے سعودی عرب کے علماء اور ان کے فتاویٰ کا دار و مدار ہے۔ - نے 'مجموع فتاویٰ' اور 'اقتضاء الصراط المستقیم' میں اس رات کی فضیلت و اہمیت کے حوالے سے نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ 'مجموع فتاویٰ' میں بیان کرتے ہیں:

وَأَمَّا لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقَدْ رُوِيَ فِي فَضْلِهَا أَحَادِيْثُ وَآثَارٌ وَنُقِلَ عَنْ طَائِفَةٍ مِنَ السَّلَفِ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْهَا. (۱)

''شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت میں بہت سی احادیث آئی ہیں اور بہت سے آثارِ صحابہ آئے ہیں اور اسلاف (تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین) سے ان کی بہت سی کثیر تعداد میں اقوال آئے ہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ وہ اس رات میں خصوصی نمازیں پڑتے اور عبادت کرتے تھے۔''

---

(۱) ابن تيمية، مجموع فتاوىٰ، ۱۳۲/۲۳

علامہ ابن تیمیہ سے اس رات میں عبادت کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا:

إِذَا صَلَّى الإِنْسَانُ لَيْلَةَ النِّصْفِ وَحْدَهُ أَوْ فِي جَمَاعَةٍ خَاصَّةٍ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ طَوَائِفُ مِنَ السَّلَفِ فَهُوَ أَحْسَنُ. (۱)

''جب کوئی انسان نصف شعبان کی رات کو اکیلا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھے جیسا کہ سلف میں سے بہت سارے گروہ اس کا اہتمام کرتے تھے تو یہ بہت خوب ہے۔''

علامہ ابن تیمیہ 'اقتضاء الصراط المستقیم' میں لکھتے ہیں:

''اس باب میں شعبان کی پندرھویں رات بھی ہے، اس کی فضیلت میں مرفوع احادیث اور کئی آثار روایت کیے گئے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بڑی فضیلت والی رات ہے، بعض علماء سلف اس فضیلت کو اس رات کی نماز کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ ماہِ شعبان کے روزے کے بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔ مدینہ منورہ کے بعض علماء سلف اور بعض دیگر متأخر علماء نے اس کی فضیلت کا انکار کیا ہے اور اس کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث میں طعن کیا ہے، جیسے یہ حدیث کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش فرماتا ہے۔ ان علماء نے کہا کہ بنو کلب کی بکریوں اور کسی دوسرے قبیلے کی بکریوں میں کوئی فرق نہیں۔

لٰكِنِ الَّذِي عَلَيْهِ كَثِيْرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَوْ أَكْثَرُهُمْ مِنْ أَصْحَابِنَا وَغَيْرِهِمْ عَلٰى تَفْضِيْلِهَا. وَعَلَيْهِ يَدُلُّ نَصُّ أَحْمَدَ لِتَعَدُّدِ الْأَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ فِيْهَا، وَمَا يُصَدِّقُ ذٰلِكَ مِنَ الْآثَارِ السَّلَفِيَّةِ، وَقَدْ رُوِيَ بَعْضُ فَضَائِلِهَا فِي الْمَسَانِيْدِ وَالسُّنَنِ. وَإِنْ كَانَ قَدْ وُضِعَ فِيْهَا أَشْيَاءُ أُخَرُ. (۲)

---

(۱) ابن تيمية، مجموع فتاوى، ۲۳/۱۳۱

(۲) ابن تيمية، إقتضاء الصراط المستقيم، ۱/۳۰۲

''لیکن ہمارے مسلک اور دوسرے مسلک کے کثیر یا اکثر اہلِ علم کا اس کی فضیلت پر اتفاق ہے۔ اس بارے میں بہت ساری احادیث وارد ہونے کی وجہ سے امام احمد بن حنبل کی حدیث (اس رات کی فضیلت پر) دلالت کرتی ہے اور ائمہ اسلاف کے آثار سے اس کی تصدیق بھی ہوتی ہے چنانچہ اس کے بعض فضائل کتب سنن و مسانید میں روایت کیے گئے ہیں، اگرچہ اس میں کئی اور باتیں گھڑ لی گئی ہیں۔''

۷۔ **امام العبدری الفاسی الشہیر بابن الحاج مالکیؒ (م ۷۳۷ھ)**

علامہ ابن الحاج مالکیؒ شب برأت کے متعلق اَسلاف کا نظریہ لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

فَهٰذِهِ اللَّيْلَةُ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَلَهَا فَضْلٌ عَظِيْمٌ وَخَيْرٌ جَسِيْمٌ وَكَانَ السَّلَفُ ﷺ يُعَظِّمُوْنَهَا وَيُشَمِّرُوْنَ لَهَا قَبْلَ إِتْيَانِهَا فَمَا تَأْتِيهِمْ إِلَّا وَهُمْ مُتَأَهِّبُوْنَ لِلِقَائِهَا وَالْقِيَامِ بِحُرْمَتِهَا عَلٰى مَا قَدْ عُلِمَ مِنِ احْتِرَامِهِمْ لِلشَّعَائِرِ عَلٰى مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ هٰذَا هُوَ التَّعْظِيْمُ الشَّرْعِيُّ لِهٰذِهِ اللَّيْلَةِ. (۱)

''اور یہ (شعبان کی پندرہویں رات) اگرچہ شب قدر کی رات نہیں ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی با برکت اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی عظمت والی ہے اور (ہمارے) اسلاف ﷺ اس رات کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے (اِستقبال کے) لیے تیاری کیا کرتے تھے، جب یہ رات آتی تھی تو وہ اس کی ملاقات اور اس کی حرمت وعظمت بجا لانے کے لیے مستعد ہو جاتے تھے، کیونکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ وہ شعائر اللہ کا بہت احترام کرتے تھے جیسا کہ اس کا ذکر گزر چکا اور وہ اس رات کے لیے تعظیم شرعی تھی۔''

یاد رہے کہ علامہ ابن الحاج المالکیؒ کا یہ بیان کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا، آپ یہ

---

(۱) ابن الحاج المالکی، المدخل، ۱/۲۹۹

بیان اس کتاب میں دے رہے ہیں جو آپ نے خاص طور پر بدعات کی تردید میں لکھی ہے۔ اس کتاب میں آپ شب برأت کو شعائر اللہ قرار دیتے ہوئے اس کے متعلق اَسلاف کا نظریہ اور طریقہ ذکر کر رہے ہیں کہ ہمارے اسلاف اس رات کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے استقبال کے لیے تیاری کیا کرتے تھے۔

۸۔ امام ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ھ)

امام ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ ھ) - جو کہ علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں۔ - نے اپنی معروف کتاب 'لطائف المعارف' میں "اَلْمَجْلِسُ الثَّانِي فِي نِصْفِ شَعْبَانَ" کے عنوان سے باب قائم کیا اور اس میں شبِ برأت کی فضیلت پر نہایت تفصیل سے گفتگو کی ہے اور احوالِ سلف کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ اس میں فرماتے ہیں:

> إِنَّهُ يَسْتَحِبُّ إِحْيَاؤُهَا جَمَاعَةً فِي الْمَسَاجِدِ كَانَ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ وَلُقْمَانُ بْنُ عَامِرٍ وَغَيْرُهُمَا يَلْبَسُوْنَ فِيْهَا أَحْسَنَ ثِيَابِهِمْ وَيَتَبَخَّرُوْنَ وَيَكْتَحِلُوْنَ وَيَقُوْمُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ لَيْلَتَهُمْ تِلْكَ وَوَافَقَهُمْ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ عَلٰى ذٰلِکَ وَقَالَ فِي قِيَامِهَا فِي الْمَسَاجِدِ جَمَاعَةً: لَيْسَ بِبِدْعَةٍ.(۱)

> "ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو مسجد میں شب بیداری کے لیے اجتماع کرنا مستحب عمل ہے۔ چنانچہ حضرت خالد بن معدان، اور لقمان بن عامر وغیرہ تابعین اس رات اعلیٰ لباس زیبِ تن فرماتے، خوشبو اور سرمہ لگاتے اور اس رات مسجد میں قیام اللیل فرماتے۔ اس پر امام اسحاق بن راہویہ نے ان کی موافقت کی ہے اور کہا ہے کہ اس رات کو مساجد میں قیام کرنا بدعت نہیں ہے۔"

---

(۱) ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف/۱۳۷

۹۔ امام جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

امام جلال الدین سیوطیؒ نے 'الدر المنثور' میں ۲۵ احادیث شب برأت کے اوپر بیان کی ہیں۔ اپنی کتاب 'شرح الصدور' میں شبِ برأت سے متعلقہ روایت کو کثرت سے بیان کیا۔

۱۰۔ الشیخ عبد الحق محدث دہلویؒ (م۱۰۵۲ھ)

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب 'ما ثبت بالسنة في أيام السنة' (یعنی وہ دن رات جو سنت سے ثابت ہیں۔) میں شب برأت کے فضائل کے پر پورا باب قائم کیا ہے۔ اور اس پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ اس رات کے فضائل بیان کیے اور اس کے ساتھ ہی عوام الناس میں اس رات ہونے والے بعض غلط رسومات کا رد بھی کیا ہے۔

۱۱۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ أحمد سرہندیؒ (م۱۱۳۴ھ)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی تحریر فرماتے ہیں:

''اسی طرح شعبان المعظم ۱۰۳۳ھ کی پندرہویں شب کو جب آپ حرم سرا میں تشریف لے گئے تو آپ کی اہلیہ صاحبہ کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا: ''اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آج کس کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے اور کس کا باقی رکھا گیا ہے۔'' یہ سن کر حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ تم تو شک وشبہہ میں یہ بات کہہ رہی ہو لیکن اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو بچشم خود دیکھتا ہو کہ اس کا نام اس دنیا (میں زندوں کی فہرست) سے مٹا دیا گیا ہے۔ (اس میں اپنی جانب اشارہ تھا)۔''[(۱)]

۱۲۔ امام احمد رضا خان بریلویؒ (۱۳۴۰ھ)

امام احمد رضا خان بریلوی 'فتاوی رضویہ' میں فرماتے ہیں:

''پندرہ راتوں میں شب بیداری مستحب ہے۔ (آگے چل کر فرمایا:) ان میں ایک شعبان المعظم کی پندرھویں رات ہے کہ اس میں شب بیداری کرنا مستحب ہے کہ اس

(۱) زبدة المقامات/۲۸۵

میں مشائخ کرام سو رکعت ہزار مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ کے ساتھ ادا کرتے، ہر رکعت میں دس دفعہ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے۔ اس نماز کا نام انہوں نے صلوٰۃ الخیر رکھا تھا، اس کی برکت مسلّمہ تھی، اس رات (یعنی پندرہ شعبان) میں اجتماع کرتے اور احیاناً اس نماز کو با جماعت ادا کرتے تھے۔''(۱)

۱۳۔ **مولانا اشرف علی تھانویؒ دیوبندی (۱۳۶۲ھ)**

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں یا جلوت میں افضل ہے، لیکن اجتماع کا اہتمام نہ کیا جاوے۔''

مزید لکھتے ہیں:

''پندرہویں تاریخ شعبان کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔''(۲)

۱۴۔ **شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری**

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا مؤقف اس کتاب میں متعدد مقامات پر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ آپ نے اپنے عظیم الشان مجموعۂ احادیث وآثار ''**مَعَارِجُ السُّنَن لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَن**'' میں شب برأت اور اس کی فضیلت پر مستقل باب قائم کیا ہے اور احادیث صحیحہ اور اقوال ائمہ کے ساتھ شب برأت کی حجیت کو ثابت کیا ہے۔

شیخ الاسلام شب برأت کی حجیت پر دلائل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دس کے قریب صحابہ کرام ﷺ سے مختلف سندوں کے ساتھ درجنوں کتب احادیث میں مختلف مضامین سے شب برأت اور اس کی اہمیت وفضیلت پر یہ حدیثیں وارد ہوئی

---

(۱) فتاویٰ رضویة، ۷/۴۱۸

(۲) زوال السِنة عن أعمال السَنة/۱۷

ہیں، لیکن پھر بھی اس حوالے سے یہ کہنا کہ فلاں حدیث میں ضعف ہے فقط ہٹ دھرمی یا لاعلمی ہے۔

اور پھر جمیع محدثین کے ہاں اُصول حدیث کا متفق علیہ قاعدہ ہے کہ فضائل اَعمال میں حدیثِ ضعیف بھی ہو مقبول ہوتی ہے۔ اور اس چیز کو ہم مختلف شواہد کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ شبِ برأت کے حوالے سے احادیث کو بہت سارے صحابہ کرام ﷡ نے روایت کیا ہے، لہٰذا اس تصور کو ذہن میں نہیں آنا چاہیے کہ کسی ایک روایت اور سند پر کسی ایک نے لکھ دیا کہ اس میں ضعف ہے تو معاذ اللہ اسے اٹھا کر پھینک دیا جائے۔ لوگوں کو یہ بھی نہیں پتہ کہ ضعف کہتے کسے ہیں؟ ضعیف حدیث، موضوع روایت کونہیں کہتے۔ یہ بھی واضح رہے کہ ضعف کبھی حدیث کے متن ومضمون (الفاظ) میں نہیں ہوتا، بلکہ ضعف اس کی اسناد میں کسی وجہ سے ہوتا ہے اور اگر ایک سبب سے ایک سند میں ضعف ہے اور دوسری سند اس سے قوی آ جائے تو اس پہلی سند کا ضعف بھی ختم ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ صرف اپنی کم علمی کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں کو پراگندہ کرتے رہتے ہیں۔‘‘ (۱)

۱۵۔ مولانا مفتی محمد شفیع رقمطراز ہیں:

’’ان احادیث سے جس طرح اس مبارک رات کے بیش بہا فضائل و برکات معلوم ہوئے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے اس رات میں اَعمالِ ذیل مسنون ہیں:

۱۔ رات کو جاگ کر نماز پڑھنا اور ذکر وتلاوت میں مشغول رہنا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور عاقبت اور اپنے مقاصد دارین (میں کامیابی) کی دعا

(۱) حجیتِ شب برأت، خطاب شیخ الاسلام۔(۱۲/۰۹/۲۰۰۵)

مانگنا۔‘‘

شبِ برات کے اعمال مسنونہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اس کی صبح کو یعنی پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا۔‘‘(۱)

۵۔ شبِ برأت اور ائمہ فقہاء کی آراء

فقہاءِ کرام نے لکھا ہے کہ شبِ برأت میں قیام اللیل کرنا یعنی رات جاگ کر عبادت کرنا مستحب ہے۔

۱۔ **علامہ ابن نجیم مصری حنفیؒ (م ۹۷۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:**

وَمِنَ الْمَنْدُوْبَاتِ إِحْيَاءُ لَيَالِيَ الْعَشْرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَلَيْلَتَي الْعِيْدَيْنِ، وَلَيَالِي عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ، وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ كَمَا وَرَدَتْ بِهِ الأَحَادِيْثُ. (۲)

’’رمضان کی آخری دس راتوں میں، عیدین کی راتوں میں، ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں اور شعبان کی پندرہویں رات میں شب بیداری کرنا مستحبات میں سے ہے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔‘‘

۲۔ **علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفیؒ (م ۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں:**

وَمِنَ الْمَنْدُوْبَاتِ رَكْعَتَا السَّفَرِ وَالْقُدُوْمُ مِنْهُ وَإِحْيَاءُ لَيْلَةِ الْعِيْدَيْنِ وَالنِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَالْعَشْرِ الأَخِيْرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَالأَوَّلُ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ. (۳)

(۱) فضائل وأحكام شب برأت/۸
(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، ۵۶/۲
(۳) الدر المختار مع شرح رد المختار، ۲/ ۲۴-۲۵

''سفر پر جاتے وقت اور سفر سے واپس آ کے دو رکعتیں پڑھنا اور عیدین کی رات میں، شعبان کی پندرھویں شب میں، رمضان کے آخری عشرہ میں اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں شب بیداری کرنا مستحبات میں سے ہے۔''

۳۔ **علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی حنفیؒ (م ۱۰۶۹ھ) تحریر فرماتے ہیں:**

(و) نُدُبَ إِحْيَاءِ (لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ.)[۱]

''اور شعبان کی پندرہویں شب (عبادت کے لیے) جاگنا مستحب عمل ہے۔''

۴۔ **علامہ عبد الحی لکھنویؒ (م ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:**

لَا كَلَامَ فِي اسْتِحْبَابِ إِحْيَاءِ لَيْلَةِ الْبَرَاءَةِ – بِمَا شَاءَ مِنَ الْعِبَادَاتِ وَبِأَدَاءِ التَّطَوُّعَاتِ فِيْهَا كَيْفَ شَاءَ لِحَدِيْثِ ابْنِ مَاجَه وَالْبَيْهَقِيِّ فِي شُعَبِ الإِيْمَانِ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ مَرْفُوْعًا ...... وَفِي الْبَابِ أَحَادِيْثُ أُخَرُ أَخْرَجَهَا الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُ عَلٰى مَا بَسَطَهَا ابْنُ حَجَرٍ الْمَكِّيُّ فِي 'الإِيْضَاحِ وَالْبَيَانِ' دَالَّةً عَلٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكْثَرَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَالدُّعَاءِ وَزَارَ الْقُبُوْرَ وَدَعَا لِلأَمْوَاتِ فَيُعْلَمُ بِمَجْمُوْعِ الأَحَادِيْثِ الْقَوْلِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ اسْتِحْبَابُ إِكْثَارِ الْعِبَادَةِ فِيْهَا.[۲]

''اس بات میں کوئی کلام نہیں کہ شب برأت میں بیدار رہ کر مختلف قسم کی نفلی عبادات کے اندر مشغول رہنے کا عمل مستحب ہے۔ اس کی دلیل امام ابن ماجہ اور بیہقی کی شعب الایمان میں حضرت علی ﷺ سے مرفوعاً مروی حدیث ہے اور اس سلسلہ میں دوسری احادیث بھی ہیں جنہیں امام بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ابن حجر مکی نے ''الایضاح والبیان'' میں تفصیل سے بیان کیا ہے، یہ تمام احادیث اس بات

(۱) نور الإيضاح مع شرح وحاشية طحطاوی/۳۲۵
(۲) عبد الحی اللکنوی، الآثار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة/۷۳-۷۴

پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ اس رات کو زیادہ سے زیادہ عبادات اور دُعائیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس رات زیاراتِ قبور بھی فرمائی اور مُردوں کے لیے دعا بھی فرمائی اور ان تمام قولی اور فعلی عبادتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شب زیادہ سے زیادہ عبادت کرنا (سنتِ رسول ﷺ سے ثابت) مستحب عمل ہے۔''

خلاصۂ کلام

قارئینِ کرام! شبِ برأت پر اتنی کثیر تعداد میں مروی احادیث، تعاملِ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ سلف، فقہاء صرف اس لیے نہیں ہیں کہ کوئی بھی بندہ فقط ان کا مطالعہ کر کے یا بنا مطالعہ کے ہی انہیں قصے، کہانیاں سمجھتے ہوئے صرفِ نظر کردے بلکہ ان کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے مولا خالقِ کائنات کے ساتھ اپنے ٹوٹے ہوئے تعلق کو پھر سے اُستوار کرے جو کہ اس رات اور اس جیسی دیگر روحانی راتوں میں عبادت سے باسہولت میسر ہوسکتا ہے۔

اِن بابرکت راتوں میں رحمتِ الٰہی اپنے پورے عروج پر ہوتی ہے اور اپنے گناہ گار بندوں کی بخشش ومغفرت کے لیے بے قرار ہوتی ہے، لہٰذا اس رات میں قیام کرنا، کثرت سے تلاوتِ قرآن، ذکر، عبادت اور دعا کرنا مستحب ہے اور یہ اَعمال احادیثِ مبارکہ اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہیں۔ اس لیے جوشخص بھی اس شب کو یا اس میں عبادت کو بدعتِ ضلالۃ کہتا ہے وہ درحقیقت احادیثِ صحیحہ اور اعمالِ سلف صالحین کا منکر ہے اور فقط ہوائے نفس کی اتباع اور اطاعت میں مشغول ہے۔

یہ اَمر بھی قابلِ غور ہے کہ جو عمل خود حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ سے ثابت ہو، تابعین، اتباع تابعین اور اسلاف امت اس پر شروع سے ہی عمل پیرا رہے ہوں۔ فقہائے کرام جسے مستحب قرار دیتے ہوں، کیا وہ عمل بدعت ہوسکتا ہے؟ اگر ایسا عمل بھی بدعت ہے تو پھر بھلا سنت ومستحب عمل کون سا ہوگا؟

باب چہارم

شبِ برأت کے نوافل و اَذکار اور ماثورہ دعائیں

۱۔ مساجد میں اِہتمامِ عبادت اور باجماعت نوافل کی ادائیگی کا حکم

برصغیر میں معمول یہ ہے کہ شبِ قدر، شب برأت اور اسی طرح دیگر بڑی راتوں میں صلوٰۃ التسبیح با جماعت ادا کی جاتی ہے، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے۔

اس بارے میں دوطرح کی آراء پائی جاتی ہیں، بعض ائمہ نے اسے مستحب کہا ہے اور بعض نے اسے مکروہ کہا ہے۔

امام ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ھ) نے یہ دونوں اقوال بیان کیے ہیں:

''ایک قول یہ ہے کہ مسجدوں میں جماعت کے ساتھ بیداری مستحب ہے۔ یہ قول اکابر تابعین مثل خالد بن معدان اور لقمان بن عامر کا ہے، امام اسحٰق بن راہویہ نے بھی اس بارے میں ان کی موافقت فرمائی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مساجد میں نوافل کی جماعت مکروہ ہے، یہ قول اہل شام کے امام وفقیہ اوزاعی اور ان کے رفقاء کا ہے۔''

امام ابن رجب حنبلیؒ مزید لکھتے ہیں:

إِنَّهُ يُسْتَحَبُّ إِحْيَاؤُهَا جَمَاعَةً فِي الْمَسَاجِدِ كَانَ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ وَلُقْمَانُ بْنُ عَامِرٍ وَغَيْرُهُمَا يَلْبَسُوْنَ فِيْهَا أَحْسَنَ ثِيَابِهِمْ وَيَتَبَخَّرُوْنَ وَيَكْتَحِلُوْنَ وَيَقُوْمُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ لَيْلَتَهُمْ تِلْكَ وَوَافَقَهُمْ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ عَلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ فِي قِيَامِهَا فِي الْمَسَاجِدِ جَمَاعَةً: لَيْسَ بِبِدْعَةٍ. (۱)

---

(۱) ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف/۱۳۷

’’ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو مسجد میں شب بیداری کے لیے اجتماع کرنا مستحب عمل ہے۔ چنانچہ حضرت خالد بن معدان، اور لقمان بن عامر وغیرہ اس رات اعلیٰ لباس زیب تن فرماتے، خوشبو اور سرمہ لگاتے اور اس رات مسجد میں قیام اللیل کرتے۔ اس پر امام اسحاق بن راہویہ نے ان کی موافقت کی ہے اور کہا ہے کہ اس رات کو مساجد میں قیام کرنا بدعت نہیں ہے۔‘‘

علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) سے اس رات میں عبادت کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا:

إِذَا صَلَّى الإِنْسَانُ لَيْلَةَ النِّصْفِ وَحْدَهُ أَوْ فِي جَمَاعَةٍ خَاصَّةٍ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ طَوَائِفُ مِنَ السَّلَفِ فَهُوَ أَحْسَنُ. (۱)

’’جب کوئی انسان نصف شعبان کی رات کو اکیلا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھے جیسا کہ سلف میں سے بہت سارے گروہ اس کا اہتمام کرتے تھے تو یہ بہت خوب ہے۔‘‘

علامہ ابن تیمیہ ’مجموع فتاویٰ‘ میں بیان کرتے ہیں:

وَأَمَّا لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقَدْ رُوِيَ فِي فَضْلِهَا أَحَادِيثُ وَآثَارٌ وَنُقِلَ عَنْ طَائِفَةٍ مِنَ السَّلَفِ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ فِيهَا. (۲)

’’شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت میں بہت سی احادیث آئی ہیں اور بہت سے آثارِ صحابہ آئے ہیں اور اسلاف (تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین) سے ان کی بہت سی کثیر تعداد میں اقوال آئے ہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ وہ اس رات میں خصوصی نمازیں پڑتے اور عبادت کرتے تھے۔‘‘

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں لکھتے ہیں:

---

(۱) ابن تیمیة، مجموع فتاوی، ۱۳۱/۲۳
(۲) ابن تیمیة، مجموع فتاویٰ، ۱۳۲/۲۳

باجماعت نفل نماز کی کراہت تحریمی نہیں ہے، صرف تنزیہی ہے اور اگر دوام کے ساتھ نوافل کی جماعت نہ کرائی جائے تو پھر یہ مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

''اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ جب نوافل کی جماعت علیٰ سبیل التداعی ہو تو صدرشہید کی ''اصل'' میں ہے کہ یہ مکروہ ہے لیکن اگر مسجد کے گوشے میں بغیر اذان وتکبیر نفل کی جماعت ہوئی تو کراہت نہیں اور شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ اگر امام کے علاوہ تین افراد ہوں تو بالاتفاق کراہت نہیں اور اگر مقتدی چار ہوں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اصح کراہت ہے۔''(۱)

پھر اظہر یہ ہے کہ یہ کراہت صرف تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ **لمخالفة التوراث** (کیونکہ یہ طریقہ توارث کے خلاف ہے۔) نہ تحریمی کہ گناہ وممنوع ہو۔

رد المحتار میں ہے: ''حلیۃ'' میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ نفل میں جماعت مستحب نہیں، پھر اگر کبھی کبھی ایسا ہو تو یہ مباح ہے مکروہ نہیں اور اس میں دوام ہو تو طریقہ متوارث کے خلاف ہونے کی وجہ سے بدعتِ مکروہہ ہے۔ اس کی تائید ''بدائع'' کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ جماعت، قیام رمضان کے علاوہ نوافل میں سنت نہیں، کیونکہ نفیِ سنت کراہت کو مستلزم نہیں، پھر اگر اس میں دوام ہو تو یہ بدعت ومکروہ ہوگی، خیر رملی نے ''حاشیۂ بحر'' میں کہا کہ ضیاء اور نہایہ میں کراہت کی علت یہ بیان کی ہے کہ وتر من وجہ نفل ہیں اور نوافل کی جماعت مستحب نہیں کیونکہ صحابہ کرام علیہم اجمعین نے رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت نہیں کرائی یہ گویا اس بات کی تصریح ہی ہے کہ جماعت مکروہ تنزیہی ہے۔(۲)

---

(۱) ۱۔ فتاویٰ رضویۃ، ۴۳۱/۷

۲۔ خلاصتہ الفتاویٰ، ۱۵۴/۱ (بحوالہ تبیان القرآن، غلام رسول سعیدی)

(۲) ۱۔ فتاویٰ رضویۃ، ۴۳۱/۷-۴۳۲

۲۔ رد المحتار، ۴۳۶/۲-۴۳۷

۲۔ آج کے دور میں کس رائے پر عمل کرنا چاہیے؟

جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ اس رات اکیلے عبادت کرنا اور اجتماعی طور پر عبادت کرنا دونوں ہی طریقے ائمہ سے ثابت ہیں۔ اس رات جاگنا، عبادت کرنا چونکہ مستحب عمل ہے، لہٰذا ہماری رائے کے مطابق اسے انسانی طبیعت اور مزاج پر چھوڑنا چاہیے، جس طریقہ میں کسی کی طبیعت اور مزاج کیف و سرور اور روحانی حلاوت محسوس کرے اسے چاہیے کہ وہ وہی طریقہ اختیار کرے۔ کیوں کہ اس رات کا اصل مقصود تزکیہ و تصفیہ قلب ہے۔ سو جسے جس طریقہ میں حلاوت ایمانی نصیب ہو اسے اسی پر عمل کر لینا چاہیے۔ بعض لوگوں کی طبیعت خلوت پسند ہوتی ہے اور انہیں تنہائی میں عبادت اور گریہ زاری کرنے سے حلاوت و سکون اور ذہنی یکسوئی ملتی ہے، سو وہ اس طریقہ کو اختیار کرلیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگ اجتماعی طور پر عبادت کرنے میں زیادہ آسانی اور راحت محسوس کرتے ہیں، لہٰذا ان کے لیے اس طریقے پر عمل کرنے میں رخصت ہونی چاہیے کیوں کہ یہ عمل بھی ائمہ سے ثابت ہے۔

بلکہ آج کا دور چونکہ سہل پسندی اور دینی تعلیمات سے بے راہ روی کا دور ہے، اس دور میں وہ لوگ بھی کم ہیں کہ جن کے گھر اور راتیں قیام اللیل کے نور سے جگمگاتی ہیں، اور طبیعتوں میں اتنی مستقل مزاجی بھی نہیں رہی کہ لوگ گھروں میں رات بھر جاگ کر چستی و مستعدی سے عبادت و اذکار ادا کرسکیں۔ تنہائی میں کچھ دیر عبادت سے ہی سستی اور نیند کے ہتھیار کے ذریعے شیطان لعین ان پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے، لہٰذا اگر اجتماعی عبادت سے لوگوں میں دین سے رغبت اور عبادت میں مستعدی پیدا ہوتی ہے تو ان کے لیے اجتماعی طور پر عبادت کرنا مستحسن عمل ہے۔

اجتماعی طور پر عبادت کرنے میں تعلیم و تربیت کا عمل بھی پایا جاتا ہے۔ دینی تعلیمات اور نوافل و اذکار کی ادائیگی سے بے بہرہ لوگ بھی آسانی سے اجتماعی عمل میں شریک ہو کر اپنی عبادات کی ادائیگی کرلیتے ہیں اور جو چیزیں معلوم نہیں ہوتیں وہ جان لیتے ہیں۔

اس اَمر کا خیال رہے کہ اجتماعی عبادات کسی عالم باعمل کی زیر تربیت و نگرانی ہونی

چاہیے، جو لوگوں کی فکری اور روحانی ہر دو حوالوں سے تربیت و اصلاح بھی کر سکے۔ اور انہیں ایسے اعمال اور منکرات سے بھی بچایا جا سکے جن کی وجہ سے اجتماعی طور پر نفلی عبادات سے روکا گیا ہے۔ جیسے بعض لوگ عبادت کی بجائے شور وشغف اور لہو ولعب میں لگ کر مسجد اور اس مقدس رات دونوں کے آداب کو پامال کرتے ہیں اور اپنے لیے نیکی برباد اور گناہ لازم کا مصداق بنتے ہیں۔

عصر حاضر میں اجتماعی طور پر عبادت کی ادائیگی اور تعلیم و تربیت کی بہترین مثال تحریک منہاج القرآن کا مسنون اجتماعی اعتکاف ہے، جس میں دنیا بھر سے لوگ شریک ہوتے ہیں اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے معیت میں ان کے زیرِ تربیت عشرہ اعتکاف گزارتے ہیں۔ جہاں لوگ دل کی زمین پر اُگی خود رَو جھاڑیوں کو - جو پورا سال دنیاوی معاملات میں غرق رہنے کی وجہ سے حسد، بغض، لالچ، نفرت، تکبر، خودغرضی، ناشکری اور بے صبری کی شکل میں موجود رہتی ہیں - اکھاڑنے اور دل کے اندر رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کو سمیٹنے کے لیے قبولیت اور انجذاب کا مادہ پیدا کرنے کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔

۳۔ شبِ برأت میں شب بیداری کیسے کی جائے؟

امام حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی (م ۱۰۶۹ھ) فرماتے ہیں:

وَمَعْنَى الْقِيَامِ أَنْ يَكُوْنَ مُشْتَغِلًا مُعْظَمَ اللَّيْلِ وَقِيْلَ: بِسَاعَةٍ مِنْهُ يَقْرَأُ أَوْ يَسْمَعُ الْقُرْآنَ أَوِ الْحَدِيْثَ أَوْ يُسَبِّحُ أَوْ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.(۱)

’’شب بیداری کا مطلب یہ ہے کہ رات کے اکثر حصہ میں اور ایک قول کے مطابق کچھ حصہ میں قرآن و حدیث پڑھنے یا سننے میں مشغول رہے۔ یا تسبیح پڑھتا رہے، یا حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود وسلام بھیجتا رہے۔‘‘

اس رات میں شب بیداری کے لیے کوئی خاص طریقہ اور کوئی خاص عبادت مقرر نہیں

(۱) مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی/۳۲۶

کی گئی ہے، طبعی نشاط کے ساتھ جس طرح بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کر سکیں کریں چاہے قرآن و حدیث کی تلاوت و سماعت میں مشغول رہیں، چاہے تسبیح پڑھتے رہیں، چاہے درود شریف پڑھتے رہیں، چاہے نوافل کی ادائیگی میں مشغول رہیں۔ بہت سے بزرگوں کا معمول صلاۃ التسبیح پڑھنے کا ہے اگر ہو سکے تو صلوۃ التسبیح پڑھ لیں اس کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

۴۔ کیا عبادت کے لیے پوری رات جاگنا ضروری ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِىَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ○ (۱)

''بے شک رات کا اُٹھنا (نفس کو) سخت پامال کرتا ہے اور (دِل و دِماغ کی یکسوئی کے ساتھ) زبان سے سیدھی بات نکالتا ہے○''

جیسا کہ تفسیر جلالین میں ہے کہ

نَاشِئَةَ الَّيْل: اَلْقِيَامُ بَعْدَ النَّوْمِ. (۲)

''سو کر اٹھنے کے بعد قیام کرنا۔''

نَاشِئَةَ اللَّيْل یعنی ''رات کا اُٹھنا'' سونے کے بعد متحقق ہوتا ہے، کیونکہ اس کے اختیار کرنے سے نفس پر مشقت کا اثر زیادہ ہوتا ہے تو وہی افضل بھی ہے۔ حدیث مبارکہ سے بھی اس کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آخر شب کی فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں اور قواعد عقلیہ بھی اس پر شاہد ہیں کیونکہ وہ وقت سونے کا ہے اور سونا ترک کرنا مشکل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص رات کو اُٹھ کر التجا کرتا ہے تو میں اس سے بہت خوش ہوتا ہوں۔ اس لیے کہ اس نے میری وجہ سے اپنی بیوی اور گرم بستر کو چھوڑ دیا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اخیر حصہ رات کا افضل ہے۔ لیکن اگر کسی کو اس حصہ میں جاگنا دشوار ہو وہ اول حصہ میں عبادت

(۱) المزمل، ۷۳/۶

(۲) الجلالین/۷۷۳، رقم/۶

کر لے کیونکہ اور راتوں میں تو اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا پر نزول رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے، جب کہ شب برأت کی خاصیت یہ ہے کہ اس رات میں اول شب یعنی غروبِ آفتاب کے وقت سے ہی اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پر نزولِ اِجلال فرماتا ہے۔ لہٰذا جن لوگوں کا اخیر شب میں عبادت کرنا دشوار ہو وہ اول شب میں ہی عبادت کر لیں تاکہ اس رات کی برکتوں اور سعادتوں سے محروم نہ رہیں۔

۵۔ فرائض کی قضاء کو نوافل کی ادائیگی پر ترجیح دی جائے

ہر چند کہ شب برأت اور دیگر شب ہائے مقدسہ میں نفلی عبادات کرنا بلا کراہت جائز ہیں بلکہ مستحسن اور مستحب عمل ہیں، تاہم جن لوگوں کی کچھ فرض نمازیں چھوٹی ہوں وہ ان مقدس راتوں میں اپنی قضاء نمازوں کو ادا کر لیں، اسی طرح نفلی روزوں کے بجائے جو فرض روزے چھوٹ گئے ہوں ان روزوں کی قضاء کر لیں تو بہترین عمل ہے۔

اصل یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ اس کی جتنی نمازیں قضاء ہوں ان کا حساب کر کے تمام کاموں سے مقدم ان نمازوں کی قضاء کرے اور کم از کم درجہ یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے ساتھ ایک قضاء نماز پڑھے اور اس کی نیت یوں کرے: ''میں آخری نماز فجر کی نیت کرتا ہوں جس کو میں نے ادا نہیں کیا۔'' پھر اسی طرح آخری ظہر اور آخری عصر کی نیت کرے، ہر روز وتر کی بھی قضاء کرے اور جب بھی عبادت کرنے کا موقع ملے زیادہ سے زیادہ فرض نمازوں کی قضاء کرے، خصوصاً جب حج یا عمرہ کے لیے جائے۔ اسی طرح جو روزے چھوٹ گئے ہوں، ان روزوں کو بھی جلد از جلد قضاء کر لے، بہر حال ترک کیے ہوئے فرائض کی قضاء کو نوافل کی ادا پر مقدم کرے، کیونکہ اگر کوئی شخص نوافل نہیں پڑھے گا تو اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی اور نہ اسے کسی عذاب کا خطرہ ہوگا اور لیکن اگر اس کے ذمہ فرائض رہ جائیں گے تو اس سے باز پرس ہوگی اور اسے بہر حال عذاب کا خطرہ ہوگا۔

٦۔ ماہِ شعبان کے مستحب نوافل و اَذکار اور دعائیں

بہت سے ائمہ و بزرگانِ دین نے اس ماہِ مبارک میں درج ذیل اعمالِ صالحہ کو افضل قرار دیا ہے۔

(۱) ماہِ شعبان میں روزانہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو پڑھنا گناہوں کی بخشش اور مغفرت کے واسطے بہت افضل ہے:

﴿أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيْمَ الَّذِي لَا إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ تَوْبَةَ عَبْدٍ ظَالِمٍ لَا يَمْلِكُ نَفْسَهُ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا مَوْتًا وَلَا حَيَاتًا وَلَا نُشُوْرًا﴾

(۲) ماہِ شعبان کے پہلے جمعہ کو بعد نمازِ مغرب اور قبل نماز عشاء 2 **رکعت** نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد:

1 مرتبہ آیۃ الکرسی ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ﴾ (مکمل)

10 مرتبہ سورۃ اِخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (مکمل)

1 مرتبہ سورۃ الفلق ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (مکمل)

1 مرتبہ سورۃ الناس ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ مکمل پڑھے۔ ان شاء اللہ یہ نماز زیادتی وحلاوتِ ایمان کے لیے بہت مفید ہے۔

(۳) ماہِ شعبان کی پہلی شب بعد نماز عشاء 12 رکعت نماز 6 سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 15، 15 مرتبہ سورۃ اِخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ مکمل پڑھے، سلام کے بعد 70 مرتبہ درود شریف پڑھے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے ان شاء اللہ اس نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرمائے گا اور جنت میں جگہ عطا فرمائے گا۔

(٤) ماہِ شعبان کے پہلے جمعہ کی شب بعد نماز عشاء 8 رکعت نماز ایک سلام سے پڑھے اور

ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 11، 11 مرتبہ سورۃ اِخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ مکمل پڑھے۔

اس کا ثواب سیدہ کائنات خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء ﷺ کی روح مبارک کو بخشنا باعث فضیلت ہے۔

(۵) ماہِ شعبان کے پہلے جمعہ کی شب نماز عشاء کے بعد 4 رکعت نماز ایک سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 3، 3 مرتبہ سورۃ اِخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ مکمل پڑھے۔ اس نماز کی بہت فضیلت آئی ہے اور اللہ تعالیٰ اجر عظیم اور خیر کثیر عطا فرمائے گا۔

۷۔ شبِ برأت کے مسنون اعمال اور دعائیں

اس رات کو حضور نبی اکرم ﷺ سے بالخصوص یہ دعائیں منقول ہیں:

(۱) ﴿سَجَدَ لَکَ خَيَالِي وَسَوَادِي، وَآمَنَ بِکَ فُؤَادِي، فَهٰذِهٖ يَدِي وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰی نَفْسِي، يَا عَظِيْمُ، يُرْجٰی لِکُلِّ عَظِيْمٍ، يَا عَظِيْمُ، اغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ﴾ (۱)

”(اے اللہ!) میرے خیال اور باطن نے تجھے سجدہ کیا، تجھ پر میرا دل ایمان لایا، یہ میرا ہاتھ ہے اور میں نے اس کے ذریعے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا، اے عظیم! ہر عظیم سے امید باندھی جاتی ہے، اے عظیم! بڑے گناہوں کو بخش دے۔ میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کی تخلیق کی اور اس کی سمع و بصر کی قوتوں کو جدا جدا بنایا۔“

(۲) ﴿أَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ، وَأَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ،

(۱) ۱۔ بیهقی، شعب الإيمان، ۳/۳۸۵، رقم/۳۸۳۸
۲۔ بیهقی، فضائل الأوقات/۱۲۹

وَأَعُوذُ بِکَ مِنْکَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْکَ أَنْتَ کَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِکَ، أَقُوْلُ کَمَا قَالَ أَخِي دَاوُدُ، أَعْفُرُ وَجْهِي فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِي، وَحَقٌّ لَهُ أَنْ يُسْجَدَ﴾ (١)

''(اے اللہ!) میں تیری رضا کے ذریعے تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تیرے عفو کے ذریعے تیرے قہر سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیرے ذریعے تجھ ہی سے (یعنی تیری پکڑ سے) پناہ مانگتا ہوں، میں اس طرح تیری ثنا کا حق ادا نہیں کر سکتا جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے، میں ویسا ہی کہتا ہوں جیسے میرے بھائی داؤد نے کہا، میں اپنا چہرہ اپنے مالک کے سامنے خاک آلود کرتا ہوں، اور وہ حق دار ہے کہ اس کو سجدہ کیا جائے۔''

(٣) ﴿اَللّٰهُمَّ، ارْزُقْنِي قَلْبًا تَقِيًّا مِنَ الشَّرِّ نَقِيًّا لَا جَافِيًا وَلَا شَقِيًّا﴾ (٢)

''اے اللہ! مجھے ایسا دل عطا فرما جو ہر شر سے پاک، صاف ہو، نہ بے وفا ہو اور نہ بدبخت ہو۔''

(٤) دوسری مسنون دعا جس کی آپ ﷺ نے لیلۃ القدر میں پڑھنے کی تلقین کی ہے، وہ بھی اس رات پڑھنا مستحب ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِيْمٌ، تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي.﴾ (٣)

''اے اللہ! تُو بہت معاف کرنے والا اور کرم فرمانے والا ہے۔ عفو و درگزر کو پسند کرتا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔''

(١) ١- بيهقى، شعب الإيمان، ٣/٣٨٥، رقم/٣٨٣٨
٢- بيهقى، فضائل الأوقات/١٢٩
(٢) ١- بيهقى، شعب الإيمان، ٣/٣٨٥، رقم/٣٨٣٨
٢- بيهقى، فضائل الأوقات/١٢٩
(٣) ترمذى، السنن، كتاب الدعوات، ٥/٥٣٤، رقم/٣٥١٣

(۵) شعبان کی چودہ تاریخ بعد نماز عصر آفتاب غروب ہونے کے وقت باوضو ہوکر ۴۰ مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾

اللہ تعالیٰ اس دعا کے پڑھنے والے کے چالیس سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔

(٦) شعبان کی ۱۵ ویں شب میں سورۃ بقرہ کا آخری رکوع:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ○ لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ط رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفه وَاغْفِرْ لَنَا وقفه وَارْحَمْنَا وقفه اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○﴾

21 مرتبہ پڑھنا امن و سلامتی اور حفاظت جان و مال کے لیے بہت مفید ہے۔

(۷) شعبان کی ۱۵ ویں رات سورۃ یٰس **(سورۃ/۳۶، پارہ/۲۲)** 3 بار پڑھنے سے رزق میں ترقی ہوتی ہے، عمر دراز ہوتی ہے، اور انسان ناگہانی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۸) شعبان کی ۱۵ ویں رات سورۃ الدخان **(سورۃ/۴۴، پارہ/۲۵)** 7 مرتبہ پڑھنا بہت افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ستر حاجات دنیا کی اور ستر حاجات آخرت کی پوری فرمائے گا۔

(۹) فراخی رزق کے لیے دعائے نصف شعبان المعظم

امام غزالی اِحیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں کہ شبِ برأت کی رات لوگ یہ دعا

(کثرت سے) پڑھتے ہیں:

صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں: جو بندہ یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی معیشت (رزق) میں وسعت عطا فرماتا ہے۔

﴿(اَللّٰهُمَّ) يَا ذَا الْمَنِّ، وَلَا يُمَنُّ عَلَيْکَ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ، يَا ذَا الطَّوْلِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، ظَهْرُ اللَّاجِئِيْنَ، وَجَارُ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ، وَمَأْمَنُ الْخَائِفِيْنَ، (اَللّٰهُمَّ،) إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي أُمِّ الْكِتٰبِ عِنْدَکَ شَقِيًّا فَامْحُ عَنِّي اسْمَ الشَّقَاءِ. وَأَثْبِتْنِي عِنْدَکَ سَعِيْدًا، وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي أُمِّ الْكِتَابِ مَحْرُوْمًا مُقَتَّرًا عَلَيَّ رِزْقِي فَامْحُ عَنِّي، حِرْمَانِي وَتَقْتِيْرِ رِزْقِي، وَاثْبِتْنِي عِنْدَکَ سَعِيْدًا مُوَفَّقًا لِلْخَيْرِ، فَإِنَّکَ تَقُوْلُ فِي كِتَابِکَ ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ.﴾﴾[1]

’’(اے اللہ!) اے احسان کرنے والے کہ تجھ پر احسان نہیں کیا جاتا! اے بڑی شان وشوکت والے! اے فضل والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پریشان حالوں کا مددگار ہے، پناہ مانگنے والوں کو پناہ دینے والا ہے اور خوفزدوں کو امان دینے والا ہے۔ (اے اللہ!) اگر تو مجھے اپنے پاس اُمُّ الکتاب (لوح محفوظ) میں شقی (بدبخت) لکھ چکا ہے، تو (اے اللہ!) میرا نام بدبختوں میں سے مٹا دے۔ اور مجھے اپنے پاس سعادت مند لکھ دے۔ اگر تو مجھے اپنے پاس اُمُّ الکتاب (لوح محفوظ) میں محروم، رزق میں تنگی دیا ہوا لکھ چکا ہے، تو (اے اللہ!) مجھ سے میری محرومی اور تنگی رزق کو دور فرما دے۔ اور (اپنے فضل سے) مجھے اپنے پاس اُمُّ الکتاب میں خوش بخت اور بھلائیوں کی

---

(۱) ۱۔ ابن أبی شیبة، المصنف، ۶/۶۸، رقم/۲۹۵۳۰
۲۔ بیهقی، القضاء والقدر/۲۱۵، رقم/۲۵۷

توفیق دیا ہوا ثبت (تحریر) فرما دے۔ بے شک تو اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرماتا ہے: ﴿اللہ جس (لکھے ہوئے) کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) ثبت فرما دیتا ہے، اور اسی کے پاس اصل کتاب (لوحِ محفوظ) ہےo﴾۔''

(۱۰) صلاۃ الخیر (شب برأت کی نماز)

شبِ برأت میں 100 رکعات (نفل) نماز اس طرح ادا کی جائے کہ اس میں سورۃ فاتحہ کے بعد 1000 مرتبہ سورۃ اِخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی جائے۔ (یعنی ہر رکعت میں 10 بار سورۃ اِخلاص پڑھیں گے۔)

اس نماز کو 'صلوٰۃ الخیر' کہا جاتا ہے۔ اس نماز کی بہت زیادہ برکت ہے۔ پہلے زمانے کے بزرگ یہ نماز باجماعت ادا کرتے تھے اور اس کے لیے جمع ہوتے تھے اس کی فضیلت زیادہ اور ثواب بے شمار ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''مجھ سے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا کہ جو شخص شبِ برأت کی رات یہ نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر بار (نظرِ) رحمت فرماتا ہے اور ہر نظر کے بدلے اس کی ستر حاجات پوری کرتا ہے۔ سب سے کم درجے کی حاجت مغفرت ہے۔''(۱)

حضرت عمرو بن مقدام العجلی بیان کرتے ہیں کہ مجھے مروان بن محمد نے ایک کتاب دی، اس میں حضرت ابو یحییٰ سے مروی روایت ہے جس کی تیس سے زیادہ راویوں نے توثیق و تصدیق کی:

---

(۱) ۱۔ عبد القادر الجيلاني، غنية الطالبين/۴۵۰
۲۔ غزالی، إحياء علوم الدين، ۱/۲۰۳
۳۔ آلوسی، روح المعانی، ۸/۴۰۳
۴۔ دمياطی، إغاثة الطالبين، ۱/۲۷۱
۵۔ عبد الحی اللكنوی، الآثار المرفوعة/۷۹

''جس نے شب برأت میں سو رکعات نماز میں ایک ہزار مرتبہ سورۃ اِخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (ہر رکعت میں دس بار) پڑھی۔ اس وقت تک اسے موت نہیں آئے گی، جب تک کہ وہ اپنے خواب میں سو (١٠٠) فرشتوں کو نہ دیکھ لے۔ (جن میں سے) تیس فرشتے اسے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ تیس فرشتے اسے دوزخ سے دور رکھتے ہیں۔ تیس فرشتے (آفاتِ دنیاوی سے) اس کی حفاظت کرتے ہیں اور دس فرشتے اسے دشمنوں کی چالوں سے بچاتے ہیں۔''(١)

(١١) اس رات میں عبادت کی فضیلت میں امام زمخشری اور رازی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس رات میں جو شخص 100 رکعات نماز ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف 100 فرشتے بھیجتا ہے۔ (جن میں سے) 30 فرشتے اسے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ 30 فرشتے اسے آگ کے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ 30 فرشتے آفاتِ دنیاوی سے اس کا دفاع کرتے ہیں اور 10 فرشتے اسے شیطانی مکر و فریب سے بچاتے ہیں۔''(٢)

(١٢) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو پندرہ شعبان کی رات 14 رکعات نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تشریف فرما ہوئے اور درج ذیل سورتیں پڑھیں:

14 مرتبہ سورۃ فاتحہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (مکمل)

14 مرتبہ سورۃ اِخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (مکمل)

14 مرتبہ سورۃ الفلق ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (مکمل)

---

(١) الخلال، من فضائل سورة الإخلاص/٥٣، رقم/١٥

(٢) ١۔ زمخشری، الكشاف، ٢٧٢/٤

٢۔ رازی، التفسير الكبير، ٢٠٤/٢٧

14 مرتبہ سورۃ الناس ﴿قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (مکمل)

1 مرتبہ آیۃ الکرسی ﴿اَللّٰہُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۚ﴾ (مکمل آیت)

1 مرتبہ سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۸-۱۲۹ پڑھی: ﴿لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ○ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۫ۖ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ○﴾

آپ ﷺ کے نماز سے فراغت پانے کے بعد میں نے اس عمل کے بارے میں پوچھا جو میں نے آپ ﷺ کو ادا کرتے ہوئے دیکھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس کسی نے اسی طرح کا عمل کیا جو آپ نے دیکھا ہے تو اس کے لیے بیس مقبول حج کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور بیس سال کے مقبول روزوں کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ اور اگر اس دن صبح روزہ بھی رکھے تو وہ اس کے لیے (ثواب میں) دو سالوں کے روزوں کی طرح ہے، ایک سال کے گذشتہ روزوں اور ایک سال کے آنے والے روزوں کے برابر۔''(۱)

امام عبد الحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) 'الآثار المرفوعۃ' میں یہ روایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''امام بیہقی نے اس روایت کی تخریج کرنے کے بعد فرمایا: 'اس حدیث کے موضوع ہونے کا شبہ ہے، اور یہ منکر ہے کیوں کہ اس میں مجہول راوی ہیں۔'

ملا علی القاری نے اپنے رسالہ میں جو انہوں نے شبِ قدر اور شبِ

---

(۱) ۱۔ بیهقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۶-۳۸۷، رقم/۳۸۴۱
۲۔ سیوطی، الدر المنثور، ۷/۴۰۴
۳۔ ہندی، کنز العمال، ۱۴/۸۰، رقم/۳۸۲۹۳

برأت پر لکھا۔ اس بات کا جواب دیا۔ اس میں امام بیہقی کا یہ کلام نقل کرنے کے بعد اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

'میں کہتا ہوں کہ روایت میں بعض راویوں کا مجہول ہونا اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ اس سند کے راویوں اور ان کے روایت کردہ الفاظ کو موضوع کہہ دیا جائے۔ ہاں اس پر ضعیف کا حکم لگانا چاہیے۔ پھر اس بات پر بھی تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ فضائلِ اعمال میں ضعیف روایت پر عمل جائز ہے۔

ساتھ ہی اس اس بات پر بھی (محدثین کا) اتفاق ہے کہ اس رات نوافل کی ادائیگی رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ تو اس کے بعد اس کی تعداد رکعات یا کیفیت کے بیان میں اگر ضعف آ بھی جائے تو یہ بات کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔''[1]

(۱۳) حضرت اِمام حسن علیہ السلام کا عمل مبارک

حضرت طاؤس یمانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام سے پندرہ شعبان کی رات اور اس میں عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''میں اس رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصے میں اپنے نانا جان (ﷺ) پر درود شریف پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝[2]

''اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۝''

دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرتا ہوں۔ اس حکمِ الٰہی پر عمل کرتے ہوئے:

(۱) عبد الحی اللکنوی، الآثار المرفوعة، ۱/ ۸۰

(۲) الأحزاب، ۳۳/ ۵۶

وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝(۱)

''اور نہ ہی اللہ ایسی حالت میں ان پر عذاب فرمانے والا ہے کہ وہ (اس سے) مغفرت طلب کر رہے ہوں۝''

تیسرے حصے میں نماز پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۝(۲)

''اور (اے حبیبِ مکرّم!) آپ سربسجود رہیے اور (ہم سے مزید) قریب ہوتے جایئے۝''

میں نے عرض کیا: جو شخص یہ عمل کرے اس کے لیے کیا ثواب ہوگا۔ آپ نے فرمایا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

''اسے مقربین لوگوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔''(۳)

(۱٤) شعبان کی ۱۴ تاریخ کو بعد نماز مغرب 6 رکعتیں دو، دو رکعت کرکے پڑھیں۔ پہلی بار دو رکعت درازی عمر، دوسری بار دو رکعت دفع بلیات، تیسری بار دو رکعت مخلوق کا محتاج نہ ہونے کی نیت سے پڑھیں۔ ہر دوگانہ کے بعد سورۃ یٰسین 1 بار، سورۃ اِخلاص 21 بار اس کے بعد دعائے نصف شعبان المعظم پڑھیں:

﴿(اَللّٰهُمَّ) يَا ذَا الْمَنِّ، وَلَا يُمَنُّ عَلَيْكَ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ، يَا ذَا الطَّوْلِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، ظَهْرُ اللَّاجِئِيْنَ، وَجَارُ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ، وَمَأْمَنُ الْخَائِفِيْنَ، (اَللّٰهُمَّ،) إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي أُمِّ الْكِتٰبِ عِنْدَكَ شَقِيًّا فَامْحُ عَنِّي اسْمَ الشَّقَاءِ. وَأَثْبِتْنِي عِنْدَكَ سَعِيْدًا، وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي أُمِّ

---

(۱) الأنفال، ۸/۳۳

(۲) العلق، ۹۶/۱۹

(۳) سخاوی، القول البدیع، باب الصلاة علیه ﷺ في شعبان/۲۰۷

الْكِتَابِ مَحْرُوْمًا مُقَتَّرًا عَلَيَّ رِزْقِي فَامْحُ عَنِّي، حِرْمَانِي وَتَقْتِيرِ رِزْقِي، وَاثْبِتْنِي عِنْدَکَ سَعِيْدًا مُوَفَّقًا لِلْخَيْرِ، فَإِنَّکَ تَقُوْلُ فِي كِتَابِکَ ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ﴾

(۱۵) شعبان کی ۱۴ تاریخ کو نمازِ مغرب کے بعد دو رکعت نفل اس طرح پڑھے جائیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 1 ، 1 مرتبہ سورۃ حشر کی آخری تین آیات:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

3 مرتبہ سورۃ اِخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ مکمل پڑھیں۔

(۱٦) شعبان کی پندرہویں شب دو رکعت اس طرح پڑھی جائے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 1 بار آیۃ الکرسی اور 15 مرتبہ سورۃ اِخلاص پڑھی جائے۔ سلام کے بعد 100 مرتبہ درود شریف پڑھ کر ترقی رزق کے لیے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ کشادگی رزق عطا فرمائے گا۔

(۱۷) شعبان کی پندرہ تاریخ بعد نمازِ ظہر چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد **سورۃ الزلزال (سورۃ/۹۹، پارہ/۳۰)** 1 بار اور سورۃ اِخلاص 10 بار۔

دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد **سورۃ التکاثر (سورۃ/۱۰۲، پارہ/۳۰)** 1 بار اور سورۃ اِخلاص 10 بار۔

تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد **سورۃ الکافرون (سورۃ/۱۰۹، پارہ/۳۰)** 3 بار اور سورۃ اِخلاص 10 بار۔

چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد **آیۃ الکرسی** 3 بار اور سورۃ اِخلاص 25 بار پڑھے۔

اس نماز کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ خاص نظر کرم فرماتا ہے اور دین و دنیا کی بھلائی عطا فرماتا ہے۔

(۱۸) نمازِ اوّابین (اس رات غروب آفتاب کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر نزولِ الٰہی)

- یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز ہے۔ جو کم از کم دو طویل رکعات یا چھ مختصر رکعات سے لے کر زیادہ سے زیادہ بیس رکعات پر مشتمل ہے۔
- یہ اجر میں بارہ سال کی عبادت کے برابر بیان کی گئی ہے۔ اس کی فضیلت اور انوار و برکات بھی نمازِ تہجد جیسی ہیں۔

❁ اس کا معمول پختگی سے اپنایا جائے خواہ کم سے کم رکعات ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ خاص قبولیت، قرب، تجلیات اور انعامات کا وقت ہے۔ اس کے اسرار بے شمار ہیں:

۱۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات نفل اس طرح (مسلسل) پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو اس کے لیے یہ نوافل بارہ برس کی عبادت کے برابر شمار ہوں گے۔

۲۔ طبرانی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

۳۔ ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔

(۱۹) نمازِ توبہ

۱۔ مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت دو رکعت نفل نمازِ توبہ ادا کی جاسکتی ہے۔ خصوصاً گناہ سرزد ہونے کے بعد اس نماز کے پڑھنے سے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

۲۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابوبکر صدیق ﷜ سے روایت کیا ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کسی سے گناہ سرزد ہو جائے وہ وضو کر کے نماز پڑھے، پھر استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ قف وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللهُ قف وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ (۱)

’’اور (یہ) ایسے لوگ ہیں کہ جب کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور اللہ کے سوا گناہوں کی بخشش کون کرتا ہے اور پھر جو گناہ وہ کر بیٹھے تھے ان پر جان بوجھ کر اِصرار بھی نہیں کرتے o‘‘

(۲۰) نمازِ تسبیح

- اس نماز کی چار رکعات ہیں، مکروہ اوقات کے علاوہ ان کو جب چاہیں ادا کیا جا سکتا ہے۔
- اس کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے بعد **ثنا** (سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ آخر تک) پڑھیں۔

ثنا کے بعد 15 بار درج ذیل تسبیح پڑھیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ

---

(۱) آل عمران، ۳/۱۳۵

پھر اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO سورۃ الفاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر 10 بار یہی تسبیح پڑھیں، پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کے بعد 10 بار، پھر رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کے بعد 10 بار، پھر سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد 10 بار، پھر سجدے سے اٹھ کر جلسہ میں 10 بار، پھر دوسرے سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد 10 بار پڑھیں۔

پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو جائیں اور بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO سے پہلے 15 بار اسی تسبیح کو پڑھیں اور بعد ازاں سورت فاتحہ، پھر اسی طریقے سے چاروں رکعات مکمل کریں۔ ہر رکعت میں 75 بار اور چاروں رکعات میں 300 بار یہ تسبیح پڑھی جائے گی۔

● احادیث نبوی سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ تسبیح کو یومِ جمعہ یا مہینہ میں ایک بار یا سال میں ایک بار یا کم از کم عمر بھر میں ایک بار پڑھا جائے۔

ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیہقی سمیت اہلِ علم کی ایک جماعت نے اپنی اپنی کتب میں بیان کیا ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس ﷺ سے فرمایا: اے چچا جان! کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو نفع نہ پہنچاؤں؟ کیا آپ کو دس خصلتوں والا نہ بنا دوں؟ کہ جب تک آپ ان پر عمل پیرا رہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے، بعد کے، پرانے، نئے، غلطی سے یا جان بوجھ کر، چھوٹے، بڑے، پوشیدہ اور ظاہر ہونے والے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ (اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں نمازِ تسبیح کا طریقہ سکھایا) پھر فرمایا: اگر روزانہ ایک مرتبہ پڑھ سکو تو پڑھو، اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو، اگر اس طرح بھی نہ کر سکو تو مہینہ میں ایک بار، اگر ہر مہینے نہ پڑھ سکو تو سال میں ایک بار اور اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک بار پڑھ لو۔

(۲۱) نمازِ حاجت

● جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ اللہ کی تائید و نصرت کے لیے کم از کم دو رکعت نفل

بطور حاجت پڑھے۔

- ان دونوں رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد 11،11 مرتبہ سورۃ الإخلاص پڑھنا باعث برکت ہے۔
- چار رکعات بھی ادا کرسکتا ہے۔
- مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت یہ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ اس نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ حاجت پوری فرما دیتا ہے۔

طریقہ:

حضور نبی اکرم ﷺ کے معمولات مبارکہ میں اس کے دو طریقے ملتے ہیں:

۱۔ امام احمد بن حنبل، ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، حاکم، بیہقی اور طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک نابینا صحابی کو اس کی حاجت برآوری کے لیے دو رکعت نماز کے بعد درج ذیل الفاظ کے ساتھ دُعا کی تلقین فرمائی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں اپنی حاجت برآوری کے لیے اسی طریقے سے دو رکعت نماز کے بعد دعا کرتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ، إِنِّي أَسْأَلُکَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْکَ بِنَبِيِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِکَ إِلٰى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ فَتُقْضٰى لِي، اَللّٰهُمَّ، شَفِّعْهُ فِيَّ﴾ (۱)

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴/۱۳۸، رقم/۱۷۲۷۹

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الدعوات، باب فی دعاء الضعیف، ۵/۵۶۹، رقم/۳۵۷۸، امام ترمذی نے اسے حدیث حسن صحیح کہا ہے۔

۳۔ ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في صلاة الحاجة، ۱/۴۴۱، رقم/۱۳۸۵

﴿اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ، نبی رحمت کے وسیلہ جلیلہ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ یا محمد! بے شک میں نے آپ کے وسیلہ جلیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوں تاکہ وہ میرے لیے پوری ہو جائے۔ اے اللہ! تو میرے بارے حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔﴾

۲۔ امام ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، بزار اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن اَوفی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ یا کسی انسان کی طرف کوئی حاجت ہو تو اسے چاہیے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور بارگاہ رسالت میں تحفۂ درود پیش کر کے یہ دعا مانگے:

﴿لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ. لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا، يَا أَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ.﴾

(۲۲) نمازِ تہجد

- اس کی کم از کم دو رکعتیں ہیں۔ مسنون رکعات آٹھ ہیں اور مشائخ کے ہاں بارہ رکعات کا معمول بھی ہے۔
- بعد نمازِ عشاء سو کر جس وقت بھی اٹھ جائیں پڑھ سکتے ہیں۔
- بہتر وقت دو ہیں: نصف شب یا آخر شب

۴۔ ناصر الدین البانی، صحیح الترمذی، ۳/۱۸۲، رقم/۲۸۳۲

۵۔ أیضاً، موسوعة الألبانی فی العقیدة، ۳/۷۴۰، البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

- تہجد کے لیے اٹھنے کا یقین ہو تو وتر رات کو چھوڑ سکتے ہیں۔ اس صورت میں وتر کو نمازِ تہجد کے ساتھ آخر میں پڑھیں یوں کل گیارہ رکعات بن جائیں گی ورنہ وتر بھی نمازِ عشاء کے ساتھ پڑھ لینا بہتر ہے۔

❁ یہ نماز تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے مناجات اور ملاقات کا دروازہ ہے اور انوار و تجلیات کا خاص وقت ہے۔ احادیثِ نبوی میں اس کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے:

۱۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمام (نفل) نمازوں میں سب سے زیادہ محبوب نماز صلاۃِ داؤد علیہ السلام ہے، وہ آدھی رات سوتے، (پھر اٹھ کر) تہائی رات عبادت کرتے اور پھر چھٹے حصے میں سو جاتے۔

۲۔ صحیح مسلم، سنن ترمذی، صحیح ابن حبان، مسند احمد، سنن دارمی، سنن بیہقی، مسند ابویعلی اور شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز، نمازِ تہجد ہے۔

۳۔ طبرانی نے اسنادِ حسن کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مومن کا شرف نمازِ تہجد اور افتخار لوگوں سے استغناء ہے۔

۴۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے تو اللہ رب العزت آسمان دنیا پر تجلی فرما کر ارشاد فرماتا ہے: ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے عطا کروں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی بخشش کروں۔

۵۔ سنن ترمذی و سنن ابن ماجہ اور حاکم میں بخاری و مسلم کی شرط پر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! سلام (کرنا) عام کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور رات کو اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

۶۔ بیہقی نے حضرت اَسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے اور اس وقت پکارنے والا پکارے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جن کی کروٹیں خوابگاہوں سے جدا ہوتی تھیں؟ ایسے لوگ کھڑے ہوں گے جو تھوڑے ہوں گے اور بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، اس کے بعد دوسرے لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہو گا۔

۷۔ ترمذی نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیام اللیل (نمازِ تہجد) کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ یہ گزشتہ نیک لوگوں کا طریقہ، تمہارے رب کی قربت کا ذریعہ، برائیوں کا کفارہ اور گناہوں سے رکاوٹ ہے۔

(۲۳) پندرہ شعبان کے دن روزہ رکھنا اور نمازِ اِشراق و چاشت ادا کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتو اس میں قیام کرو اور اس کے دن کو روزہ رکھو۔''

☆نمازِ اِشراق کا وقت اور طریقہ

- اس کا وقت طلوعِ آفتاب سے 20 منٹ بعد شروع ہوتا ہے۔
- اسے نمازِ فجر اور صبح کے وظائف پڑھ کر اُٹھنے سے پہلے اسی مقام پر ادا کریں۔
- اس کی رکعات کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چھ ہیں۔

۞ اس نماز سے باطن کو نور ملتا ہے اور قلب کو سکون و اطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

۱۔ ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص نمازِ فجر با جماعت ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہا پھر دو رکعت نماز ادا کی تو اسے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔

۲۔ ترمذی اور ابو داؤد حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے (حدیث قدسی)

روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میرے لیے شروع دن میں چار رکعتیں پڑھ میں اس دن کے اختتام تک تیری کفایت کروں گا۔

☆ نمازِ چاشت کا وقت اور طریقہ

- اس نماز کا وقت آفتاب کے خوب طلوع ہو جانے پر ہوتا ہے۔ جب طلوعِ آفتاب اور آغازِ ظہر کے درمیان کل وقت کا آدھا حصہ گزر جائے تو یہ چاشت کے لیے افضل وقت ہے۔
- اس کی کم از کم چار اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں۔کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات بھی بیان کی گئی ہیں۔
- دیگر فرائض اور زندگی کی ذمہ داریوں سے فراغت ہو تو نمازِ اشراق سے چاشت تک اسی جگہ پر عبادت اور وظائف و اذکار جاری رکھے جائیں۔ مصروفیات کی صورت میں اشراق کے ساتھ بھی نوافلِ چاشت ادا کرنے کی اجازت ہے۔ احادیث نبوی میں اس نماز کے بہت فضائل بیان ہوئے ہیں:

۱۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔

۲۔ طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، اور جو چار رکعت پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا، اور جو چھ رکعت پڑھے اس دن اس کی کفایت کی گئی، اور جو آٹھ رکعت پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قانتین میں لکھے گا اور جو بارہ رکعت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بنائے گا۔

۳۔ مسند احمد و سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو چاشت کی دو رکعتوں کی پابندی کرے اس کے تمام گناہ بخش

دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

(۲٤) نمازِ تحیّۃ الوضوء

شعبان کی پندرہویں شب کو غسل کرے اگر کسی تکلیف کے سبب غسل نہ کر سکے تو صرف باوضو ہو کر دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 1 بار آیۃ الکرسی، 3 بار سورۃ اِخلاص پڑھنا بہت افضل ہے۔

- وضو کے فوراً بعد دو رکعت نفل پڑھنا مستحب اور باعث خیر و برکت ہے۔

۱۔ صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عقبہ بن عامر ﷜ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اچھی طرح وضو کرنے کے بعد ظاہر و باطن کی کامل توجہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

۲۔ ابوداؤد، بخاری، مسلم اور احمد بن حنبل نے حضرت عثمان بن عفان ﷜ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(۲۵) نمازِ تحیّۃ المسجد

یہ مکروہ اوقات کے علاوہ مسجد میں داخل ہونے پر پڑھی جاتی ہے جو دو رکعت پر مشتمل ہے۔ یہ حضور نبی اکرم ﷺ کی سنتِ مبارکہ سے ثابت ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس نماز کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

بخاری نے کتاب الصلوٰۃ، کتاب التہجد اور مسلم نے کتاب صلوٰۃ المسافرین میں حضرت قتادہ ﷜ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔ **(الفیوضات المحمدیہ از شیخ الاسلام)**

⟵ ....

باب پنجم

دورِ فتن میں تحریکِ منہاج القرآن

کا

تجدیدی کردار

دورِ حاضر کے عظیم اِسلامی مفکر، محدّث، مفسر اور نابغۂ عصر شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری پاکستان کے شہر جھنگ میں ١٩٥١ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جدید علوم کے ساتھ ساتھ قدیم اِسلامی علوم بھی حاصل کیے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے ایم۔ اے اور قانون کے اِمتحانات اَعلیٰ ترین اِعزازات کے ساتھ پاس کیے اور *Punishments in Islam, their Classification and Philosophy* کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عالمِ اِسلام کی عظیم المرتبت روحانی شخصیت قدوۃُ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادیؒ سے طریقت وتصوف اور سلوک ومعرفت کی تعلیم و تربیت حاصل کی اور اَخذِ فیض کیا۔ آپ نے **علم الحديث، علم التفسير، علم الفقه، علم التصوف والمعرفة، علم اللغة والأدب، علم النحو والبلاغة** اور دیگر کئی اِسلامی علوم وفنون اور منقولات ومعقولات کا درس اور اَسانید و اِجازات اپنے والد گرامی سمیت ایسے جید شیوخ اور کبار علماء سے حاصل کی ہیں جنہیں گزشتہ صدی میں اِسلامی علوم کی نہ صرف حجت تسلیم کیا جاتا ہے، بلکہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ تک مستند ومعتبر اَسانید کے ذریعے منسلک ہیں۔ آپ نے اپنے سلسلۂ سند کی درج ذیل دو کتبِ اَسانید (الأثبات) میں اپنے پانچ سو سے زائد طُرقِ علمی کا ذکر کیا ہے:

١. اَلْجَوَاهِرُ الْبَاهِرَة فِي الْأَسَانِيْدِ الطَّاهِرَة

٢. اَلسُّبُلُ الْوَهبِيَّة فِي الْأَسَانِيْدِ الذَّهَبِيَّة

آپ کے اساتذہ میں عرب وعجم کی معروف شخصیات شامل ہیں، جن میں الشیخ المعمّر حضرت ضیاء الدین احمد القادری المدنی، محدّث الحرم الامام علوی بن عباس المالکی المکی، الشیخ السید

محمد الفاتح بن محمد المکی الکتانی، محدثِ اعظم علامہ سردار احمد قادری، علامہ سید ابو البرکات احمد محدث الوری، علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہی، علامہ عبد الرشید الرضوی اور ڈاکٹر برہان احمد فاروقی جیسے عظیم المرتبت علماء شامل ہیں۔ آپ کو امام یوسف بن اسماعیل النبہانی ؒ سے الشیخ حسین بن احمد عسیران اللبنانی کے صرف ایک واسطے سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ اِسی طرح آپ کو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے ان کے خلیفہ الشیخ السید عبد المعبود الجیلانی المدنی کے ایک واسطے سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ امام الہند حضرت الشاہ احمد رضا خان کے ساتھ صرف ایک واسطہ سے تین الگ طُرق کے ذریعے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے بے شمار شیوخِ حرمین، بغداد، شام، لبنان، طرابلس، مغرب، شنقیط (موریطانیہ)، یمن (حضرموت) اور پاک و ہند سے اِجازات حاصل کی ہیں۔ اِس طرح شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ذاتِ گرامی میں دنیا بھر کے شہرہ آفاق مراکزِ علمی کے لامحدود فیوضات ہیں۔

آپ نے دورِ جدید کے چیلنجز کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے علمی وتجدیدی کام کی بنیاد عصری ضروریات کے گہرے اور حقیقت پسندانہ تجزیاتی مطالعے پر رکھی، جس نے کئی قابلِ تقلید نظائر قائم کیں۔ فروغِ دین میں آپ کی دعوتی وتجدیدی اور اِجتہادی کاوِشیں منفرد حیثیت کی حامل ہیں۔

آپ نے دین کے ہمہ جہتی زوال کو عروج میں بدلنے کے لیے 17 اکتوبر 1980ء (بمطابق 8 ذوالحجہ 1400ھ) کو ادارہ منہاج القرآن کی بنیاد رکھ کر اپنی عالمگیر تجدیدی کاوشوں کا آغاز کیا اور صرف 30 سال کے قلیل عرصہ میں علمی وفکری، تحقیقی وتعلیمی اور عملی میدانوں میں اَیسے ہمہ جہت کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن کے لیے صدیاں درکار ہوتی ہیں۔ اِختصار کے پیشِ نظر ذیل میں آپ کے چند تاریخ ساز کارنامے پیش خدمت ہیں۔

۱۔ ترجمہ عرفان القرآن

شیخ الاسلام نے ’عرفان القرآن‘ کے نام سے اردو اور The Glorious Quran کے نام سے انگریزی زبان میں عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق عام قاری کو تفاسیر

سے بے نیاز کر دینے والا قرآنِ مجید کا نہایت جامع اور عام فہم ترجمہ کیا ہے، جو قرآن حکیم کے اُلوہی بیان کا لغوی ونحوی، ادبی وعلمی، اعتقادی، فکری اور سائنسی خصوصیات کا آئینہ دار ہے۔ یہ ترجمہ کئی جہات سے عصرِ حاضر کے دیگر تراجم کے مقابلے میں زیادہ جامع اور منفرد ہے۔

www.Irfan-ul-Quran.com

۲۔ عصری تقاضوں کے مطابق ذخیرہ حدیث کی تدوینِ نو

علم الحدیث میں آپ کی تالیفات ایک گراں قدر علمی سرمایہ ہیں۔ امام نوویؒ کی رِیَاضُ الصَّالِحِیْن اور خطیب تبریزیؒ کی مِشْکَاةُ الْمَصَابِیْح کے اُسلوب پر دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اَلْمِنْهَاجُ السَّوِيّ مِنَ الْحَدِیْثِ النَّبَوِيّ پوری دنیا میں ہر خاص و عام سے دادِ تحسین وصول کرچکی ہے۔ اِسی طرح هِدَایَةُ الْأُمَّة عَلٰی مِنْهَاجِ الْقُرْآن وَالسُّنَّة اڑھائی ہزار اَحادیث کا دو جلدوں پر مشتمل اِیمان اَفروز تربیتی نوعیت کا عظیم مجموعہ ہے جو آیاتِ قرآنی اور اَحادیثِ نبوی کے ساتھ ساتھ آثارِ صحابہ و تابعین اور اَقوالِ اَئمہ وسلف صالحین کا بھی نادِر ذخیرہ ہے۔

عقائد وعبادات، فضائلِ اَعمال، حقوق وفرائض، اَخلاق وآداب، اَذکار و دعوات اور معاملات وعمرانیات جیسے اَہم موضوعات پر مشتمل مَعَارِجُ السُّنَنِ لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ کے نام سے انیس (۱۹) ضخیم جلدوں کا تاریخی مجموعہ عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق ایک نادِر علمی کاوش ہے۔ اس عظیم کتاب کا ہر موضوع آیاتِ قرآنیہ سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ مستند ومعتبر احادیث مبارکہ کا گراں قدر ذخیرہ ہے۔ یہ ائمہ سلف صالحین کی تصریحات وتوضیحات کا بھی عظیم مرقع ہے جس میں مفسرین ومحدّثین کی تشریحات بھی بکثرت پائی جاتی ہیں۔ عام قارئین کے لیے سلیس و بامحاورہ اُردو ترجمہ مع جدید تحقیق وتخریج پیش کیا گیا ہے۔ اَحکام کے بیان پر مشتمل آیات و احادیث اور توضیحات وتصریحات پر مشتمل آٹھ جلدوں کا ایک الگ مجموعہ بھی ہے جس کی مثال پچھلی کئی صدیوں کے علمی سرمائے میں ناپید ہے۔ اِسی طرح اَلْأَنْوَار فِي فَضَائِلِ النَّبِيِّ الْمُخْتَار ﷺ کے عنوان سے حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل، شمائل، خصائص اور

معجزات کے حوالے سے بارہ جلدوں میں پانچ ہزار احادیث پر مشتمل مجموعہ بھی زیرِ ترتیب ہے۔ مزید برآں قاضی عیاض کی اَلشِفَا کی طرز پر مَکَانَۃُ الرِّسَالَۃ وَالسُّنَّۃ کے موضوع پر عربی زبان میں ایک عظیم علمی شاہکار قریبِ تکمیل ہے۔

اُردو زبان میں سیرۃ الرسول ﷺ کی بارہ جلدوں پر مشتمل سب سے بڑی تصنیف بھی آپ ہی کی ہے۔ علاوہ ازیں اِیمانیات، اِعتقادیات، تصوف و روحانیت، معاشیات و سیاسیات، سائنس اور جدید عصری موضوعات پر بھی آپ کی متعدد تصانیف دنیا کی بڑی زبانوں میں منتقل ہو رہی ہیں۔

۳۔ دہشت گردی اور فتنۂ خوارج کے خلاف جرأت مندانہ تاریخی فتویٰ

وطن عزیز میں جہاں ہزاروں بے گناہ اَفراد حالیہ دہشت گردی کی نذر ہو رہے تھے وہیں دہشت گردوں کو بہت سی نام نہاد مذہبی جماعتوں کی خاموش حمایت بھی حاصل تھی۔ اَیسے پُر خطر ماحول میں اگر کسی نے کھلے الفاظ میں دہشت گردی کی مذمت کی تو اُسے قتل کر دیا گیا۔ شیخ الاسلام نے کمال جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن و حدیث کے سیکڑوں دلائل کے ساتھ دہشت گردوں کو دورِ حاضر کے خوارِج ثابت کرتے ہوئے اُن کے کفر پر 600 صفحات پر مبنی فتویٰ جاری کیا۔

یہ تاریخی فتویٰ دنیا بھر میں قبولِ عام حاصل کر چکا ہے جسے دنیا بھر کے محققین نے سراہا ہے۔ عالم اسلام کے سب سے بڑے تحقیقی ادارے مجمع البحوث الاسلامیۃ (قاہرہ، مصر) نے بھی اس کے مشتملات کی تائید کی ہے اور اس پر مفصل تقریظ لکھی ہے۔ آپ کا یہ تاریخی فتویٰ اِس وقت تک اردو، انگریزی، انڈونیشین اور ہندی زبانوں میں چھپ چکا ہے، جب کہ عربی، فرانسیسی، نارویجن اور ڈینش زبانوں میں بھی بہت جلد شائع ہو رہا ہے۔

اس فتویٰ میں موجود دلائل کو دہشت گردوں کی کوئی ہم نوا تنظیم ردّ کرنے کی ہمت نہ

کر سکی۔ اسے دنیا کی لاکھوں ویب سائٹس پر ڈسکس کیا گیا، دنیا کے ہزاروں بڑے اخبارات نے پہلے صفحات پر نمایاں کوریج دی، سیکڑوں ٹی۔وی چینلز نے اُس پر تبصرے نشر کیے، بے شمار عرب اخبارات نے اُس فتویٰ کو خوب سراہا۔ یہ ساری کوریج منہاج القرآن کی ویب سائٹ www.minhaj.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔ عرب ممالک میں شائع ہونے والے کثیر الاشاعت اخبار 'الشرق الاوسط' نے چار بڑے صفحات پر فتویٰ کو کوریج دی اور لکھا: ''ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنے اِس تاریخی فتویٰ کے ذریعے ایک تیر سے دو شکار کیے ہیں؛ اوّل اُن اسلام دشمن طاقتوں کی محنت پر پانی پھیر دیا جو اسلام کو مغرب میں ایک دہشت گرد مذہب کے طور پر متعارف کروا رہی تھیں دوسری طرف خود دہشت گردی میں ملوث تنظیموں اور ان کے حامیوں، ہمدردوں کے خلاف اس دلیرانہ اقدام سے دیگر اہل فکر و نظر کو جرات مندی سے اپنا موقف بیان کرنے کا حوصلہ دیا۔''

www.FatwaonTerrorism.com

۴۔ عقیدۂ عشقِ رسول ﷺ کا فروغ

پچھلی صدی کے اختتام پر عقیدۂ عشقِ رسول ﷺ کو اس قدر متنازعہ بنا دیا گیا تھا کہ عشق و محبتِ رسول کی بات کرنا بدعت تصور ہونے لگا تھا۔ ایسے میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عقیدۂ عشقِ رسول ﷺ کے دِفاع و فروغ کو اپنے مقاصد میں سرفہرست رکھا۔ ادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ پر بیسیوں کتب لکھیں اور ہزاروں خطابات کیے۔ اس علمی دفاع کے نتیجے میں نوجوان طبقہ پھر سے اپنے محبوب نبی ﷺ سے والہانہ محبت و عقیدت کا اظہار کرنے لگا۔ یوں آپ نے عقیدۂ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کو دِفاعی پوزیشن سے نکال کر قرونِ اُولیٰ کی طرز پر غالب پوزیشن پر لا کھڑا کیا۔

۵۔ عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت کا اِثبات

میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت ثابت کرنے کے لیے تعلیماتِ قرآن و حدیث،

معمولاتِ صحابہ و تابعین، اقوال ائمہ و فقہاء اور محدثین و مفسرین کی روشنی میں ایک ہزار صفحات کے لگ بھگ ضخیم کتاب 'میلاد النبی ﷺ' کی صورت میں دلائل کے اَنبار لگا دیے، جنہیں مستر دّ کرنا کسی کے بس میں نہ رہا۔ عملی طور پر تحریکِ منہاج القرآن کے تحت ہر سال ماہِ ربیع الاوّل میں حضور نبی اکرم ﷺ سے عقیدت و محبت کا اظہار نہایت تُزک و احتشام سے کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے جشنِ میلاد النبی ﷺ قرونِ اُولیٰ کی طرح ایک بار پھر عالمی سطح پر اسلامی ثقافت کا حصہ بن گیا ہے۔

۶۔ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ

عقیدۂ ختم نبوت پر علماء کرام عموماً چند دلائل پر ہی اکتفا کیا کرتے تھے، مگر شیخ الاسلام نے اپنی کتاب میں پہلی دفعہ 100 قرآنی آیات اور 250 سے زائد احادیث سے عقیدۂ ختم نبوت ثابت کر کے ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا، جو اس موضوع پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے عقائد متزلزل ہوں تو اس کے لیے آپ کا برطانیہ میں ہونے والا خطاب 'عقیدۂ ختمِ نبوت اور ردِ قادیانیت' (CD#451) بہترین تحفہ ہے۔

۷۔ دفاعِ شانِ علی علیہ السلام و شانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

شیخ الاسلام نے جہاں سیدنا علی علیہ السلام کی شان پر تہمت لگانے والوں کی علمی سرکوبی کی، وہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو بھی قرآن و سنت کے دلائل سے اس قبیح عمل سے روکا۔ دفاعِ شانِ علی علیہ السلام (CD#883 & 884) کے نام سے 12 گھنٹے طویل خطاب کیا تو دفاعِ شانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے خطابات کا سلسلہ دو ہفتے جاری رہا۔ (CD#1407 to 1430) آپ کے ان خطابات سے شیعہ سنی اتحاد کی راہیں ہموار ہوئیں اور صدیوں سے جاری مخاصمت کو علمی دلائل کی بنیاد پر ختم کرنے کا آغاز ہوا۔ اگلی نسلیں یقیناً اس کا ثمر پائیں گی۔

۸۔ آمدِ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں فتنے کی سرکوبی

یوں تو پہلی جنگ عظیم کے ساتھ ہی عالم اسلام دورفتن کی لپیٹ میں آ گیا تھا، مگر چودھویں صدی ہجری کے اختتام کے بعد اُن فتنوں کی سنگینی میں نہایت تیزی سے اضافہ دیکھنے میں آیا، آئے دن نت نئے فتنے سر اٹھانے لگے۔ موجودہ دورِ فتن کی سنگینیوں کو دیکھ کر حدیث کا باقاعدہ علم نہ رکھنے والے بہت سے 'کم علم علماء' اسے آخری دور فتن سمجھ کر امام مہدیؑ کی جلد آمد کے مغالطے میں پڑ گئے اور ان کی آمد کو محض چند سالوں تک محیط گردانتے لگے۔ اس صورتحال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی لوگوں نے خود کو امام مہدی ظاہر کر کے لوگوں سے عقیدتیں اور نذرانے بٹورنا شروع کر دیے۔ اس نئے فتنے کی علمی سطح پر سرکوبی کے لیے شیخ الاسلام نے 'آمدِ امام مہدی علیہ السلام' کے موضوع پر اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں سیر حاصل خطابات سے ثابت کیا کہ امام مہدی علیہ السلام کی آمد کو ایک طویل زمانہ باقی ہے۔

۹۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور علم حدیث

پچھلی صدی میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم حدیث پر بہتان اس قدر شدت اختیار کر گیا تھا کہ ایک مخصوص طبقے کے پروپیگنڈا کے زیر اثر لوگ معاذاللہ اُنہیں منکرِ حدیث سمجھنے لگے تھے۔ شیخ الاسلام نے 'امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام الائمہ فی الحدیث' کے نام سے اپنی ۳ جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ علم حدیث میں بہت سے ائمہ کے بھی امام ہیں۔ یوں آپ نے اپنی تجدیدی نگاہ حکمت سے صدیوں کا قرض اُتارا۔ علاوہ ازیں آپ نے علم حدیث پر سیکڑوں خطابات میں بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے علم حدیث کی شان ثابت کی ہے۔

(CD#901 to 1000) (CD#306 & 407)

۱۰۔ گھر گھر محافلِ نعت کا فروغ

پچھلی صدی ہجری کے اختتام تک بالعموم علماءِ کرام کی تقاریر سے پہلے ایک یا دو نعتیں

پڑھی جاتی تھیں، جبکہ باقاعدہ محفلِ نعت کا رواج نہ تھا۔ برصغیر میں سب سے پہلے محافلِ نعت کا آغاز تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے شروع ہوا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا کے کونے کونے میں بڑے اہتمام سے محافلِ نعت منعقد ہو رہی ہیں۔

۱۱۔ گوشۂ درود وفکر کا قیام

تحریک منہاج القرآن پر حضور نبی اکرم ﷺ کی بے پناہ نوازشات ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ان کرم نوازیوں میں سے سب سے بڑی کرم نوازی اس کے مرکز پر قائم گوشہ درود ہے۔ گوشہ درود حرمین شریفین کے بعد زمین پر وہ واحد مقام ہے جہاں چوبیس گھنٹے، سال کے ۳۶۵ دن اور ہر لمحہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔

تحریکِ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر یکم دسمبر 2005ء کو یہ گوشہ دُرود قائم کیا گیا، جہاں ہمہ وقت دُرود شریف پڑھا جاتا ہے۔ ایک وقت میں عموماً سات باوضو اَفراد بحالتِ روزہ دُرود شریف پڑھتے ہیں، ایک فرد تلاوتِ قرآنِ مجید میں مشغول رہتا ہے۔ آٹھ گھنٹوں بعد دوسرا دستہ ان کی جگہ لے لیتا ہے، یوں 24 گھنٹے یہ عمل جاری رہتا ہے۔ ہر دس دن بعد نئے 21 افراد ان کی جگہ لینے آجاتے ہیں، یوں یہ سلسلہ تادمِ ہنوز جاری ہے اور ان شاء اللہ العزیز قیامت تک جاری رہے گا۔ ملاحظہ ہو: www.Gosha-e-Drood.com

۱۲۔ دنیا بھر میں حلقہ ہائے درود کا قیام

مرکزی گوشۂ درود کے قیام کے بعد تحریک منہاج القرآن نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کرنے کے عمل کو تحریک بنانے کے لیے دنیا بھر میں حلقہ ہائے درود کے قیام کا آغاز کیا ہے۔ اِس وقت دنیا بھر میں ہزاروں مقامات پر تحریک منہاج القرآن اور اس کے فورمز - منہاج القرآن علماء کونسل، منہاج القرآن ویمن لیگ، منہاج القرآن یوتھ لیگ اور دیگر فورمز - کے زیر اہتمام حلقہ ہائے درود قائم ہیں، جہاں ہزاروں عاشقانِ رسول ﷺ صبح وشام بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیہ درود وسلام پیش کرتے ہیں۔

حلقہ درود کے قیام کا یہ سلسلہ تیز رفتاری سے جاری ہے۔ ملک بھر میں یونین کونسل کی سطح تک حلقہ درود کا قیام تحریک منہاج القرآن کے مقاصد میں شامل ہے۔

۱۳۔ ماہانہ مجلسِ ختم الصلاۃ علی النبی ﷺ

مرکزی گوشۂ درود میں ہر عیسوی ماہ کی پہلی جمعرات بعد از نمازِ عشاء مجلسِ ختم الصلوٰۃ علی النبی ﷺ منعقد ہوتی ہے۔ اس میں گوشہ درود اور دنیا بھر کے حلقہ ہائے درود میں پڑھا جانے والا نذرانہ درود و سلام حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ مجلسِ ختم الصلوٰۃ علی النبی ﷺ میں ملک بھر سے نام وَر قراء اور نعت خواں حضرات شریک ہوتے ہیں، جبکہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری خصوصی روحانی اور تربیتی خطاب فرماتے ہیں۔

اب تک بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیے گئے درود پاک کی تعداد:

الحمد للہ تحریک منہاج القرآن کی طرف سے اپریل 2016ء تک **1 کھرب، 18 ارب، 4 کروڑ، 89 لاکھ، 9 ہزار، 569** مرتبہ سے زائد دُرود شریف حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جا چکا ہے، جو منظّم انداز میں دُرود شریف پڑھنے کی تاریخ میں انوکھی مثال ہے۔

۱۴۔ عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد

گزشتہ رُبع صدی سے دنیا کی سب سے بڑی عالمی میلاد کانفرنس ۱۱، ۱۲ ربیع الاول کی درمیانی شب مینارِ پاکستان کے سبزہ زار میں منعقد کی جاتی ہے۔ جس میں ساری رات ذکر محبت رسول سے لاکھوں حاضرین کے دلوں کو منور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) میں لیلۃُ القدر کو سب سے بڑا عالمی و رُوحانی اجتماع منعقد کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں عالمی روحانی اجتماعات پاکستان میں اپنی نوعیت کے سب سے بڑے اجتماعات کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔

۱۵۔ اِحیائے تصوّف

شیخ الاسلام نے تصوّف کو کاروباری اور پیشہ ور لوگوں کے چنگل سے نکال کر اَصل روح کے ساتھ دوبارہ زندہ کیا ہے۔ تصوّف و روحانیت کے موضوع پر 40 سے زائد کتب، سیکڑوں دروس، اِجتماعی اِعتکاف، شب بیداریوں اور محافلِ ذکر کے ذریعے عوامُ الناس کو تصوّف کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرایا، جو یقیناً ایک تجدیدی کارنامہ ہے۔ علاوہ ازیں کبار ائمہ صوفیاء پر ان اعتراضات کا رد کیا جن میں ان کی علمی حیثیت کا انکار کیا جاتا تھا۔ شیخ الاسلام نے دلائل سے ان ائمہ تصوف کا علمی اور محدثانہ مقام و مرتبہ واضح کیا اور ان ائمہ کی مکمل اسناد کے ساتھ مرویات جمع کرنے کا اہتمام کیا۔

۱۶۔ مسنون اِجتماعی اعتکاف

شیخ الاسلام نے امت مسلمہ کی بالخصوص نوجوانوں روحانی واخلاقی تربیت کے لیے شہر اعتکاف کی صورت میں ایک عظیم اور بے مثال اخلاقی و روحانی نظام تربیت دیا، جو حرمین شریفین کے بعد دنیا کا سب سے بڑا اعتکاف بن چکا ہے۔ یہاں ہر سال ہزارہا افراد اعتکاف میں بیٹھتے ہیں، جنہیں تزکیۂ نفس کے لیے منظّم تربیتی نظام سے گزارا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو: www.itikaf.com

۱۷۔ ایک ہزار سے زائد کتب کی تصنیف و تالیف اور ڈاکٹر طاہر القادری کا علمی وفکری اعزاز

ڈاکٹر طاہر القادری کا شمار اُن حکیم و دانا اور مدبر و مصلح اَربابِ قلم میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی علمی وفکری اور فقہی و اِجتہادی مساعی سے نہ صرف ملت کی عروقِ مردہ میں زندگی کی لہر دوڑائی ہے بلکہ تعمیرِ ملت اور تدبیرِ منزل کے لیے بھی بنیادی کردار ادا کیا۔ میری دانست میں قوم کی وحدتِ فکری، تکریمِ انسانیت اور امنِ عالم کے قیام میں ان کا لٹریچر اِکسیر کی حیثیت رکھتا

ہے۔ ان کی تحریریں لاشعوری طور پر ایک قاری کے ذہن میں حُبِّ ملت، حُبِّ دین اور حُبِّ وطن کا احساس پیدا کرتی ہیں۔

آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار (1,000) ہے جن میں سے تقریباً 500 کتب اُردو، انگریزی، عربی و دیگر زبانوں میں طبع ہوچکی ہیں، جب کہ مختلف موضوعات پر آپ کی بقیہ پانچ سو کتب کے مسوّدات طباعت کے مختلف مراحل میں ہیں۔ آپ کی تصانیف اور خطابات کے موضوعات کی فہرست 470 صفحات پر مشتمل ہے۔ ماضی میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی ایک اسکالر نے اِتنی کثیر تعداد میں علمی کام کیا ہو۔

ملک وقوم کے لیے اِن کی کتب کے مفید ہونے کا اندازہ یہاں سے لگالیں کہ مورخہ 8 جنوری 2015ء کے تمام قومی اخبارات کے مطابق حکومت پنجاب کے حکم پر متحدہ علماء بورڈ نے سیکڑوں علماء اور مصنفین کی کتب، رسائل و جرائد، سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز کا تنقیدی جائزہ لیا، جس کے نتیجے میں 150 سے زائد کتب کی نشر و اشاعت اور خرید وفروخت پر پابندی لگا دی گئی۔ ڈاکٹر طاہر القادری کی 500 سے زائد مطبوعہ کتب، پانچ ہزار سے زائد خطبات کی سی ڈیز، ڈی وی ڈیز اور دنیا بھر سے جاری ہونے والے درجنوں رسائل و جرائد میں سے نہ صرف یہ کہ کسی ایک کتاب، خطاب یا رسالے پر انگشتِ اعتراض بلند نہیں کی گئی بلکہ اس کے برعکس ڈاکٹر صاحب کے خلاف لکھی جانے والی بعض کتب اور سی ڈیز پر بھی پابندی لگادی گئی۔

آپ کی تصانیف www.MinhajBooks.com پر مفت اِستفادہ کے لیے موجود ہیں۔

۱۸۔ چھ ہزار سے زائد موضوعات پر لیکچرز کا عالمی ریکارڈ

آپ پنجاب یونی ورسٹی لاء کالج میں قانون کے اُستاد رہے ہیں۔ آپ نے پاکستان میں اور بیرونِ ملک خصوصاً امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، سکینڈی نیویا، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا اور ایشیا خصوصاً مشرقِ وُسطی اور مشرقِ بعید میں اِسلام کے مذہبی و سیاسی، روحانی و اَخلاقی، قانونی و

تاریخی، معاشی و اِقتصادی، معاشرتی و سماجی اور تقابلی پہلوؤں پر مشتمل مختلف النوع موضوعات پر ہزاروں لیکچرز دیے۔ آپ کے سیکڑوں موضوعات پر چھ ہزار سے زائد لیکچرز ریکارڈڈ ہیں، جن میں بعض موضوعات ایک ایک سو سے زائد خطابات کی سیریز کی شکل میں ہیں۔

آپ کے تمام خطابات www.DeenIslam.com پر مفت اِستفادہ کے لیے موجود ہیں۔

۱۹۔ بین المسالک ہم آہنگی، بین المذاہب رواداری اور انسانی حقوق کا فروغ

بین المسالک ہم آہنگی، بین المذاہب رواداری اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات سنہری حروف میں لکھی جانے کے قابل ہیں۔ تحریک منہاج القرآن نے ان جہات پر کام کے لیے بھی الگ فورمز قائم کیے ہوئے ہیں جو پاکستان اور بیرونی دنیا میں سرگرمِ عمل ہیں۔

۲۰۔ دنیا بھر میں اسلام کی ترویج و اِشاعت اور پیغامِ اَمن کا فروغ

آج شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قائم کردہ تحریکِ منہاجُ القرآن دنیا کے 90 سے زائد ممالک میں اِسلام کا آفاقی پیغامِ اَمن وسلامتی عام کرنے لیے مصروفِ عمل ہے۔

اس وقت عالمی سطح پر دو متضاد قسموں کی انتہا پسندی کا ماحول پروان چڑھ رہا ہے۔ ایک طرف مذہبی انتہا پسندی ہے تو دوسری طرف سیکولر انتہا پسندی کارفرما ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے انتہا پسندی کی ان دونوں انتہاؤں کے درمیان عالمی سطح پر پُر اَمن بقائے باہمی اور Moderation کا ایجنڈا اس قدر متاثر کن اور مدلل انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا کہ انتہا پسندی کے ہاتھوں خوف زدہ کرۂ ارض کے باسی آج شیخ الاسلام کی ضرورت

محسوس کر رہے ہیں۔

آپ کو عالمی سطح پر اَمن کے سفیر کے طور پر پہچانا جاتا ہے؛ جب کہ بہبودِ اِنسانی کے لیے آپ کی علمی و فکری اور سماجی و فلاحی خدمات کا بین الاقوامی سطح پر اِعتراف بھی کیا گیا ہے۔ عالمی امن کے حوالے سے آپ کی خدمت کے پیشِ نظر سال ۲۰۱۱ء میں اقوام متحدہ نے تحریکِ منہاج القرآن کو 'خصوصی مشاورتی درجہ' دیا ہے۔ عالمی امن کے حوالے سے آپ کی کاوشوں کی دنیا بھر میں اثر پذیری ملاحظہ کرنے کے لئے بین الاقوامی سطح پر ہونے والے آپ کے یہ تاریخی لیکچرز دیکھے جا سکتے ہیں:

CD#1506 Lecture at 'Peace for Humanity' Conference 2011 (UK) 24 Sep, 2011

CD#1310 Lecture during 'Historical Launching of Fatwa' at London (UK) 02 Mar, 2009

CD#1442 Lecture on 'Islam Today, Challaenging Misconceptions' at 07 Aug, 2010

CD#1437 Lecture at 'Globlal Peace and Unity' Conference at London (UK) 24 Oct, 2010

CD#1452 Lecture at Georgetown University, Washington D.C. (USA) 08 Nov, 2010

CD#1439 Lecture at US Institute of Peace, Washington D.C. (USA) 10 Nov, 2010

Lecture at World Economic Forum, Davos (Swizerland) 27 Jan, 2011

۲۱۔ فروغِ اَمن اور انسدادِ دہشت گردی کا پہلا اسلامی نصاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے گزشتہ چونتیس سال سے انتہا پسندی، تنگ نظری، فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خلاف علمی و فکری میدانوں میں بھرپور جد و جہد کی ہے۔ اِنتہا

پسندی اور دہشت گردی کے خلاف ناقابلِ تردید دلائل و براہین پر مشتمل آپ کا تاریخی فتوی 2010ء سے کتابی شکل میں دست یاب ہے۔

اب ضرورت اِس اَمر کی تھی کہ اِس علمی ذخیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے ایک قدم اور آگے بڑھا جائے اور مختلف طبقاتِ زندگی کے لیے مختلف دورانیے کے کورسز تیار کیے جائیں تاکہ ان کورسز کے ذریعے معاشرے کے ہر فرد کو عملی طور پر اتنا تیار اور پختہ کر دیا جائے کہ وہ کسی بھی سطح پر اِنتہا پسندانہ نظریات وتصورات سے نہ صرف خود محفوظ رہیں بلکہ اپنے اپنے حلقات میں اِسلام کے اَمن ومحبت اور برداشت پر مبنی اَفکار و کردار کو بھی عام کرسکیں۔

اِس وقت عالم انسانیت کا سب سے اہم مسئلہ اَمن و اَمان کی بحالی ہے۔ اس اہم اور فوری مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کوئی ادارہ، ریاست یا یونی ورسٹی آگے نہیں بڑھی کہ قیامِ اَمن اور اِنسداد دہشت گردی و انتہا پسندی کو ایک science، subject اور curriculum کے طور پر متعارف کروایا جائے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس فوری اور ناگزیر ضرورت کا بروقت اِدراک کرتے ہوئے فیصلہ فرمایا کہ تحریک منہاج القرآن اپنی تعمیری اور فکری روایات کے مطابق اِس ذمہ داری کو بھی پورا کرے۔ اِس مقصد کے حصول کے لیے اُنہوں نے براہِ راست اپنی نگرانی اور ہدایات کی روشنی میں تحریک منہاج القرآن کے تحقیقی ادارے 'فریدِ ملّتؒ ریسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi)' کے محققین سے 'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب (Islamic Curriculum on Peace and Counter-Terrorism)' مرتب کروایا ہے جو پانچ مختلف طبقات کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ آپ نے جملہ نصابات کی ہر ہر مرحلے پر نہ صرف نگرانی کی بلکہ تمام مسودات بھی ملاحظہ فرمائے۔ اِس طرح الحمد للہ اِس اَہم اور وقیع پراجیکٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت بھی تحریک منہاج القرآن کے نصیب میں آئی۔ تحریک منہاج القرآن کی طرف سے نہ صرف اُمتِ مسلمہ بلکہ پوری دنیا کے لیے یہ ایک عدیم النظیر اور فقید المثال تحفہ ہے۔ اِن شاء اللہ یہ نصاب بحالیِ اَمن کے سلسلے میں مختلف طبقاتِ معاشرہ کی فکری ونظریاتی تربیت کے سلسلے میں ایک سنگِ میل ثابت ہوگا۔

یہ نصاب معاشرے کو پانچ طبقات میں تقسیم کرکے بنایا گیا ہے، اور ہر طبقے کے لیے نصاب کی ایک جلد مختص کردی گئی ہے، اس طرح یہ نصاب پانچ جلدوں میں مرتب کیا گیا ہے:

پہلی جلد: طلبہ و طالبات کے لیے

دوسری جلد: ائمہ وخطباء اور علماء کرام کے لیے

تیسری جلد: پروفیسرز، ڈاکٹرز، وکلاء اور دانشوران کے لیے

چوتھی جلد: سول سوسائٹی کے جملہ طبقات کے لیے

پانچویں جلد: ریاستی سکیورٹی اِداروں کے افسروں اور جوانوں کے لیے

اِس نصاب کے معلمین و اساتذہ کی سہولت کے لیے نصاب کے آخر میں شیخ الاسلام کی تمام متعلقہ کتب اور اُردو و انگریزی خطابات کی فہرست بھی درج کر دی گئی ہے۔ اِسی طرح نصاب میں درج شدہ مصادر و مراجع کی طباعتی تفصیلات بھی بالکل آخر میں الگ سے شامل کر دی گئی ہیں تاکہ متعلقہ کتاب سے اِستفادہ کرنے میں آسانی رہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہدایات اور رہنمائی میں مرتب کردہ 'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب' نہایت جامع ہے۔ اگر مقتدر طبقات معتدل فکر کو پروان چڑھانے کے لیے اِس اِسلامی نصاب سے کما حقہٗ اِستفادہ کرتے ہیں اور مذکورہ طبقات کے لیے اِس کے کورسز کا بھرپور اِہتمام کرتے ہیں تو ہمیں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کامل یقین ہے کہ معاشرے سے اِنتہا پسندی و تنگ نظری کے عفریت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوگا، اِنتہا پسندوں کی صورت میں دہشت گردوں کو ملنے والی نرسری کی نشو ونما ممکن نہ رہے گی اور اِن شاء اللہ تعالیٰ ہماری دنیا صحیح اِسلامی تعلیمات کے مطابق اَمن وسلامتی، تحمل و برداشت، رواداری اور ہم آہنگی کا گہوارہ بن سکے گی۔

۲۲۔ انٹرنیشنل صوفی کانفرنس (ورلڈ صوفی فورم، نئی دہلی)

آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ، نئی دہلی نے اپنی پہلی اعلیٰ سطحی بین الاقوامی صوفی کانفرنس (ورلڈ صوفی فورم) ۱۷ تا ۲۰ مارچ ۲۰۱۶ء کو دہلی میں منعقد کی۔ جس میں تقریباً چالیس ممالک سے ۲۰۰ مندوبین نے شرکت کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس انٹرنیشنل کانفرنس میں ''اسلام کے تصورِ امن اور تصوف کی روشنی میں موجودہ عالمی دہشت گردی کے انسداد' کے موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا اور دنیا کو اسلام کا پیغام امن پہنچایا۔

۲۳۔ گستاخانہ خاکوں کی اِشاعت روکنے میں شیخ الاسلام کا کردار

جب 2006ء میں مغربی دنیا میں موجود اِسلام دشمن عناصر کی طرف سے آزادئ اظہار کے نام پر 'توہین آمیز کارٹون' کا فتنہ ظاہر ہوا تو شیخ الاسلام نے پاکستان کی سڑکوں پر ٹائر جلانے اور اپنی اَملاک تباہ کرنے کی بجائے عالمی سطح پر مؤثر احتجاج کیا۔ اَقوام متحدہ کے علاوہ یورپ اور امریکہ سمیت تمام عالمی رہنماؤں کو خطوط لکھے۔ 'عوامی دستخط مہم' کے ذریعے اقوام متحدہ کے نام 12 کلو میٹر طویل کپڑے کا مراسلہ بھجوایا اور ان کوششوں کے ذریعے عالمی سطح پر یہ رائے ہموار کی کہ 'آزادئ رائے' کے نام پر 'کردار کشی' کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ جس کے نتیجے میں یہ فتنہ رفو ہوا۔

جب 2010ء میں امریکی پادری کی طرف سے فلوریڈا کے ایک بند کمرے میں قرآن مجید کو نذرِ آتش کرنے کے بعد اُس کی وِڈیو جاری کی گئی اور بعد ازاں کھلے مقامات پر قرآن کو جلانے کی مہم کا اِعلان ہوا تو شیخ الاسلام نے اَمریکی صدر باراک حسین اوباما کو تنبیہ پر مبنی خط لکھا کہ ایسی غیر ذمہ دارانہ حرکتوں سے عالمی اَمن کی کوششوں کو دھچکا لگ سکتا ہے۔ جلسوں جلوسوں کی بجائے سفارتی سطح پر کی گئی اس کوشش کا نتیجہ یہ نکلا کہ امریکی حکومت نے فوری اُس پادری کو اِس قبیح حرکت سے روک دیا۔

۲۴۔ سُود کا متبادل معاشی نظام

دورِ حاضر کے معاشی چیلنجز کے پیشِ نظر شیخ الاسلام نے 17 اکتوبر 1992ء کو ملک میں رائج سودی نظام کے متبادل اِسلامی نظامِ معیشت پیش کیا، جسے ملک کے معروف بینکاروں اور ماہرینِ معیشت نے سراہا اور قابلِ عمل قرار دیا۔

۲۵۔ عالمِ اسلام کی سب سے بڑی تحریک

شیخ الاسلام نے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق عالمی سطح پر تنظیمی نیٹ ورک قائم کیا اور تحریک منہاج القرآن کو نہ صرف ملک پاکستان کے کونے کونے میں UC لیول تک پھیلایا بلکہ بین الاقوامی سطح پر دنیا کے 100 سے زائد ممالک میں مذہبی، تعلیمی اور فلاحی سرگرمیوں پر مشتمل تنظیمی نیٹ ورک قائم کر کے تحریکِ منہاج القرآن کو اپنی نوعیت کی دنیا کی سب سے بڑی تحریک بنا دیا۔ آج یورپ کے ہر بڑے شہر میں آپ کو پاکستان کی کوئی اور پہچان ملے نہ ملے مگر منہاج القرآن کا عظیم الشان اسلامک سینٹر ضرور ملے گا۔ جو وہاں کی مقامی مسلم کمیونٹی کے لیے دینی، دعوتی اور ثقافتی سرگرمیوں کے مراکز کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔

www.minhajOverseas.com

۲۶۔ اِشاعت اِسلام کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا اِستعمال

شیخ الاسلام نے مجدّدانہ بصیرت سے اشاعت اسلام کے لیے جدید ذرائع کو بروئے کار لانے کا آغاز کیا۔ آج سے 30 سال قبل آپ کے خطابات کی آڈیو/ وِیڈیو ریکارڈنگ کا سلسلہ شروع ہوا، جب مذہبی حلقوں میں تصویر تک بنانے کو بالعموم حرام سمجھا جاتا تھا۔ اِسی طرح 1988ء سے تحریک کے رُفقاء و اراکین کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ رکھا جاتا ہے، جس کی مدد سے ماہانہ لٹریچر کی ترسیل عمل میں لائی جاتی ہے۔ جدید مشینری سے آراستہ پرنٹنگ پریس کا آغاز 1989ء میں ہوا، جہاں شیخ الاسلام کی سیکڑوں تصانیف، ماہانہ مجلّہ جات اور منہاج القرآن سکولز کا نصاب

پرنٹ کیا جاتا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کی درجنوں ویب سائٹس میں سے سب سے پہلی www.minhaj.org کا آغاز 1994ء میں ہوگیا تھا، یہ وہ دور تھا جب پاکستان کا عام پڑھا لکھا شخص بھی انٹرنیٹ سے شناسا نہیں تھا۔ یوں اسے پاکستان کی کسی بھی تنظیم کی پہلی ویب سائٹ ہونے کا اِعزاز بھی حاصل ہے۔ علاوہ ازیں فرید ملتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں درجنوں کمپیوٹرز ریسرچ اسکالرز کے زیرِ استعمال ہیں، جہاں شیخ الاسلام کی تصانیف پر شب و روز تحقیق و تخریج کا کام کیا جاتا ہے۔

۲۷۔ دینی و دنیاوی تعلیم کی یکجائی

دین اور دنیا کی دوئی اور ثنویت (duality) کو ختم کرنے کے لیے دینی و دنیاوی تعلیم کو ایک چھت تلے جمع کرنا شیخ الاسلام کا عظیم تجدیدی کارنامہ ہے۔ مسلمانانِ پاکستان میں تعلیمی نظام دینی و عصری دو نظام ہائے تعلیم میں بٹ جانے کی وجہ سے تحقیق و اجتہاد کے دروازے بند ہو چکے تھے۔ شیخ الاسلام نے احیائے ملتِ اسلامیہ کے جذبے کے ساتھ 'جامعہ منہاجُ القرآن' کی بنیاد رکھی، تاکہ دو سو سال سے تعلیم میں پیدا ہونے والی ثنویت کا خاتمہ کرکے دینی و دنیاوی تعلیم کو یکجا کیا جا سکے؛ ایسے طلباء تیار کیے جائیں جو تحقیق و اجتہاد کے دروازے کھولیں؛ معاشرے سے اور خصوصاً مذہبی طبقات سے نفرت اور کدُورت کے ماحول کو پاک و صاف کریں۔ قوم کو ایسی قیادت دی جائے جو نہ صرف وطن عزیز بلکہ پوری امت مسلمہ کو بحرانوں سے نکال سکے۔ چنانچہ آپ نے روایتی مذہبی تعلیم کے نصاب میں دَورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق انقلابی تبدیلیاں کیں اور جدید عصری تعلیم کو لازمی قرار دیا، جس سے معاشرے میں علماء کے وقار میں اِضافہ ہوا۔ آج 30 سال گزرنے کے بعد بہت سے مدارس اس 'تجدیدی حکمت' کو سمجھنے کے بعد اپنے ہاں دنیاوی تعلیم کا انتظام شروع کر چکے ہیں۔ [1]

---

(۱) تحریک منہاج القرآن کے تاریخ ساز کارنامے تفصیل سے پڑھنے کے لیے ملاحظہ ہو: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، از عبد الستار منہاجین۔

۲۸۔ سیاسی، فکری اور شعوری تحریک کا آغاز

اِسی طرح سیاسی سطح پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات پاکستان کی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ پاکستان میں فروغِ شعور و آگہی کی تحریک کا آغاز قائدِ انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 35 سال قبل تحریک منہاج القرآن کے قیام کے ساتھ ہی کر دیا تھا، تاہم قریباً دس سال قبل اِس تحریکِ بیداریِ شعور کو از سرِ نو منظّم کیا گیا۔ 23 دسمبر 2012ء کو مینارِ پاکستان کے تاریخی سبزہ زار میں آپ کا فقید المثال عوامی اِستقبال - جو 'سیاست نہیں ...... ریاست بچاؤ' کے نعرے کے تحت منعقد کیا گیا - بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی تھا۔ اس اجتماع میں قائدِ تحریک نے پاکستانی قوم کو آئین اور دستور سے آگاہ کیا اور باور کرایا کہ ہمارے ملک کے حکمران اس آئین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوکر حکومت کے ایوانوں میں براجمان ہوتے ہیں۔ چنانچہ 13 تا 17 جنوری 2013ء یخ بستہ راتوں اور بارش میں بھیگے ہوئے دنوں میں وابستگانِ تحریک کے عزم و حوصلے سے ایک جہاں متاثر ہوا۔

اِسلام آباد لانگ مارچ اور دھرنا بھی ریاستی جبر، انسانی حقوق کی پامالی اور جمہوریت دشمن قوتوں کے خلاف آئینی جد و جہد کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ اِس کے بعد مختلف شہروں میں عوامی اِجتماعات منعقد کیے گئے تاکہ عوام میں اِس ملک کے اَبتر حالات اور اِس میں رائج اُس فرسودہ نظام کو بدلنے کے لیے شعور بیدار کیا جائے جو سراسر دجل و فریب، ظلم و نااِنصافی، خیانت و بددیانتی، کرپشن و لوٹ مار اور غریبوں کو اُن کے حقوق سے محروم رکھنے پر قائم ہے۔ گزشتہ سال اگست 2014ء میں پاکستان عوامی تحریک کے پلیٹ فارم پر عظیم الشان انقلاب مارچ ہوا اور اسلام آباد میں دنیا کی تاریخ کا طویل ترین دھرنا دیا گیا کہ چشمِ فلک جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس عالمگیر، پرامن اور علم و اخوت جیسی خصوصیات کی حامل تحریک کے جانثار کارکنان نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت میں جرأت، عزیمت، تحمل، برداشت، صبر اور قربانی کی ایسی مثالیں قائم کی ہیں جن کا وجود عصرِ حاضر کی کسی تحریک، کسی تنظیم اور کسی مذہبی و سیاسی پارٹی کے ہاں ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ شیخ الاسلام نے جہاں

پاکستان کو درپیش مسائل کی اصل وجہ (root cause) سے عوام کو آشنا کیا وہیں انہوں نے پاکستان کے روشن و مستحکم اور خود مختار مستقبل کے لیے اپنا اِنقلابی ویژن بھی پیش کیا ہے۔

آج اگر پاکستانی قوم واقعی اپنے حالات بدلنے میں سنجیدہ ہے؛ مہنگائی، لوڈ شیڈنگ، دہشت گردی اور بے روزگاری اور پسماندگی جیسے عذابوں سے چھٹکارا پانا چاہتی ہے اور پاکستان کو اَقوامِ عالم کی صف میں نمایاں مقام دلانا چاہتی ہے تو اِسے شیخ الاسلام کے ویژن پر ہی عمل کرنا ہوگا۔

۲۹۔ شبِ برأت کے حوالے سے تحریک منہاج القرآن کا پیغام

جب انسان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے تو برے اعمال کے باعث اس کے دل کے اندر نیک اعمال و عبادات سے عدم دل چسپی جنم لیتی ہے۔ اگر بندہ اپنی اصلاح نہ کرے تو عبادات سے یہ محرومی بڑھتے بڑھتے توفیق کے سلب کیے جانے پر منتج ہوتی ہے۔ اس مقام پر اس کا قلب گناہوں کے اصرار کے باعث حلاوت ایمان سے محروم ہو کر تاریک و سیاہ ہو جاتا ہے جو دائمی بدبختی کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے نار جہنم کا ایندھن بنیں۔ چنانچہ ذاتِ حق تعالیٰ نے انہیں اس انجام بد سے بچانے کے لیے اپنی مغفرت و بخشش کو عام کرتے ہوئے دروازۂ توبہ کھولنے کا اعلان کیا کہ جو کوئی توبہ کی راہ کو اختیار کرے گا تو وہ اسے ایسے معاف کرے گا گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں بلکہ اس کو درجہ محبوبیت میں رکھے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ ضِيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. (1)

---

(۱) ۱۔ أبو داود، السنن، كتاب الصلاة، باب في الاستغفار، ۲/۸۵، رقم/۱۵۱۸

۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الأدب، باب الاستغفار، ۲/۱۲۵۴، ـــ

''جو شخص پابندی کے ساتھ استغفار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم سے نجات اور ہر مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کے وہم و خیال میں بھی نہ ہو۔''

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا أَصْبَحْتُ غَدَاةً قَطُّ إِلَّا اسْتَغْفَرْتُ اللهَ فِيْهَا مِائَةَ مَرَّةٍ. (۱)

''کوئی صبح طلوع نہیں ہوتی مگر میں اس میں سو مرتبہ اِستغفار کرتا ہوں۔''

جب سرورِ کائنات ﷺ ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود اپنے ربّ کے حضور اس قدر عجز و نیاز اور گریہ و زاری فرمائیں، تو ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے۔ جب رحمت الٰہی کا سمندر طغیانی پر ہو تو ہمیں بھی خلوص دل سے توبہ و استغفار کرنا چاہیے کیوں کہ اس وقت رحمت الٰہی پکار پکار کر کہہ رہی ہوتی ہے: کوئی ہے بخشش مانگنے والا کہ اسے بخش دوں، کوئی ہے رزق کا طلب گار کہ میں اس کا دامن مراد بھر دوں۔

امام ابن ماجہ ''السنن'' میں حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بہترین دعا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **﴿اَللّٰهُمَّ، إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي﴾** (۲)

''اے اللہ! بے شک تو معاف فرمانے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ سو (اے بخشنے والے!) مجھے بھی بخش دے۔''

.... رقم/۳۸۱۹

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱/۲۴۸، رقم/۲۲۳۴

(۱) ۱۔ ابن أبی شیبۃ، المصنف، ۷/۱۷۲، رقم/۳۵۰۷۵

۲۔ نسائی، السنن الکبری، ۶/۱۱۵، رقم/۱۰۲۷۵

۳۔ عبد بن حمید، المسند، ۱/۱۹۶، رقم/۵۵۸

(۲) ابن ماجہ، السنن، کتاب الدعاء، الدعاء بالعفو والعافیۃ، ۲/۱۲۶۵، رقم/۳۸۵۰

یہ کس قدر بدقسمتی کی بات ہے کہ شبِ برأت کی اس قدر فضیلت و اہمیت اور برکت وسعادت کے باوجود ہم یہ مقدس رات بھی توہمات اور فضول ہندوانہ رسومات کی نذر کر دیتے ہیں اور اس رات میں بھی افراط و تفریط کا شکار ہو کر اسے کھیل کود اور آتش بازی میں گزار دیتے ہیں۔ من حیث القوم آج ہم جس ذلت و رسوائی، بے حسی، بدامنی، خوف و دہشت گردی اور بے برکتی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس سے چھٹکارے اور نجات کی فقط ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ ساری قوم اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغفرت طلب کرے اور اس رات کو شبِ توبہ اور شبِ دعا کے طور پر منائے۔

آیئے! اس غفار، رحمٰن اور رحیم ربّ کی بارگاہ میں ندامت کے آنسو بہائیں اور خلوصِ دل سے توبہ کریں، حسب توفیق تلاوتِ کلام پاک کریں، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ درود وسلام پیش کریں، نوافل ادا کریں خصوصاً صلاۃ التوبہ پڑھیں، اِستغفار اور دیگر مسنون اَذکار کے ساتھ دلوں کی زمین میں بوئی جانے والی فصل تیار کریں اور پھر اسے آنسوؤں کی نہروں سے سیراب کریں تاکہ رمضان المبارک میں معرفت ومحبت الٰہی کی کھیتی اچھی طرح نشوونما پاکر تیار ہو سکے۔

قیام اللیل اور روزوں کی کثرت ہی ہمارے دل کی زمین پر اُگی خود رَو جھاڑیوں کو -جو پورا سال دنیاوی معاملات میں غرق رہنے کی وجہ سے حسد، بغض، لالچ، نفرت، تکبر، خودغرضی، ناشکری اور بے صبری کی شکل میں موجود رہتی ہیں - اُکھاڑ سکے گی اور ہمارے دل کے اندر ماہ رمضان کی برکتوں اور سعادتوں کو سمیٹنے کے لیے قبولیت اور انجذاب کا مادہ پیدا ہوگا۔

لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ماہ شعبان المعظم، عظیم ماہ رمضان المبارک کا ابتدائیہ اور مقدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک کے اندر محنت ومجاہدہ اور ریاضت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم ''اَلصَّوْمُ لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهٖ'' کے فیض سے صحیح معنوں میں اپنے قلوب و اَرواح کو منور کر سکیں اور اِن مقدس اور سعید راتوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں دنیوی و اُخروی فوز وفلاح سے مستفید فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ماہِ شعبان اور شبِ برأت سے متعلقہ شیخ الاسلام مدظلہ العالی کے اَہم خطابات

خطاب نمبر	CD#	عنوان	مقام	تاریخ
Ft-1	69	توبہ	....	12مارچ 1990
Ft-2	د	شب برأت (خصوصی خطاب)	کراچی	02مارچ 1991
Ft-3	287	پرہیزگاروں کا قرآنی کردار اور معافی و اِستغفار	جامع مسجد منہاج القرآن، ماڈل ٹاؤن، لاہور	07فروری 1993
Ft-4	806	شب برات کی فضیلت و وظائف	جامع مسجد منہاج القرآن، ماڈل ٹاؤن	13جنوری 1995
Ft-5	47	محبت الٰہی اور خشیت الٰہی		16جنوری 1995
Ft-6	268	تربیتی خطاب	جامع مسجد منہاج القرآن، ماڈل ٹاؤن، لاہور	13دسمبر 1996

Ft-7	788	کامیابی کی طرف پہلا قدم	جامع مسجد منہاج القرآن، ماڈل ٹاؤن، لاہور	25دسمبر 1996
Ft-8	17	روحانی موسم جو گناہوں کے خشک پتے جھاڑے	جامع مسجد منہاج القرآن، ماڈل ٹاؤن، لاہور	04دسمبر 1998
Ft-9	7	سفرِ توبہ کے تین اسٹیشن	گوالمنڈی	23نومبر 1999
Ft-10	68	گناہ اور توبہ کی حقیقت	جامع مسجد منہاج القرآن، ماڈل ٹاؤن، لاہور	11نومبر 2000
Ft-11	132	حب دنیا اور احسان مصطفیٰ (ﷺ)	رحمانیہ مسجد، کراچی	01نومبر 2001
Ft-12	65	لفظ حم اور پیغام شب برات	جامع مسجد منہاج القرآن، ماڈل ٹاؤن، لاہور	11اکتوبر 2003
Ft-13		ایمان اور توبہ کی حقیقت	حیدرآباد، انڈیا	30اکتوبر 2004

Ft-14	456	سب سے افضل میرا زمانہ ہے +شب برات کی اہمیت وفضیلت	مرکزی سیکرٹریٹ، لاہور	12 ستمبر 2005
Ft-15		شب برات (خصوصی خطاب)	کراچی	19فروری 1992
Ft-16	1087	ہجرت الی اللہ	مرکزی سیکرٹریٹ، لاہور	06اگست 2009
Ft-17	1612	معرفت گناہ اور درجاتِ توبہ	مرکزی سیکرٹریٹ، لاہور	05جولائی 2012
Ft-18	1866	دعا اور آداب دعا	مرکزی سیکرٹریٹ، لاہور	24جون 2013
Ft-19	2063	محبت الٰہی اور خشیت الٰہی	رحمانیہ مسجد، کراچی	27جنوری 1994

مصادر ومراجع

١. **القرآن الحکیم۔**

٢. احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ بن محمد (١٦٤۔٢٤١ھ/٧٨٠۔٨٥٥ء)۔ **المسند۔** بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٣٩٨ھ/١٩٧٨ء۔

٣. ابن اَبی العز، الحنفی، الدمشقی۔ **شرح العقیدة الطحاویة۔** بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٣٩١ھ۔

٤. احمد رضا خان، اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان بریلوی، **فتاویٰ رضویه.** لاہور، پاکستان رضا فاونڈیشن۱۹۹۴ء۔

٥. آلوسی، محمود بن عبد اللہ حسینی (۱۲۱۷۔۱۲۷۰ھ/۱۸۰۲۔۱۸۵۴ء)۔ **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔** لبنان: داراحیاء التراث العربی۔

٦. البانی، محمد ناصر الدین (١٣٣٣۔١٤٢٠ھ/١٩١٤۔١٩٩٩ء)۔ **سلسلة الأحادیث الصحیحة۔** عمان، المکتب الاسلامی۔

٧. البانی، محمد ناصر الدین (١٣٣٣۔١٤٢٠ھ/١٩١٤۔١٩٩٩ء)۔ **ظلال الجنة في تخریج السنة لابن أبي عاصم۔** بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٤٠٠ھ۔

٨. بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اِسماعیل بن اِبراہیم بن مغیرہ (١٩٤۔٢٥٦ھ/ ٨١٠۔٨٧٠ء)۔ **الأدب المفرد۔** بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ١٤٠٩ھ/ ١٩٨٩ء۔

٩. بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (١٩٤۔٢٥٦ھ/ ٨١٠۔٨٧٠ء)۔ **الصحیح۔** بیروت، لبنان + دمشق، شام: دارالقلم، ١٤٠١ھ/ ١٩٨١ء۔

۱۰. بزار، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰۔۲۹۲ھ/ ۸۲۵۔۹۰۵ء)۔ **المسند** بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔

۱۱. بغوی، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (۴۳۶۔۵۱۶ھ/۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔ **شرح السنۃ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۲. بغوی، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (۴۳۶۔۵۱۶ھ/۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔**معالم التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء۔

۱۳. بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **الدعوات الکبیر**۔کویت: منشورات مرکز المخطوطات، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

۱۴. بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۵. بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۱۶. بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **شعب الإیمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۷. بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **فضائل الأوقات**۔ مکۃ المکرّمہ، سعودی عرب: مکتبۃ المنارہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۱۸. بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔

١٠٦٦ء)۔ القضاء والقدر۔ الریاض، السعودیۃ: مکتبۃ العبیکان، ١٤٢١ھ/ ٢٠٠٠ء۔

١٩. ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (٢١٠۔٢٧٩ھ/ ٨٢٥۔٨٩٢ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ١٩٩٨ء۔

٢٠. ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ إقتضاء الصراط المستقیم بمخالفۃ أصحاب الجحیم۔ لاہور، پاکستان: المکتبۃ السّلفیہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

٢١. ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (٦٦١۔٧٢٨ھ/١٢٦٣۔١٣٢٨ء)۔ مجموع الفتاوی۔ مکتبہ ابن تیمیہ۔

٢٢. ابن نجیم، الشیخ زین بن ابرہیم بن محمد بن محمد بن بکر الحنفی (۹۷۰ھ)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق۔ مصر: مطبوعۃ مطبعۃ علمیۃ، ۱۳۱۱ھ

٢٣. ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (٥١٠۔٥٧٩ھ/١١١٦۔ ١٢٠١ء)۔ التبصرۃ۔ مصر، دار الکتاب المصری، ١٣٩٠ھ/ ١٩٧٠ء

٢٤. ابن حاج، ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد عبدری فاسی مالکی (م۷۳۷ھ)۔المدخل۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱/ ۱۹۸۱ء۔

٢٥. حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (٣٢١۔٤٠٥ھ/٩٣٣۔١٠١٤ء)۔ المستدرک علی الصحیحین۔ مکہ، سعودی عرب: دار الباز للنشر والتوزیع۔

٢٦. ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (٢٧٠۔٣٥٤ھ/ ٨٨٤۔ ٩٦٥ء)۔ الثقات۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٣٩٥ھ۔

٢٧. ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (٢٧٠۔٣٥٤ھ/ ٨٨٤۔

٩٦٥ء)۔ **الصحيح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ١٤١٤ھ/١٩٩٣ء۔

٢٨. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٧٧٣۔٨٥٢ھ/ ١٣٧٢۔١٤٤٩ء)۔ **تلخيص الحبير في أحاديث الرافعي الكبير**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب، ١٣٨٤ھ/١٩٦٤ء۔

٢٩. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٧٧٣۔٨٥٢ھ/ ١٣٧٢۔١٤٤٩ء)۔ **تهذيب التهذيب**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ١٤٠٤ھ/ ١٩٨٤ء۔

٣٠. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباري شرح صحيح البخاري**۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

٣١. حسام الدین ہندی، علاء الدین علی متقی (٩٧٥ھ)۔ **كنز العمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ١٣٩٩ھ/١٩٧٩ء۔

٣٢. ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق (٢٢٣۔٣١١ھ/٨٣٨۔٩٢٤ء)۔ **الصحيح**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٣٩٠ھ/ ١٩٧٠ء۔

٣٣. خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (٣٩٢۔ ٤٦٣ھ/ ١٠٠٢۔ ١٠٧١ء)۔ **تاریخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

٣٤. خطیب تبریزی، ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (٧٤١ھ)۔ **مشكاة المصابيح**۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ١٤٢٤ھ/٢٠٠٣ء۔

٣٥. خلال، احمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخلال، ابوبکر (٢٣٤۔٣١١ھ)۔ **السنة**۔ ریاض، سعودی عرب: ١٤١٠ھ

٣٦. خلال، ابو محمد الحسن بن ابی طالب محمد بن الحسنین علی البغدادی (٣٥٢۔ ٤٣٩ھ)۔ من

فضائل سورة الإخلاص۔ قاہرہ، مصر، مکتبہ لینۃ، ۱۴۱۲ھ۔

۳۷. ابو داود، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۳۸. دیلمی، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی الہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **مسند الفردوس**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۳۹. ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **سیر أعلام النبلاء**۔ بیروت، لبنان، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۴۰. رازی، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی (۵۴۳۔ ۶۰۶ھ/۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ **التفسیر الکبیر**۔ طہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔

۴۱. ابن راہویہ، ابو یعقوب اِسحاق بن اِبراہیم بن مخلد بن اِبراہیم بن عبداللہ (۱۶۱۔۲۳۷ھ/ ۷۷۸۔۸۵۱ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

۴۲. ابن رجب حنبلی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد (۷۳۶۔۷۹۵ھ)۔ **لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف**۔ دار ابن حزم لطباعۃ والنشر، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۴ء۔

۴۳. زمخشری، جار اللہ محمد بن عمر بن محمد خوارزمی (۴۲۷۔۵۳۸ھ)۔ **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل**۔ قاہرہ، مصر: ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء

۴۴. سخاوی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد (۸۳۱۔۹۰۲ھ/ ۱۴۲۸۔۱۴۹۷ء)۔ **القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: المکتبۃ العلمیہ، ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء۔

۴۵. سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان

(٨٤٩ـ٩١١ھ/١٤٤٥ـ ١٥٠٥ء)۔ **تفسیر جلالین**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ١٤٩١ھ/١٩٨٨ء۔

٤٦. سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩ـ٩١١ھ/١٤٤٥ـ ١٥٠٥ء)۔ **الدر المنثور في التفسير بالمأثور**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

٤٧. سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩ـ٩١١ھ/١٤٤٥ـ ١٥٠٥ء)۔ **طبقات الحفاظ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤٠٣ھ۔

٤٨. شربنی ، الشیخ محمد الشربنی الخطیب،(۹۷۷ھ)۔**مغنی المحتاج الی معرفة معانی الفاظ المنهاج**۔ بیروت ،لبنان: دار اِحیاء التراث العربی، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء۔

٤٩. شرنبلالی، ابو اخلاص حسن بن عمار بن علی حنفی (۹۹۴ـ۱۰۶۹ھ/۱۵۸۵ـ۱۶۵۹ء)۔ **نور الایضاح**.

٥٠. ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن اِبراہیم بن عثمان کوفی (١٥٩ـ٢٣٥ھ/ ٧٧٦ـ ٨٤٩ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ١٤٠٩ھ۔

٥١. ضیاء مقدسی، محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن منصوری حنبلی (٥٦٩ـ٦٤٣ھ/١١٧٣ـ١٢٤٥ء)۔ **فضائل الأعمال**۔ القاهره، مصر: دار الغد العربی۔

٥٢. طاہر القادری، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔ **ترجمه عرفان القرآن**۔ لاہور، پاکستان: منہاج القرآن پبلی کیشنز۔١٤٢٦ھ/ ٢٠٠٥ء۔

٥٣. طاہر القادری، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔ **اَلرَّحَمَات فِي إِيْصَالِ الثَّوَابِ إِلَى**

الْأَمْوَات۔ لاہور، پاکستان: منہاج القرآن پبلی کیشنز۔ ۲۰۱۱ء۔

٥٤. طاہر القادری، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔ **الفیوضات المحمدیة**۔ لاہور، پاکستان: منہاج القرآن پبلی کیشنز۔ ۲۰۱۰ء۔

٥٥. طاہر القادری، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔ **معارج السنن للنجاة من الضلال والفتن**۔ لاہور، پاکستان: منہاج القرآن پبلی کیشنز۔۱٤۳٥ھ/۲۰۱٤ء۔

٥٦. طاہر القادری، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔ **میلاد النبی ﷺ**۔ لاہور، پاکستان: منہاج القرآن پبلی کیشنز۔ ۲۰۱۱ء۔

٥٧. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲٦۰۔۳٦۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **کتاب الدعاء**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیۃ ۱٤۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء۔

٥٨. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲٦۰۔۳٦۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الأوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱٤۰٥ھ/۱۹۸٥ء۔

٥٩. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲٦۰۔۳٦۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مطبعۃ الزہراء الحدیثۃ۔

٦۰. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲٦۰۔۳٦۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

٦۱. طبری، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲٤۔۳۱۰ھ/۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **جامع البیان عن تأویل أي القرآن**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱٤۰٥ھ۔

٦۲. **طحطاوی**، احمد بن محمد طحطاوی(۱۲۳۱ھ) **حاشیه طحطاوی علی مراقی الفلاح**، مصر: مطبع مصطفیٰ البابی، ۱۳٥٦ھ۔

٦٣. ابوحفص سراج الدين عمر بن علی بن عادل الحنبلی الدمشقی (٧٧٥ھ)۔ اللباب في علوم الكتاب۔ بیروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٩ھ/١٩٩٨ء

٦٤. ابن ابی عاصم، ابوبکر بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (٢٠٦-٢٨٧ھ/ ٨٢٢-٩٠٠ء)۔ السنة۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٤٠٠ھ۔

٦٥. ابن عابدين شامی، محمد بن محمد امين بن عمر بن عبدالعزيز عابدين دمشقی (۱۲۴۴-۱۳۰۶ھ)۔ رد المحتار على الدرالمختار۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

٦٦. عبد بن حمید، ابومحمد بن نصر الکسی (م ٢٤٩ھ/٨٦٣ء)۔ المسند۔ قاہرہ، مصر: مكتبة السنہ، ١٤٠٨ھ/١٩٨٨ء۔

٦٧. عبد الحی، محمد عبد الحی بن محمد عبد الحلیم اللکنوی، (۱۲۶۴-۱۳۰۴ء)۔ الآثار المرفوعة فی أخبار الموضوعة۔ بغداد، عراق: مكتبة الشرق الجديد، ۱۹۸۹ء۔

٦٨. عبد الرزاق، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (١٢٦-٢١١ھ/ ٧٤٤-٨٢٦ء)۔ المصنف۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٤٠٣ھ۔

٦٩. ابن عساکر، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (٤٩٩-٥٧١ھ/ ١١٠٥-١١٧٦ء)۔ تاريخ مدينة دمشق (المعروف بـ: تاريخ ابن عساكر)۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ١٤٢١ھ/ ٢٠٠١ء۔

٧٠. عبد القادر جیلانیؒ، الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ (۴۷۰ھ/۵۶۱ھ)۔ غنية الطالبين۔ لاہور، پاکستان: فرید بک سٹال، ١٤٠٩ھ/١٩٨٨ء۔

٧١. عبد الحق محدث دہلوی، شیخ (۹۵۸-۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱-۱۶۴۲ء)۔ ما ثبت بالسُّنة عن أعمال السَّنة۔ کراچی، پاکستان: دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ، ٢٠٠٥ء۔

٧٢. غلام رسول سعیدی۔ تبیان القرآن۔ لاہور، پاکستان: فرید بک سٹال، ٢٠٠٥ء۔

٧٣. ابو الحسن، احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی الکوفی (١٨٢-٢٦١ھ)۔ معرفة الثقات۔

المدینۃ المنورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ١٤٠٥ھ۔

٧٤. ابن شاہین، ابوحفص عمر بن احمد الواعظ (۲۹۷۔۳۸۵ھ)۔ **تاریخ أسماء الثقات۔** کویت: الدار السّلفیہ، ۱۴۰۴ھ۔

٧٥. غزالی، حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی (۵۰۵ھ)۔ **إحیاء علوم الدین۔** مصر: مطبعہ عثمانیہ، ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء۔

٧٦. ابن قانع، عبد الباقی (٢٦٥۔٣٥١ھ)۔ **معجم الصحابۃ۔** مدینہ منورہ، مکتبۃ الغرباء الاثریہ، ١٤١٨ھ۔

٧٧. قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحیٰ بن مفرج اُموی (٢٨٤۔٣٨٠ھ/ ٨٩٧۔٩٩٠ء)۔ **الجامع لأحکام القرآن۔** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

٧٨. قسطلانی، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ **المواھب اللدنیہ۔** بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

٧٩. ابن کثیر، ابو الفداء إسماعیل بن عمر (٧٠١۔٧٧٤ھ/ ١٣٠١۔١٣٧٣ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم۔** بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ١٤٠٠ھ/ ١٩٨٠ء۔

٨٠. کنانی، احمد بن ابی بکر بن إسماعیل (٧٦٢۔٨٤٠ھ)۔ **مصباح الزجاجۃ في زوائد ابن ماجہ۔** بیروت، لبنان، دار العربیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

٨١. لالکائی، ابو قاسم ھبۃ اللہ بن حسن بن منصور (م ٤١٨ھ)۔ **شرح أصول اعتقاد أھل السنۃ والجماعۃ من الکتاب والسنۃ وإجماع الصحابۃ۔** الریاض، سعودی عرب، دار طیبہ، ١٤٠٢ھ۔

٨٢. ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (٢٠٩۔٢٧٣ھ/ ٨٢٤۔٨٨٧ء)۔ **السنن۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٩ھ/١٩٩٨ء۔

٨٣. ملا علی قاری، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (١٠١٤ھ/١٦٠٦ء)۔ **مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح**۔ بمبئی، بھارت، اصح المطابع۔

٨٤. مبارک پوری، محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم (١٢٨٣۔١٣٥٣ھ)۔ **تحفة الأحوذي في شرح جامع الترمذي**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

٨٥. مزی، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (٦٥٤۔٧٤٢ھ/١٢٥٦۔١٣٤١ء)۔ **تهذيب الكمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ١٤٠٠ھ/١٩٨٠ء۔

٨٦. مسلم، ابن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری (٢٠٦۔٢٦١ھ/٨٢١۔ ٨٧٥ء)۔ **الصحيح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

٨٧. مقدسی، عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی المقدسی، أبو محمد (٥٤١۔٦٠٠ھ)۔ **الأحاديث المختارة**۔ مکہ المکرّمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النهضة الحدیثیہ، ١٤١٠ھ/١٩٩٠ء۔

٨٨. مقدسی، عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی المقدسی، أبو محمد (٥٤١۔٦٠٠ھ)۔ **الأحاديث المختارة**۔ فضائل بیت المقدس۔ شام: دار الفکر، ١٤٠٥ھ۔

٨٩. مقدسی، عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی المقدسی، أبو محمد (٥٤١۔٦٠٠ھ)۔ **الترغيب في الدعاء**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۶ھ۔۱۹۹۵م۔

٩٠. منذری، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (٥٨١۔٦٥٦ھ/١١٨٥۔١٢٥٨ء)۔ **الترغيب والترهيب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٧ھ۔

٩١. نعیم الدین مولانا۔ فضیلت کی راتیں۔ لاہور، پاکستان: مکتبہ قاسمیہ، ١٤٢٢ھ/٢٠٠١ء۔

٩٢. نسائی، ابو عبد الرحمٰن، احمد بن شعیب (٢١٥۔٣٠٣ھ/ ٨٣٠۔٩١٥ء)۔ **السنن**۔

بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱٤۱٦ھ/۱۹۹٥ء۔

۹۳. نسائی، ابو عبد الرحمٰن، احمد بن شعیب (۲۱٥۔۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱٥ء)۔ **السنن الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱٤۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۹٤. نسائی، ابوعبد الرحمٰن، احمد بن شعیب (۲۱٥۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱٥ء)۔ **عمل الیوم واللیلة**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱٤۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۹٥. ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق اصبہانی (۳۳٦۔٤۳۰ھ/۹٤۸۔۱۰۳۸ء)۔ **حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱٤۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۹٦. ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳٥۔۸۰۷ھ/۱۳۳٥۔۱٤۰٥ء)۔ **مجمع الزوائد**۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱٤۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۹۷. ابو یعلی، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲٥۔۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱٤۰٤ھ/ ۱۹۸٤ء۔